

خونخاک کا گھسٹ

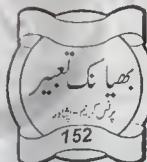
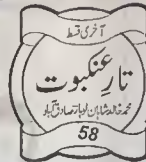
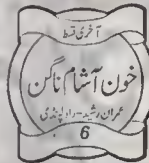
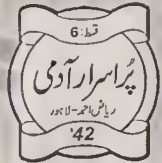
سرخ تھوڑی نمبر

مئی 2012

دلوں کو لرزادے والی
خونخاک اور سنسنی خیز کہانیاں

خون کا ڈائجسٹ اس شمارے کی جھلکیاں

خون کا ڈائجسٹ اس شمارے کی جھلکیاں



خون کا ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ماحول فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مسئلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خون کا ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر ملک دشمن سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے قیام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کوئی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ اس کاغذ پر مرنے والا اور دیا جاسنٹر ڈسمدارت ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر - پرنٹر زاہد شیر سوینی گروڈ لاہور)

خون کا ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ماحول فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مسئلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خون کا ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر ملک دشمن سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے قیام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کوئی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ اس کاغذ پر مرنے والا اور دیا جاسنٹر ڈسمدارت ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر - پرنٹر زاہد شیر سوینی گروڈ لاہور)

اک خواب کی تکمیل

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سب کے ہمدرد اور درو دل رکھنے والے ہمارے محسن شہزادہ عالمگیر اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جن کے دل میں انسانیت کے لئے بہت درد تھا اس درد کی وجہ سے ان کے دل میں کئی ایک خواہشات پیدا ہوئیں کہ غریب لوگوں کے لئے کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے انسانیت کو فائدہ ہو۔ ان خواہشات اور جذبات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے کئی ایک پروجیکٹ سوچ رکھے تھے ان میں سے ایک پروجیکٹ ”یتیم بچوں کے لئے سکول“ کا قیام تھا۔ اس سکول کی تعمیر کے لئے انہوں نے ایک ماسٹر پلان تیار کیا ہوا تھا جس کو عملی جامہ پہنانے کا اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع نہیں دیا۔ معزز تارکین! شہزادہ عالمگیر اس کے پروجیکٹ کو، اُن کے خواب کو تعبیر دینے کے لئے ہم اس سکول کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ انسانیت کی فلاح اور لوگوں کو مفت علاج فراہم کیا جائے۔ اس پروجیکٹ کو ہم اکیلے تو عملی شکل نہیں دیتے سکتے اس میں آپ لوگوں کی مدد بھی ہمیں چاہئے۔ لہذا خیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے دل کو مل کر مدد فرما کر ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ ”علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے“ کی روشنی میں اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کریں اور شہزادہ عالمگیر صاحب کے اس خواب کی تکمیل کر کے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر صاحب کو آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

آپ اپنے عطیات درج ذیل اکاؤنٹ نمبر میں بھیج سکتے ہیں۔

شہزادہ امتش عالمگیر۔ اکاؤنٹ نمبر 00732002655732 سلک بینک

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 01

انعامات کی تفصیل

اول انعام : 50,000 روپے نقد

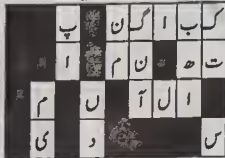
دوم انعام : 25,000 روپے نقد

سوم انعام : 10,000 روپے نقد

درج سوالات کے جواب دینے اور انعام جیتنے۔

درج سوالات کے جواب ماننے دینے کے خاؤں میں تلاش کریں۔ تحریری سی کوشش کرنے سے آپ کی طرف کو کم از کم جواب دہو سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کوپن بچیں اور انعام حاصل کریں۔

حل تلاش کریں



- 1- وہ خوفناک شکل دیکھ کر۔۔۔ رہا تھا۔
- 2- بچے کی ہمت کھٹکھٹ کر اٹھ کر اٹھ گیا۔
- 3- رحم دل پری نے بچے کی۔۔۔ کو پھانسی۔
- 4- بادشاہ نے خواب میں خوفناک۔۔۔ دیکھا۔
- 5- شہزادی جاوہر کی۔۔۔۔۔ سے بھاگ گئی۔

قواعد و ضوابط: (1) چار سوالات کے صحیح جواب ضروری ہیں۔ (2) ایک سے زیادہ صحیح حل دالے کو پین موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام نکالا جائے گا۔ (3) سب سے زیادہ دالے کو پین با ترتیب اول، دوم، ترقی و عائدہ اندازی میں شامل ہوں گے۔ (4) اصل کو پین کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔ (5) کم از کم ایک جواب دینے کو پین کو پین موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام نکالا جائے گا۔ (6) جو پین کا فیصلہ ہو گا اور آخری ہو گا اور قابل فتح ہو گا۔

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 01

کوین

پزل کے سوالات کے جوابات تلاش کر کے اس کو پین پر لکھ کر کلاٹ کر ہمدرد کو پی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ارسال کریں۔ سب سے زیادہ کوپن دالے امیدوار کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

1- _____ 2- _____ 3- _____
4- _____ 5- _____
نام: _____ شناختی کارڈ نمبر: _____
سکین پتہ: _____ فون نمبر: _____

خون آشام ناگن

--- تحریر۔ عمران رشید۔ راولپنڈی۔ آخری قسط۔ ---

عدیل نے کہا ہم سب بے موت مارے جائیں گے سیر بولا یار سیر یہاں کہاں سے آگیا ہے یار
نے بچہ فاطمہ پر ہیز رنگ لیکھا اب کو کنڈلی بارے ہوئے دیکھا تو اس کے قریب آگاہ یار کے پاؤں سے
لپٹ گیا تھا یار کو دیکھتے میں باگل بھی دیر نہ لگی تھی کہ یہ ناگ راج ہے دی۔ یہ راجہ آؤ یہ سانپ ہمارا دشمن
نہیں ہے یہ ناگ راج ہے یک۔ ابھی ایک دوسرے کی طرف ہیز انگوں سے دیکھنے لگا کیونکہ ان کے
چہرے کا لہجہ سیاہ تھے اس لیے وہ صرف باتوں سے ہی ایک دوسرے سے مخاطب تھے پھر عدیل ناگ
راج کے پاس آگراں کے جسم سے کپٹے اس طلسمی کالا کدھاکے کو دیکھ کر حیران رہ گیا پھر سیر نے کہا ابھی
میں کہوں جب وہ پردہ مجھے اٹھا کر اوپر لے جا رہا تھا تو میری ناگ سے کیوں لپٹ گیا تھا اب مجھ آئی
یار بولا انگ راج۔ ناگ راج تم یہاں تک کیسے آئے کس طرح پہنچے ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا ناگ
راج منزل ہمارے سامنے ہے اور ہمیں صرف وہ چاہی چاہیے جو اس دروازے کو کھول سکتی ہے کیونکہ اس
پہاڑی دنیاں والی دیوار کے دوسری جانب وہ مجسمہ ہوگا جو میں لے کر جاتا ہے ناگ راج جلدی سے ہتھ کر د
صرف تم یہ کام کر سکتے ہو جانتے ہو اگر تم ہمارے کام تو پھر ہم سب کی موت یعنی ہوگی یہ سن کر ناگ راج اپنا
چپن چوڑا کرتے ہوئے اس چٹان کو دیکھنے لگا جو دیواری طرح تھی ہوئی تھی اور یہ دروازہ جس پر کھوپڑیاں
کی کھوپڑیاں لگی ہوئی تھیں اسے توڑائیں جا سکتا تھا۔ ناگ راج سنگار چٹانوں میں سے سوراخ نکال
کرنے کی جدوجہد کرنے لگا پھر اسے ایک تنگ سوراخ نظر آیا جس میں سے وہ بڑی مشکل سے داخل ہوا
سبھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا عدیل بولا مجھے نہیں لگتا ہم زندہ سلامت اس
ناگن کی شیطانی دنیا سے واپس اپنی دنیا میں جا سکیں گے کی بولا ہیرا اسی کی گناہ سے ناگ راج ہماری
خاطر خود موت سے مقابلہ کرنے گیا ہے وہ ضرور کامیاب ہونے کا وہ نہیں پرہیز کرنا ناگ راج کا انتظار
کرنے لگے۔ ایک منٹ بھی خیر اور خوفناک کہاں۔

اس وقت سبھی ڈاکٹر ڈیو کے دروازہ میں کھڑے تھے جیسے ہی عدیل اپنے ساتھی ڈاکٹر زکے ہمراہ وارد میں داخل
اس وقت ایک نرس بولی سر یہ راتوں رات ایسا کون سا کرشمہ ہو گیا جس سے بچوں کا بخار ختم تو نہیں ہوا مگر بہت کم
ہو گیا شاید بولی یہ ہمارا کرشمہ نہیں بلکہ ناگ راج کا کرشمہ ہے بچوں نے بچوں کی جان بچائی اور موت کے گتے سے باہر
لگلا ڈاکٹر راج بولا سیر یہ طلسمی کالا ہمارے لیے بہت اہم ہے ہم تو سوچ سکتے تھے کہ جس لگان کے ذریعہ ہمارے
بڑے سے بڑا انجکشن نہیں کر سکتے ہیں یہ کالا کدھاکے کی جھل نے کہا راجیش باگوا اس طلسمی کالا کے بارے میں ہمیں
فورا اطلاع کرنی ہوئی عدیل بولا وہ دو تین دن تک واپس آجائے گا اب میں دیکھتا ہوں وہ خوفناک نائن کیسے ہے گناہ
نسانوں کی جان بچتی ہے عدیل کے تینوں بچے بھی یہ سب باتیں ان رہتے تھے پھر عکاش بولی پاپا آپ اس نائن کو زندہ
نہیں چھوڑنا آج ہماری یہ حالت اسی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

شبانہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسے پیار کرتے ہوئے بولی عکاش جی اب تمہیں فکر کرنے کی کوئی

عمران رشید

ضرورت نہیں ہے ہم سب مل کر اس ننگان کی مقابلہ کریں گے عدیل نے کہا فرغانہ کا رستہ کسی کا خون تو نہیں ہوا سرالینہ کا کھڑے آج کوئی ڈیڈ یا نہیں آئی وہ نہ ہرج آج باہل بعد میں آئے تھے ڈیڈ یا ڈیڈ پہلے سے آپ کی منتظر رہی کی ڈاکٹر شانیہ کوئی نہ سرکش ہے ایک بہت براہم توصل ہو کر اب اس انسان کی تلاش بھی بہت ضروری ہے جو اس ڈائری کے مطابق خون گان کو ختم کر سکے عدیل نے کہا اللہ نے چاہا تو اس کا بھی جلد ہی پتہ چل جائے گا اس خون کی تمام تر حقیقت ہمارے سامنے آ چکی ہے اور سارا معاملہ آپ سب مساحیوں کے علم میں آ چکا ہے اب ہمیں صرف وقت کا انتظار ہے وہ جانچنے و جانچنے والی اس بھی طرح ہم تک پہنچنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائے وہ ان کی بہت ہوشیار اور دلچسپ ہے ہو سکتا ہے وہ اس شخص کی جان لینے کی بھی کوشش کرے کیونکہ اس ڈائری میں اس کی تمام تر طاقتوں کا دورہ دار اس تالاب کی گہرائیوں میں جیسے اس راز ہے جو اس انسان کی موت کے بعد ایک ترقی کی شکل میں ہمارے سامنے آ سکتا ہے عدیل کی یہ بات سن کر بھی ڈاکٹر نے چہروں پر ایک لمحے کے لیے خوف ڈار اور دہشت کی کیفیت نمایاں ہونے لگی تھی عدیل نے دوسرے شخص کو لکھا تھا پھر وہ بے سوچا۔

آپ سب سامنے یقیناً میری یہ بات سن کر پریشان ہوئے ہیں لیکن آپ کو میں یقین ہے کہ سکتا ہوں کہ سامنے بھی چائے اور اس کی بھی نہیں سلیں آئے نہیں اسے والی جان کی دھڑکنیں دات سے پہلے پہلے ہی اس انسان کو اپنے ساتھ ایک جگہ لیجا ہوا کہ اس ننگان کا مرکز ہے میں شاید کہنے کے خلاف کسی کے خلاف اور اس کا راز وہاں سے اس کی شیطانی طاقت کا سکھن ہے بہت دقت آئے پھر اترتے ہوئے اور گانا ڈیڈ اگلے اختیار کریں گے اب وہاں سے دوسرا دم بھی ڈاکٹر داوینا شام شروع ہو گئے صرف عدیل اور صابر تھے عدیل نے کہا میں جاس رہتا ہوں جاتی ہوں آپ گھر جا کر ٹھیک لائی کو لے آئیں صابر کیوں بھی وہاں باہل میں ڈیڈوں دے رہا ہوں امید بھی کی جاتی ہے وہ ننگان یہاں کی نقصان نہیں پہنچانے کی اب ہم بے فکر ہو کر گھر جاسکیں جو پہنچے ہوں تک ڈسچارج ہو کر داوینا گھر آجائیں گے میں خود انہیں لے کر اپنے ساتھ آؤں گا مگر اب وہاں ما جان اب ہمارے پاس ہیں تاں دیکھیں ہمارا بیمار کسی کم ہو گیا ہے آپ گھر جا کر ننگان راج کی حفاظت کریں وہ اکیلا وہ گویا نہ ہے یہاں تک رہے کہ اپنا ایسا نہیں ہے بہادر جان گھر پر ہیں اب ادوی جان ہیں اب ننگان کی دیکھ کر اس کے ساتھ جیتے ہیں گھر آؤ گے تو گھر آجائیں یہ سہل لینا نام ننگان سے بہت بیکار کر تے ہیں ہاں باں باں شام چمک رہی ہیں میں اب ننگان گھر جا رہی ہوں اور اس کے اللہ حفاظت میں ہے ہاتھ ملا کر اور اس کرنے لگے اب صابر عدیل وادے سے باہر آ گئے تھے صابر عدیل آپ کو جس انسان کی تلاش ہے مجھے ضرور بتائیے میں اس سے متاثر ہوتی ہوں وہ بالکل ہو ہو میرے بھائی کی شکل جیسا انسان ہے میں اسے صرف ایک بار دیکھ لینا چاہتی ہوں صابر نے گھر کو گھر چاہا تھا مگر جب میں اس سے کوئی رابطہ ہوا تو ہمیں ضرور بتا دوں گا ویسے آج تک میں اپنے بھائی کا چہرہ نہیں بھولتی ہوں عدیل مجھے ایک ننگان کا یاد ہے جب اپنے بھائی کا نکسا ہوا سرد دیکھا تھا وہ جی باپا کے ساتھ شام گھر کی پڑاویں میں گیا تھا شاید ایسا ننگان سے مقابلہ کرنے گیا تھا مگر موٹے موت کے لئے جبکہ ہمیں بالکل ہوا اور آج اتنے سالوں بعد اس انسان کی تصویر ڈائری میں کوئی کردار میں یہ خیال مجس ہوا نہ لگا ہے کہ اسے دیکھو وہ کون ہے کہاں رہتا ہے عدیل ہو سکتا ہے وہ بھی ننگان کے گھٹنے میں گرفتار ہو۔

عدیل نے صابر کی بات سن کر ہاں میں گردن ہلائی اور بولا لیکن ہے ایسا ہو کیونکہ وہ ننگان جانتی ہے اس انسان کا زندہ رہتا ہی اس کے کدے کی سب سے بڑی رکاوٹ اور اس کی پیادے اس کی تک تو اسے اپنی تصویر کے بارے میں شاید معلوم ہو چکا ہو کبھی وہ کسی نہ کسی سے رابطہ کرے گا سوچے گا میرا خیال تو یہی ہے وہ ویسے وہ ڈائری ہمارے لیے بہت اہم ہے جس کی رشتہ ثابت ہوئی کہ وہ نہ ملتی تو آج میں اس خون آشام ننگان کی حقیقت کا اندازہ ہی نہ ہوتا کہ وہ

کس قدر خوفناک شیطانی کھیل ہے گناہ انسانوں نے کھیل دی ہے اجماع عدیل میں جاری ہوں کی باہر کا ڈی میں انتظار کر رہا ہو گا اب سادہ سادہ چلیں جبکہ عدیل بھی راز دہن کر رہا ہے کہ اس کے میں کچھ چکا تھا جہاں تین مریض پہلے سے اس کے منتظر تھے اب وہ انہیں دیکھنے کے لیے مصروف نظر آ رہا تھا۔



ناگ دیوتا آپ کی طبیعت کیسے ہے راتیں میں بالکل ٹھیک ہوں خدا نے ہوا کر کیا ہے بس لگایا جانے کا ایک ہوا ہے مگر یہ بتاؤ کہ تم اپنا نقش چھوڑ کر اس طرح اسطی وادینا کیوں چلے آئے راتیں چندر مئی جو کی بانے کہا ناگ دیوتا میں آگ کا شکر خاص ہوں آپ ہمارے یہاں استاد ہیں اور میرے استاد کو کوئی تکلیف ہو پریشانی ہو مجھے سے دیکھی نہیں جاتی میں نے آپ سے وہ جن لکھا تھا کہ جب تک اس خون آشام ننگان کا خاتمہ نہیں کر دیتا آپ کے پاس نہیں آؤں گا مگر حالات نے مجھے آپ کے پاس آنے پر مجبور کر دیا تھا ناگ دیوتا میں اپنے دوست پر کاش سے ملتا تھا وہ بھی آپ سے ملنے کے لیے تباہ ہے مگر ننگان کی کی وجہ سے وہ آپ کو ملنے نہیں آ سکا تو شاید آپ کی فخری نہیں ہوگی کہ آپ اس وقت باہل میں ہیں لیکن میں پر کاش سے مل کر لیگاں پر کاش ننگان جاؤں گا مجھے تو حیرت ہو رہی ہے یہاں آپ کے پاس کوئی بھی نہیں ہے میں پر کاش کی ڈیڈوں لگتا ہوں وہ شام ہوتا ہے لیکن جب تک آپ صحت مند نہیں ہو جاتے اسے یہاں رہنا ہو گا میں کل ہی بنگور کے لیے روانہ ہوتا ہوں اسے نہیں نہیں راتیں اسے وہاں اپنا کام کرنے دو وہ بھی تہماری طرح کسی ایک جگہ کسی دوری جگہ ہوتا ہے انہوں کی تلاش میں نہیں لگا ہوا کہ ناگ دیوتا وہاں جہاں بھی ہو گا میں اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گا بنگور میں وہ جگہ میں نے دیکھی ہے جہاں پر کاش اپنے ساتھی کے ساتھ رہتا ہے وہ بنگور نہ ہوا تو پھر شام گھر ہی وہ مجھے ملے گا مجھے اجازت دیجئے مجھے آپ سے راتیں یہاں ڈاکٹر زمری دیکھ بھال کر رہے ہیں وہ تم پر کاش کو مجبور نہ کرو تو بہتر ہے۔

ارست ایسا کیسے ہو سکتا ہے ناگ دیوتا میں پر کاش کو لے کر آپ کے پاس دو دن میں پہنچ رہا ہوں اب راتیں ناگ دیوتا دھرم ناگھ سے مل کر باہل سے باہر آ گیا اس کا راز اب ریلوے اسٹیشن کی جانب تھا وہ ٹکٹ لے کر شام اسٹیشن میں گئے اور پھر بنگور روانہ ہو گئے جس نے آج ہی اسے سارے چار بچے بنگور بیلو لے آئیں پچھارہ یا دو کی راستوں میں ان کے ڈاکٹر پیرل کی میں نہیں سمجھتی سن کی مسافت کے بعد ایک ایسے گھر کیسے تھا تھا جہاں اسے ہی امید کی پر کاش یہاں پر ہی تھا اور تھا دروازے پر دو تین بار دستک دے کر راتیں چھپے ہٹ گیا یہی کل میں مل سنا تھا چھاپا اور تھا راتیں کو دروازے کی طرف دیکھ کر چاہے وہاں پر سنا دیں گے چار بچے ہی دروازے پر ملنا تو سامنے ایک ایک دوست کو دیکھ کر پھر بے اختیار ایسا کہ جسے پہنچ کر ہٹا کر اپنی اساتذہ مہاراج آئے۔ آپ نے آگے آپ یہاں۔ یہاں جج جس وقت اور یہ جگہ آپ کے قدموں پر ڈیڈا ظاہر کر رہے آپ ضرور شام گھر سے باہر آئے آپ یہاں راتیں میں سگراتے ہوئے کہا بالکل درست اندازہ لگایا ہے تم نے۔ میں دہلی سے سی آ رہا ہوں مہاراج ہمارے ناگ دیوتا کیسے ہیں میں ابھی سے مل کر آ رہا ہوں وہ باہل میں ہیں پر کاش تمہارے پاس تھا ہوا سے ادا ہے۔ مہاراج آپ ادنیٰ مہان گرو ہیں اتنا تو میں جانتا ہوں کہ آپ ہند آکھوں سے سناہ کی موجودگی کا اندازہ لگاتے ہیں تو تمہارا دور کی بات ہے پر کاش تمہارا میرے ہی کرے۔ میں سو بار ہمے رات کو کافی دیر سے سوئے ہیں آپ اندر آئیے باہر کیوں کر گئے ہیں اب راتیں اندر کر رہے ہیں چلا گیا اور بولا میں ابھی آرام کر رہا ہوں پر کاش سے اب ملا تو اس کے اٹھ کر گھر کی روٹی راتیں دوسرے کرے میں سو کر تھکا ہوا تھا میں نے سوچا کہ جلدی لیندی کی داویں میں تو گیا۔ پر کاش جج کیا یہ ہے سو کر تھا تو اس کے دوست روٹی تیار ہے بتا رہا میں چندر جج کو بنگور پہنچا ہے پر کاش کو بڑی حیرت ہوئی اور بولا مہاراج نے اپنا کچھ بنگور نے کا پر وگرام کیسے سوچا تو وہ بولا۔

کے ہاتھ سے نیچے اتر کر دودھ کے پیالے کے پاس آگیا اب ناگ راج دودھ پینے میں مصروف تھا اسی میں سرخیلہ بھی آگئی تو کسی نے یاسر کا تعارف کروا دیا اس نے یاسر کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا یاسر بیانیہ رہو خالہ آج میں نے اپنی بہن سے مل کر بہت زیادہ خوشی محسوس کی تو کھتا تھا کہ اب صاحب مجھے کس کی سرکردت نے بھی بھیجا ہے سو پر لا کر آکر میرے دم و مکان میں بھی نہ تھا وہی بیانیہ سرخیلہ ناگ راج کا خالہ جان کس بات کرتی ہیں یہ میرا اپنا ہی گھر ہے آپ سب نے صاحب کا خیال رکھا لیکن اس بات کی خوشی ہے بھائی یہ شغل اثر بہت کم کر دیکھو اور بتاؤ کیا ہے۔

یاسر بولا صاحب شادی کے بعد بالکل نہیں بدل لی نے تو بہت سے خواب سوچ رہے تھے میں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے دھست کرنا چاہتا تھا میں نے بیچر بھانا چاہتا تھا اور بہت سے ارمان میرے دل میں تھے بسا ہاتھ نیچر کی حامل چکی سے جس میں سکول میں چر حار ہی ہوں میرے سر پر بھی وہ ہیں پھر وہ ہیں اپنا یز درست کب سے یاسر حیرت سے چرکتے ہوئے بولا صاحب نے کاجب حاد پیدا ہوا تھا تو کھانے کی شکل جابل کی تھی وہ میری عزیز طاہرہ نہیں کسی کی یاسر یہ سن کر پیسے خاموش ہو گیا بولا لا کہیں وہ سب کیسے پچھلا جانے کہا میں نے وہ تصویریں دیکھیں ہیں میں تو بھی کبھی تمہاری شکل کا دوسرا کوئی انسان ہو گیا لیکن جب تم سے ماشی کی وہ داستان سنئی تو یقیناً اوی کے یہی اس رات آپ وہاں سے کیسے گئے صاحب مجھے اس کی مالانے چاہا تھا مجھے یہ چاہا ہے وہ کن زندہ ہے جو بچہ گناہ انسان کے خون کی پیاسی ہوئی ہے اور دیر میں چند ہی تلاش سے اس کی پیاسی پا لی جو آج سے تیرہ سال قبل شام گھر کے اس جنگل میں بننے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

بسیار۔۔۔ راتیں چند کرنا تو میں نے بھی عدیل سے سنا تھا مگر کی روڑ۔۔۔ وہ نہ کھائے کہاں غائب ہے کیا مطلب ہے۔۔۔ باتوں کا بولے۔۔۔ باتوں کا بولے۔۔۔ پھلے عدیل سے باہر ملے سے مگر آج تمہارے کہاں ہیں کس کو معلوم نہیں کہا کی وہی تان۔۔۔ جس نے تیرہ سال پہلے بولے باکی جان کی بھی نہیں انہیں ناگ نے تو نہیں ڈاس تھا باں میں جاتا ہوں انہیں تو خبر نہیں تھی کہ جس شخص کو ناگ نے ڈسا تھا اس کے جسم سے زہر چوس کر ہر ناگ راج دیا گیا تھا اور بدلے میں انہیں کبھی ہی موت ملی تھی جو میرے دوست کو ملی یا بھائی یہی تان سے لیکن چاند کی چوڑھویں رات کو صرف آپ ہی اس قسم کے ہیں صاحب تم سے وعدہ کرتا ہوں اس تان کی جو تکلیف تھی اس کا خاتمہ کیا جائے وہی تو ناگ نہیں ہے مگر وہ طبعی الامض میں ہمارے لیے بہت قیمتی ذریعہ ہے بسا میں آپ کے ساتھ وہاں جاؤ گی عدیل خود آپ کی شکل اس کب سے پریشان ہے بسا میں آپ کے ساتھ وہاں جاؤ گی عدیل خود آپ کی شکل میں ایک شے ہے پریشان ہے وہ ڈانری دکھا سکتی ہیں بسا میں آپ کے ساتھ کس سے آنا بولا وہ بہت خوبصورت سنگ کی ہے وہ دنڈر بل جانے الماری کھول کر وہ ڈانری یاں کر دی تو یاں بولا راکش کو بھی ایک تک نہیں بھولا ہوں مہاراج نہیں نے ڈانری کب سے لکھنا شروع کی سمیائے تو میں خود بھی نہیں جانتی آپ کو یاد ہے ناں جب پہلے دن ہم اس مکان میں گئے تھے ابنا ہم ضرور گئے تھے مگر یہ ڈانری اس مکان سے کیسے ہی بسا میں عدیل کا ایک دوست ڈاکٹر ہے ڈاکٹر بھیل وہ بھی نہیں سے انڈیا گیا تھا جس کو باپ نے وہ دکھا تھا اس کا نام تیرہ سال پہلے تھا اسے بھی اب عدیل کی تلاش میں صاحب تو مجھے جوگی بابا سے ملنے کی ترغیب دی دل میں زور پکڑتی جا رہی ہے میں جا رہا ہوں مرنے سے پہلے ناگ راج کو نہیں سے کھانے لکھیں بیویا میں سمجھتا ہوں کہ وہ ڈانری دکھا دیا اور اس سے لپٹ کر گیا اب ایک بار آپ کو میں نے کونسا تھا اب دوبارہ وہ نہیں کھوتا جانتی اب اپنی زبان پر کبھی ایسا باتیں مت لائے گا صاحب نے اپنی بات ختم کی تو میرے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کدے اور بولا میں کب نہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اچھا یہ بتاؤ اگر ناگ راج کو اس جوگی بابا کے خواہے کر دوں تو تمہیں اعزاز تو نہیں ہو گا بھوجھو کج بولی۔

بسیار۔۔۔ نیچے ناگ راج سے بہت پیار رتے ہیں ان کا ناگ راج کے بغیر نہیں دل نہیں لگتا ناگ راج حقیقت میں بڑی شخص طاقتوں کا گھر ہے ایک بار اس نے سیر کے لیے کی جان پہنچی گی کہ میری دل کا خاص دوست ہے اس کے دوتے ہیں وہ ایک بار دنڈر بل کھیل رہے تھے شاید کی راکش میں گئے ہوئے تھیں ناگ راج نے بڑی بھرتی مت دیا کہ اس کی جان پہنچی میرے نہیں کن دن لوڈاں کی وہ تمہاری ہی عمر کا ہو گا بلکہ ہو سکتا ہے تم سے ہوا ہو یے اتنا عرصہ دیت میں دفن رہے اور زندہ ہو کر بالکل آئے نہیں کوئی تیرا کی محسوس نہیں ہوئی اپنا بسا یہ تیرا کی تو ضرور ہوئی نے تو سوچا کی نہیں تھا کہ تیرہ سال ریت کی گراں میں دن رات ہوں گا میری خوشی کی کھو یاں اس طبعی کالا کا شہرہ جو ناگ راج نے میں وقت پر ریت سے نکال کر میرے ہاتھوں میں حمادی نہیں تو آج میری بھی بی بیان نہیں سمجھی کتنی اور میرا ڈاکٹر چاہے کب کا نہیں کمر کرنا تھا جو کھانا کھا کر۔۔۔ کھانا کھا لیا ہو جاتا تو میرا دل انسانوں کی سلطو کا چاچوں کی سلطو کو زندہ اور آج کے دور میں کھانا کھانے کی ضرورت نہ رہتا تو میرا دل نہ تھا مجھ کو دکھا تھا جو قدر میں لکھا ہوتی ہے کہ وہی کر رہا ہے ناگ راج صاحب اس نے نیچے کرے میں چلتے ہیں بچوں کا کرہ آپ کو دکھا لی جون اب یاسر صاحب کے ساتھ نیچے بیٹھ رہا یاں اتر کر کچھلے کرے میں آچکا تھا۔



ڈاکٹر عدیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضروری مینٹک میں مصروف تھا بھی ڈاکٹر زکیم بڑے کرے میں اگلے بیٹھے ہوئے تھے عدیل نے بات چیت کا آغاز کیا میرے عزیز دوستو ساتھیوں اس وقت آپ سب کو اس مینٹک کے لیے اپنا ٹیکہ اپنے کام کا چھوڑ کر بلانا پڑا اس کے لیے اس وقت سب سے معذرت خواہ وہی ہے سب کو اس ضروری ہو گیا تھا چنانچہ آپ سب جاتے ہیں چیلنے کی دہرائی ہوئی تان کے راز اور اس کے خطرناک زہر کے بارے میں ہماری کوشش اور مگر کیا تیزی سے جاری نہیں اس وقت آپ کے کہنے کے فخرل ہمارے سامنے ہے میرے کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ طبعی کالا جو ہمیں مل چکی ہے اور نہ صرف اس مالانے کو بچوں کی زندگیوں میں بلکہ وہ اس تان کے زہر کا تو زخمی ہے وہ ناگ نہیں ہوشیار وہ چاکلے سے شاید وہ طبعی مال کی حقیقت جان چکی ہے کبھی کوئی ایسا کس کھیلنے چاہتا ہے چاچوں سے سامنے نہیں آتا یہ تان کھانے مال کی طاقت کے سامنے ہے بس ہے شاید اس لیے ڈاکٹر کہیں جا چکی ہے یا پنا دکھا تلاش کرنے کے لیے اس نے کبھی دوسرا امکان نہ تلاش کیا ہے میرے کہنے میں اس کے شیطانی کھیل کو کبھی کا مایوس نہیں ہوتے دین کے دوسری بات اس کی نہیں کا لی وہاں سے تلاش کی جس کی تصویر ہمیں ملے اور مختلف چوگیاں ہوتے لیکن عدیل نے سلسلہ کلام جاری رکھا اور بولا یقیناً آپ سب کو حیرت کی محسوس ہو رہی ہوگی آج میں اس خوش قسمت انسان سے کچھ دیر مل کر رہا ہوں حالانکہ میری ڈیوٹی آف ہو چکی ہے ڈاکٹر سران فرحان اور ڈاکٹر شاد نے مجھے کل میں آپ میرے آفس میں تعریف لے آئیں تاں اس شخص کی حکمت عملی کو شکل دی جا سکے اب عدیل کرسی سے کھڑا ہوا اور بال دروازے کو کھولنے کے بعد باہر گیا کبھی ڈاکٹر ابڑا کچے فخر فرحان سران اور شاد نے عدیل کے پیچھے پیچھے شانہ شانہ چل رہے تھے تو بہت اچھی خبر سنا رہی ہے آپ نے۔۔۔ ہاں شانہ اب میں بہت جلد اس شخص کی تیار شروع کر دینی چاہتا ہوں تاکہ ان کا خیال بدل سکے میں اب کھر جا رہا ہوں کل میں ہیں گندہ ہے۔۔۔ عدیل انہماک پر باہر سے داخل سے باہر آگیا اس کا رخ ڈاکٹر کی طرف تھا وہ اپنی کار میں بیٹھ کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔



رات کو کھانے کی میز پر عدیل نے اپنے دوست میرو کھانا کھا لیا کھانے کی میز پر موجود تھے عدیل کے ساتھ

[illegible]

ہندوؤں کا یاد تو ہم انسان اس طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں راضی بلو اور روشنی ہم سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ اگر ہو کر ساتھ چلتے رہیں ہوں، جیسا کہ اندر اعلیٰ ہو چکے ہیں، تو ہمیں چلتے چلتے کائنات ہی ہو چکا تھا۔ وہیں سے ان دونوں کی آواز سنائی تو یہ باسیر اور عشاء کا گم ہو چکا ہے۔ عدیل ہم نماز پڑھ کر اٹھ گئے۔ جس کے من میں دعا کرتا جا رہے ہیں کہ میرا بھی کبھی یہی ہو جائے۔ میرا جی تو اس کے ساتھ ہی ہے۔ اس کا ایک جگہ کے نماز پڑھ رہی ہو۔ وہ چلتے چلتے اس مکان کے ٹوٹے ہوئے دروازے کے گھوڑے کے جس کا جھگڑا تھا، سامنے ہی تالاب میں دو کلاں والے ایک چاند

کی روشنی سے چل رہی رنگ کی کریمیں ظاہر کر رہا تھا ریشم بولا کہ یہ دانی ہے جو انسان کو بڑوں کا ساتھ دیتا ہے۔
 شائستہ بولی سر ہم اپنی کو اسے ساتھ نہیں لائے اس کا ہوا سراج بولا کہ ان کے اندر کوئی نہ اپنی اپنی اپنی کو کچھ نہیں کر ہوا
 جس میں پانی بھر کر لاکھوں تاکہ آپ دھبہ رکھیں ریشم بولا نہیں معلوم ہے وہ دہریا ہیں اسے کتنا دور ہے جو
 بابا پریشان نہیں بنی لے کر تاجان دے بولا سراج نہیں تم نہ زیادہ کہہ سکتے میری مائیں ہی رک جاؤ اور سفید
 روشنی کا انکشاف کر دیا سراج تیار ہوئی جو بابا میں بالکل تیار ہوا اب سراج کان کے اندر چلا گیا تو دیکھا
 چاندروں کے چہرے تھے وہ ہیں وہ اپنچا کا پتہ رہا نکلا تو چل کر اس کے پاس تیز قدموں سے آیا کیا بات ہے سراج تم
 چل کر پریشان ہو۔



نآشام تا مکن

29

خونناک ڈاٹا محسن

آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔ پلینز۔ ہمارے ساتھ چلے آئے۔ دو ڈاکٹر دو انفرجین کے ساتھ دوسرے وارڈ میں آئے جہاں فرحان لڑکھار کر رہا تھا۔ کینسر کے پاؤں کی پٹی پر چوٹ لگنے کی تکین ہوئی تھی جس کی وجہ سے لڑکھار کر وارڈ میں خود چل کر گیا۔ سیر کی جھیل اور عدیل جیسے ہوش میں آئے تو خود کو ایک سنسان جنگل میں دیکھا پھر دسے جیج کر ایک دوسرے کی جانب کھینے لگے کیونکہ اس وقت انسانی وجود میں جسے ان کا جسم کوشت سمجھا جاتا ہے ساری تمام اہلیں اور بچے کی گردن کا وجود تھا جسے ان کا چمکا ہوا سر کی کباب میں چکا تھا اور کھانے کی مالا مالا دھان لٹک رہا تھا۔ سیر ادبی آئے۔ یہ مکان ان کے لیے تیار کیا گیا تھا۔

لگتا ہے۔ اس آئین کی شطانی دنیا ہے، ہاں بلکے صحیح جگہ آئے ہیں اس میں کھو یاں کالے رنگ کی میسر اسے
 دھڑسے نیچے مارا جسم فرنگ کا ٹھانڈی بولا بھلا۔ یہ ہمارا جسم کیا ہمارے جسم پر گوشت تھا میل بولا اور اس
 میں کئی کوئی راز کی بات چھپی ہوئی ہے، میں وقت ضائع کرتے بغیر اس شخص کے۔ چھپتا ہے جلدی کرو۔۔۔ اب وہ سب
 جنگل میں سے گزرنے لگے تو ان سفید دھاتوں کا ایک لنگر دکھائی دیا، بائیس رولارک جاؤ رکارک جاؤ شاید انہیں ہمارے
 آنے کی خبر ہو چکی ہے قریب جا کر ان کی سادہ سفید مٹوں کی ایک دھانک کر کہہ رہے ہیں اچھا کچھ جانتے ہیں عدیل بولا
 یا ستر ٹھیک ہے ہمیں چلائی اور ہوشیاری کے ساتھ ساتھ ان کے نظریہ پر کھینچ کر آگے چلا کر اچھا کچھ چلائی ان کے
 حملہ کر سکتے ہیں میں انہیں فوراً ختم کرنا ہو گا دھمکے میں اس شخص کے بھی پہنچ نہیں سکتے کیونکہ وہ مجسہ پہاڑی کی اتنی
 اونچائی پر جہاں تک اکروٹ پہنچ سکے تو اس کی کسی دور روانے کو بھی کھول دیں نہیں سکتے کیونکہ اس کی چالنی ہمارے پاس
 ہے وہ بھی زور و زور سے قہقہہ لگانے لگے تو اب رولا اولا۔۔۔ میں دیکھ دو جانی حاصل کروں گی عدیل بولا مران
 دھاتوں سے لے کر آئے جانے کوں لے کر آئے گا میرے رولا یوں مذہم ان پر دھوا دہا دل دیں میل بولا ہمارے اس قدم سے
 جتنے حدود چالی گھنٹی کے ہیں۔ عدیل بولا اس بات کا خیال نہ کرے کہ میں کمال جلدی کروں گا کیونکہ جی جی بابا ان کا تھا
 حاشیہ کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ میں پہلے چلنے سے روک دوں گا۔۔۔ اب میں ان پر حملہ کر رہا ہوں۔ عدیل بولا کہہ دے سوچے کہ وقت
 بائیں نہیں گزرتا ہے وہاں سے اچانک نکلتے ہیں، خبر ہو کر دھواں اس بولا گیا۔ میں کبیر ستر انظر مگر

دکڑی نے انکی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سب اللہ اکبر کہتے ہوئے ان پر ہت سے بھی اچھڑا دیا۔
 ہڈیاں تو ٹوٹنے سے دوہرے صوف ہو چکے تھے سیر نے آسمان پر ہندوں کی کچھ پھر اہم محسوس کی تو حیران رہ گیا اس نے
 اپنی پوری زندگی میں اسے بڑے سانچوں کے ہر بندے کی بھی نہ دیکھی تھی۔ یہ عجیب و غریب ہر بندے
 منہ سے دوشادہ زبان باریک لگاتے لگتے تو سیر خوفزدہ ہو گیا اس نے ڈھانچے کو اس پر بندے کی ٹانگ کا پتھر پڑے ہوئے
 رکھا تو یوں لگا اور پھر جا رہا ہے۔ دکی وہ جا رہا ہے سیر کی بات پر عدیل اور اسٹیل نے ایک دوسرے کی ٹانگ کی ٹکڑی کو ٹانگ کی
 طرف پھر ڈاڑھوں کے ساتھ پہنچا دی کی طرف جا رہے تھے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دیکھ کر سیر کو بھی ان کی جگہ
 چڑے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ وہ ہر بندے کو کھڑا ناچار ہاتھ باندھنے بھی ان پر حملہ کرنے کے لیے تیار تھے
 کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جن جس مفقود کے لیے یہاں آئے ہیں وہ انکی تباہی بڑا دمکڑی کے ہی جابجائیں گے سیر اپنے اوپر
 ان ہندوں کو گھونلاتے ہوئے دیکھ کر اپنے آپ کو ان سے بچانے کی کوشش میں دوڑا اور اٹھا کر اس کی طرح وہ ان کی
 ٹانگ پکڑے کیونکہ وہ جانتے بڑے اور مضبوط ہر بندے کے کہ سیر کی بھی انسان کو اٹھا کر جانے کی صلاحیت رکھتے تھے
 سیر نے کوشش کی کہ وہ ایک پرندے کی طرح اڑے گا کیونکہ جرت کا ایک ٹیڈی جھونکا لگا کہ بڑا رنگ کا
 سانپ اس کے پاؤں سے چپٹ کیا جسے وہ اس ناپک کو چھڑانے کے لیے اپنے پاؤں کو دیکھ کر اس کی طرف سے لگاتے لگاتے کہ وہ
 اس کا پاؤں چھوڑنے کو تیار ہی نہیں تھا یہی سب پروردہ ہماڑی کی چوٹی پر آتا تو اس نے جھلکے کر سیر کو نیچے چھوڑ دیا۔

[illegible][illegible]

یاسر۔ تاک راج ابھی تک نہیں آیا ہمارے پاس وقت ختم ہونے والا ہے میرا اندازہ ہے کہ کم از کم یہ بھی
ہیں دی بولا لیکن دوست پریشان مت ہو تاک راج ضرور کا سبب ہو کر لوٹے گا دوسری طرف تاک راج اس
ڈھانچے کو ایک دریا کے کنارے دیکھ کر اس کی طرف بڑھا اور اس کی گردن میں دھاک سے لگی وہ چالی دیکھ کر اس پر
حمله کرنے کے تیار ہو گیا اس نے ڈھانچے کے جسم پر ہل دینے تو وہ پریشان ہو گیا کہ ایک سانپ زندہ سلامت اپنے
وجود کے ساتھ شیطانی دنیا میں کیسے آیا ابھی وہ حیران پریشان یہ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنے جسم کی ہڈیاں تو فنی ہوئی
تھیں ہوئی اس کا ہڈیوں کا بچہ وہ تو فنی چکا تھا اب اس کی کھوپڑی کو تو ذکر وہ چالی اپنے منہ میں ڈال کر دھاگے کو
کھانے کے بعد واپس دیوار کے سوراخ میں جا گھسا اس کا سر فنی ہو چکا تھا جگہ جگہ سے کھال اترتی تھی کمر اس وقت
تاگ راج کو اپنے ساتھیوں کی جان کھینچ کر دیکھتا تھا کہ اگر کچھ نظر آتا تو یہ تو وہ اور اس کے سامنے ساری زندگی
کے لیے یہاں قید ہو کر رہ جاتے اور ان کی ہڈیاں گل کر سبک کی ختم ہو چکی ہوں تاک راج دیوار کے سوراخ
سے دوسری طرف باہر آیا تو یاسر تاک راج کو دیکھ کر اس سے لپٹ گیا تاک راج۔ تاک راج تمہاری یہ حالت
کیسے ہوئی اس نے منہ سے چالی نکال کر تھپکی اور بار بار پانی دھوا نہ زبان باہر نکالتے ہوئے دروازے کی جانب
دیکھنے لگا یاسر دی اور میر دوروازے کی طرف بڑے تواسر بولا گھر دوروازے میں کھولتے ہوں۔

اب یاسر نے چالی دروازے کے فٹھل میں لگا کر زور سے طاقت لگا کر کھینچا تو دروازہ کھل گیا پھر سامنے ہی
انیوں کو دیکھ کر ہوا تو دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کیونکہ ایک بہت بڑا سانپ کی کھال سے بنا ہوا بھرسا منہ نظر آ رہا تھا
کبھی ایک دوسرے کو دیکھ کر جیسے ہی یاسر نے اس کے کچھ نظر آئے تو ایک نیچہ باہر نکلا دی بولا یہ تاک راج دیوی کا
نیچہ لگتا ہے تاک راج سامنے ہی قریب آ کر اپنا چہرہ دکھایا تاک راج۔ تاک راج دیکھنے لگا تاک راج
راج کچھ کہہ رہا ہے عدیل بیبا مجھ سے کہہ دو میں جانتے ہیں شاید یہ اس دور کے ذریعہ اپنی دنیا میں کسی جیل بولا
ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے چلو اس مجھے کو گھاٹا وہد باپ چوں زور لگا کر اس مجھے کو گھاٹے کے جو بے حدوزنی تھا ابتر
آجندہ اس مجھے کو گھاٹ کر دیہا کے کنارے لے آئے پھر وہ مجھے ہی دیکھا میں اسے تو ہر طرف نظر دھڑا تو خان
اگیا۔ تیرہ ہویں بڑی شدت سے نگاہیں بھر ہر طرف اندھیرا تھا کیا اور سفید روشنی دور کھیں سے اپنی جانب آتی
دیکھ کر اسے سرد ہوا سامنے دیکھیں وہ سفید روشنی کسی سے عدیل کی تیر یاسر سامنے اس طرف دیکھنے کے دوسری جانب
رامیش چندر مکان کے دروازے پر پہنچے دیکھ کر بولا اس مکان سے باہر نکلا جلدی کر ضرور کچھ ہونے والا ہے صاحبان اور
والکر سراج کھڑکیوں کی گزگز اہٹ محسوس کرتے ہوئے خوفزدہ ہونے لگے پھر وہ مکان سے باہر آئے تو تالاب
سے ایک بہت بڑا نیچہ باہر نکلا جس نے انسانی شکل میں اپنا وجود ظاہر کیا۔

رامیش چندر کہتے ہوئے کیوں سے بلوات مت ختم نہ ناگن میں ہو سکتی ہاں تو نے جے کہا ہے میں تاک دیوی ہو
اس شیطانی بچاری کی ملکہ تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس ناگن میں ادا کو ختم تو کر دیا مگر اب تم کا سبب تالاب
میں میرا راج ہو گا میں ایک دن ضرور آؤں گی ضرور آؤں گی اتنا کہتے ہی وہ انسانی وجود اپنا تالاب میں جا کر غائب
ہو گیا۔ رامیش چندر اس سے پہلے تالاب میں جا کر اس ناگن کو دیکھ کر غائب ہو چکی تھی جبکہ سفید روشنی کو اپنے
اگر در پھیلنا ہوا دیکھ کر مسمار سے ہونے لگا اس ناگن کا خاتمہ ہو گیا ہے مبارک ہو خواتن بولی جوی بابا یوم سم
لیے بہت بڑی کا سولی سے سراج بولا گھر سے جوی باسفید روشنی میں آپ کو زندہ سلامت کھڑا دیکھ کر میں تو جھپٹا ہوا
شاید آپ کا جسم بھی کچھ نہیں جانتیں سکا سراج نے لباس خاں خارج کرتے ہوئے کہا جنگل میں جیل سفید روشنی
اب تالاب میں واپس جا چکی کی صرف مرد و سہیل کا ڈھیر کا ہوا تھا اب جنگل میں ہر طرف تاریکی چھا چکی تھی کسی

کچھ آگ ہو گئی دکھائی دے رہی تھی دوسری طرف دی کسیر عدیل یاسر اور ڈاکٹر میبل جیسے کے ساتھ کھڑے سفید روشنی
میں زور سے پھیل مار رہے تھے جبکہ تاک راج ان کے پاس اپنا سر جھکا کر بیٹھ گیا تھا انہیں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے
گھر سے سمندر میں ایک طوفان کے شور میں ان کا جسم تیز رفتاری سے انجان ست کی جانب سفر کر رہا ہو وہ کچھ ہی دیر
میں دیہا کی اوپری ٹپ پر موجود تھے دیہا میں عدیل اور میر دیہا کی ٹپ پر تیر رہے تھے اندھیرے میں ایک دوسرے
محسوس ہو رہا تھا کہ جسد ان کے پاس سے اور وہ اصل حالت میں واپس آ چکے ہیں بھی اندھیرے میں ایک دوسرے
سے نفٹھ کیر ہوئے بیبا، بیبا، ہم کا سبب ہو گئے ہاں دیہا میں ہم نے اپنا کا خاتمہ کر دیا ہے اب سب کے کھونے کا
انتظار ہے یاسر نے آگ پر ہلکی روشنی محسوس کی تو لاہر سے خیال میں ناگن سے واپس دلتے ہے دیہا کی جسے کو دریا کے
کنارے سے اپنے جین سونگ کی پہلی کرن پر پڑے ہیں اس کا ظلم بیہوش کے لیے ٹوٹ جانے کا عدیل دریا کے
کنارے ریت پر سیدھا لیٹ گیا اور کون سے لباس میں لے کر بولا گھر سے اب اس ناگن سے چھٹا راتل جانے گا۔

جیل اور میر بھی دریا سے باہر آ چکے تھے انہیں اپنا جسم اصلی حالت میں واپس لے کر یہ حدیث محسوس ہو رہی
تھی جیل بولا مجھے تو یقین نہیں ہو رہا ہے کہ زندہ سلامت اس ناگن کی شیطانی دنیا سے واپس آ سکیں گے یاسر نے کہا
اب اس مجھے کو کھڑا کر دیتے ہیں ورنہ گرداب بھی دریا کے بڑی شکل سے اس مجھے کو کھڑا کرے گا میں کا کامیاب ہو گا
پھر عدیل لباس میں خارج کرتے ہوئے بولا مجھے تو یہ سب تجا نے کیوں کیا خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے دیہا بولا
بیبا یہ دیکھ کر اس نے یاسر کے ساتھ دیکھ کر پانی میں جہاں اس نے دریا کے دریا سے اب اس مجھے کو کھڑا کر کے بیہوش
سکا وہ میں اب جنگل میں سے گزر کر اس مکان تک پہنچتا ہوں میں نہیں جانتا صاحبان اور ڈاکٹر سراج کی حالت میں
ہیں اور جوی بابا کے ساتھ اس ناگن سے کیا سلوک کیا ہو گا تجا نے اس شیطانی طاقت سے کسی کو زندہ بھی چھوڑا دکھا یا
نہیں عدیل بولا دریا کے کسی کچھ ہو میں وہاں جا کر حالت کا جائزہ لےنا تو میر بولا عدیل مجھے لگتا ہے میں زیادہ
وقت نہیں ہے یہ تو اچھی طرح سے جانتا ہے جیل بولی جہاں تک اپنا دوتا ہے جوی بابا نے کہا تھا کہ سورج نکلنے سے
پہلے پہلے اگر مجھے کو تھپا چھوڑ کر اس جگہ سے نہ نکلے تو سب ہی موت کے منہ سے جیے گئے کیونکہ اس کو سورج کی
جلی کرن کا چاہیے یاسر نے کہا نہیں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے عدیل تم سب جیل میں نظر میں جوی بابا مجھے اندازہ اور ڈاکٹر
سراج کو کھڑا ہوں یاسر تاک راج کی صورت نظر آگئے تھے میں انہیں سے نہیں لگتا ہے دیہا کے دی بولا اب یاسر بھائی بیبا
ٹھیک کہہ رہے ہیں میر لاپتہ سب چلو یہ باتوں کا وقت نہیں ہے میں انہیں سے کرا تا ہوں جیسے ہی میر نے چند قدم
اٹھائے تو دیہا نے آواز دی کسیر کو بھی آ رہا ہوں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکے۔

اب دیہا اور میر جنگل کی طرف جانے لگے عدیل اپنا سر جھکا کر بیٹھ گیا جیل میں دونوں سر میں سے دیکھ لے یاسر آپ
جولہ کھیں کچھ نہیں ہو گا ہم سب کو ایک جگہ ہی کوشش کرتے ہیں سڑک کے اس پار شیطانی طاقت کا ہم پر کوئی اثر نہیں
جیسا سکا رامیش چندر صاحبان اور ڈاکٹر سراج مکان سے باہر روشنی پہنچ گئی دیکھ کر باہر سے تو جوی بابا نے کہا صاحبان اگر
دو لوگ سب کے کردار کے کنارے پہنچ گئے ہیں تو پھر انہیں یہاں سے باہر نکال دیا جائے گا ہونا کو سڑک کے کنارے کہا صاحبان اگر
طرح ان سب کو لے جانا ہو گا کیونکہ ڈاکٹر جیل میں ہے بات اچھی طرح جانتا ہے میں نے شن پر جانے سے پہلے اس سے
بات کی تھی سے تلقین کی تھی اور سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے یہ جگہ چھوڑے تو کہا تھا تھانہ بولی جوی بابا آپ تو کہہ رہے
تھے وہ اس تالاب سے باہر آ جائیں گے رامیش ہاں میں سڑک کو بولا ہاں میں نے کہا تھا کہ وہ لوگ کا کامیاب ہونے
یہاں آ سکیں گے نہیں جاتے اگر ہم دریا تک پہنچ جائے تو دریا کے پانی میں کوئی بھی شیطانی ظلم ہم پر اثر نہیں کر سکے
گا یہاں سے نکل جلدی کر وہاں ڈاکٹر سراج اور رامیش چندر جنگل میں گزرتے گئے تو جنگل کے درمیان میں ہی
میر اور دیہا لگے خیانت تیزی سے دیہا سے نکل کر بولی میر نے زور دے ہوئی میں تمہارے بارے میں سوچ کر بہت

پراسرار آدمی

--- تحریر: ریاض احمد - لاہور - قسط نمبر ۶ ---

میری نظرس اس جگہ جم گئیں جہاں ہمیں بتایا گیا تھا کہ جہاں سمندری پانی کی فٹ نیک اوپر اٹھنا شروع کرے گا کچھ لینا وہاں سے وہ باہر نکلے گی میری نظرس سمندری پانی پر ٹھہری تھیں کہ کس طرف سے پانی اچھلتا ہے اور پھر یکدم میرا دھیان جہاں میں بیٹھا ہوا تھا اس کی دائیں طرف پڑی جہاں سے پانی اوپر یوں اچھلتے لگا جیسے بہت بڑا پانی میں ٹوٹا ان آئے لگا وہ میرے دل کی ڈھکن تیز ہونے لگی میں کوثر کشر با تھا کہ اپنے خوف کو روکوں لیکن ایسا کہ میرے لیے ناممکن رہا تھا۔ یہ قدرتی خوف تھا جو میری رگوں میں سرایت کر گیا تھا میں پتھر کے پیچھے چھپ گیا کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکے پتھر کے پیچھے چھپنے کے بعد میری نظرس اس طرف ہی لٹک گئیں جہاں پانی کی فٹ نیک اوپر اچھلتا جا رہا تھا۔ کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر مجھے اس میں سے ایک کس اکبر تابہا دواد کھائی وہ ایسا کد کچر میں حیران سا رہ گیا کیونکہ اس کے بارے میں مجھے تو کچھ بتایا گیا تھا وہ بالکل اس کے برعکس تھی وہ عام انسانی جسامت والی تھی اس کا چہرہ چاندی روشنی میں چمک رہا تھا وہ پانی کی لہروں پر چلتی ہوئی کنارے کی آئے تھی۔ ایک سنسی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

کوئینن ہی نہیں آ رہا تھا کہ شاید اس کے لیے اس قدر بے چین ہے وہ اس کو پانانے کے لیے اس سے بھی۔
نا سیکلہ زیادہ بے قرار ہے وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ ہی صرف اس کے لیے دیوانی ہوئی پھر ہی ہے اس کو اس کی پرواہ نہیں ہے لیکن اسب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کس طرح وہ اس کے لیے بے چین ہے اسی طرح وہ بھی اس کے لیے بے قرار ہے اس کی خوشی کا کوئی بھی ٹھکانہ نہ رہا تھا۔ واقعی شاید تم ایسا کرنا چاہتے ہو اس نے بے یقینی سے انداز میں کہا تو وہ بس دیا اور بولا ہاں ناسیکلہ میں واقعی ایسا ہی چاہتا ہوں اور تم میرے دل کی کیفیت کو نہیں جان سکتی ہو۔ میں تمہارے لیے ہے تاب رہنے لگے ہوں اور اب میری سب سے بڑھ خواہش یہی ہے کہ میں تم سے جلد از جلد شادی کروں شکر ہے یار تمہارے دل میں میرے لیے تو پیدا ہوئی میں تو کب کی یہ چاہ رہی تھی کہ میں کیسے تمہیں اپنانے میں کامیاب ہوں گی میرا مقصد تمہیں حاصل کرنا تھا بلکہ تمہارا پیار حاصل کرنا تھا جو مجھے ملے لگا ہے۔

پانی کے دھوں کا چلہ بھی میں نے کر لیا تھا مجھے ذرا بھی خوف نہیں آیا تھا کیونکہ اب میرے ساتھ صرف ناسیکلہ نہ تھی بلکہ ہونا بھی کسی بھی قسم کا کوئی بھی خوف نہیں آیا تھا وہ بولی شکر ہے میری جان تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اب نہیں ناگ دیتا کہ پاس جانا ہو گا وہاں جا کر ایک دوسرے کو ہمیش کے لیے حاصل کرنا ہو گا میں نے کہا ٹھیک ہے میں خود بھی ایسا ہی چاہنے لگے ہوں میں جانے کو تیار ہوں کل میں چاہتا ہوں کہ تم کو اب جلد از جلد حاصل کروں ناسیکلہ تمہیں سمجھ رہی ہو تم نے تمہارے مجھے کیا کر دیا ہے پورے چلے میں تمہاری ہی صورت نظروں سامنے گھومتی رہی ہے شاید باتیں کرتا جا رہا تھا اور وہ خوشی و مسرت سے جھوٹی جارحی کی بولی شاید جان رات بیٹھتے ہیں کچھ بھی وقت وہ گیا ہے اور کل کی رات چاند کی چودھویں رات سے کل ہم دونوں ہی ناگ دیتا کہ دو بار پھر چلیں گے تم کسی بھی قسم کی فکر نہ کرنا وہ دونوں گھولانے والے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ ان کو اپنا نہیں کس کو تم چاہتے ہیں وہ دیکھنا ہاں تم کو ایک ہزار کا مقام دیا جائے گا۔ ایک نئی سوچ ایک نئی امید دی جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ میری حفاظت کے لیے وہ کوئی طاقت بھی تم کو دے دیں۔ طاقت کا نام سن کر میں نے کہا ہاں اگر ایسا ہو گیا تو میں کامیاب انسان بن جاؤنگو ویسے تمہاری بات ٹھیک ثابت

ہوئی ہے جب سے میں نے چل کیا ہے میرے دل سے خوف کھا گیا ہے میری بات نہ کروہ بولی ہاں شاید یہ ایسا ہی چاہتی کی نہ کہتم چہرے سے ایک پر اسرار آری دکھائی دیتے ہو اور پر اسرار آری کسی سے ڈرتا نہیں ہے میں اس کی یہ بات نہ کر جبراً سارہ کیا کہ یہ تو جہرہ بات کہہ دیتی ہے جو میرے دل کو کٹی ہے میں نے کہا ہاں میں پر اسرار آری ہی بننا چاہتا ہوں اس کے لیے میں نے اپنی ساری زندگی تیار کر لی ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دنیا میں واپس جاؤں تو دیکھنے والے سمجھ کر کہہ کر ان سے رہ جائیں۔ ہاں ایسا ہوگا اور اس بھی ایسا ہی چاہتی ہوں کہ تم لوگوں میں ایک منفرد مقام رکھ دو جو بھی تم کو سمجھے وہ ہی تمہارے کمن گانے لگے یہ بولنا بھی نہیں ہے اسی نے تمہارا غلام بنادیا ہے۔ یہ دیکھو ایک وقت تھا کہ یہ تمہارا سب پر داؤں کو ہوا کرتا تھا اور آج دیکھو کیا ہوئی تمہارا غلام ہے یہ کیا تمہارا رکھوالا ہے تم اس سے جو بھی کام لینا چاہو نہ سکتے۔ تا نیکہ ہاں تم میں کہیں نے میری نظروں میں اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہے۔ ہاں تا نیکہ تم نے بونے کو میرا غلام بنا کر مجھے بھوں مجھ سے فریاد بھی مجھے بہت ہی اچھا لگ رہا ہے میری کافی عرصہ سے خواہش تھی کہ میں اس کو اپنے قابو میں کرنا تو تمہاری وجہ سے میری یہ خواہش پوری ہوئی۔

اچھا! ہاں تا نیکہ تو ہوتی رہیں لی چلو اب ہمیں کافی فاصلہ ہے جہنم کو چل کر جانا ہوگا اور صبح ہونے والی ہے تا نیکہ نے کہا ہاں میں نے کہا ہاں چلیں اتنا کہہ کر ہم دونوں ہی اٹھ گئے اور ایک طرف چلنے لگے شاید آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ اب میرے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں میرا یہ خواب تھا کہ میں اپنے چہرے کے پاس ہی ہوں، انا کہتے ہی وہ چہرہ افسردہ ہی ہونے لگا اور وہ تو شاید میری گویا چہرے کی تصویر کی قید میں ہو گیا لیکن تم اس کا روپ ہو میرے لیے وہی چہرہ جو وہاں اس کی شکل میں مجھے کبھی بھی تمہارا انتظار تھا اور آج بھی ہے میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے تم لگے ہو سکتا ہے کہ اتنا پیار دے مجھے نہ کہ تا بیہوش کر دے کیا ہے اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارا ساتھ میں بہت خوش رہوں کی تم میرے دل داغ میں چھانے ہوئے ہو ہاں تا نیکہ یہ بھی ایسا ہی حال ہے تم اب میری ہی بن کر رہنا مجھے تمہارے علاوہ کوئی بھی نظیر نہیں آ رہا ہے میری زندگی کا ایک حصہ میری ہی چلے شروع کرنے سے پہلے میرے دل میں تمہارے لیے اپنی خواب میں لکین اب میں محسوس کرنے لگی ہوں کہ جیسے تمہارے علاوہ مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ ہاں تا نیکہ ہاں میں کرتے کرتے وہ بہت دور تک نکل گئے ہیں طویل مسافت ان کے سامنے ہیں جو تمہاری نظر میں نہ کر سکتی ہیں اور یہ دونوں میں باتوں میں بہت سے جاپے ہے اور بھی کچھ حادثات کا احساس ان کو نہیں ہوتا چاہتا تا نیکہ میں محسوس کرنے لگا ہوں کہ تمہارا بتایا ہوا چل کر نے بہت کم اثر ہوا ہے میرے دل میں جو کچھ یہ لمحہ خوف انجبر تھا اب اس کا جو ذخیرہ ہو گیا ہے اب میں بہت خوش ہوں بہت ہی زیادہ خوش کاش میں یہ چلے پہلے ہی کر چکا ہوتا۔ یہ میری بات نہ کہہ دو میں دی اور بولی ہاں اب اسے کاش میں تم کو پہلے ہی بھی ہوں سوچ رہی ہوں کہ میں ان تین سال سے تمہاری تلاش میں لگی رہی ہوں کاش پہلے ہی میں تم سے مل جھٹل جاتے اور میں تمہاری یہ خواہش جلد پوری کر دیتی ہجرال جو بھی ہوا ہے یہ وقت پر ہی ہوا ہے پر کام کا ایک ہی وقت ہوتا ہے اور میں اس بات پر یقین رکھنا چاہے جو جس وقت مقدر میں ہوتی تھی ہے مجھے اس کی بات بہت ہی اچھی لگتی ہے۔

میں نے کہا تا نیکہ تم جیسے اس کی کو بہت ہی سوچ سمجھ کر کرتی ہوں اور میں سوچتا ہوں چاہتا ہوں کہ ہم ہمیشہ سے انسان چلے آ رہے ہوں اور ایسا ہاں میں ہمارے دونوں میں نہیں آتی جتنی تمہارے ذہن میں آتی ہیں جبکہ تم کو بھی کسی اور مخلوق سے۔ میری بات نہ کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی ہاں میں واپسی کی اور مخلوق سے ہوں اور میں ایک خالی کے شہنشاہ سے ہمیشہ دور رہی ہوں اگر میں انسان ہوتی تو کب تک میں کو شاکر کہتی ہوتی۔ یار میں تو تھک گیا ہوں میں نے اس کی بات سننے کے بعد کھانچ کا کچھ کھا لیا بھی نہیں ہے اور چلنے چلنے پاؤں تھک گئے ہیں میرا یہ آرام کر لیتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف چلنے لگی جہاں ایک بچہ تھا درخت قائم دونوں اس درخت کے نیچے بیٹھ

گئے اور جہاں سے بونے کو کہا جا ہم لوگوں کے لیے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر دیے سنتے ہی وہ یونا اصرار اصرار ہارنے لگا اور کوس میں ہی غائب ہو گیا اور کچھ ہی دیر بعد ایک کھانے کے ٹرے اڑتی ہوئی ان دونوں کے سامنے آئی جسے دیکھ کر میں باہر نکلا اور اسے ایسے کھانے کے کچھ لے کر دونوں سے میں ہو کھا تو وہ میری طرف دیکھ کر کسرا پی جاتی تھی کچھ کھاؤں میں نے کہا تو وہ نہ تو یہ پہلے پیٹ بھر کر کھاؤں میں بعد میں کھاؤں کی اتنا کہہ کر وہ درخت کے تنے سے ٹپک لگا کر چھٹہ کی اور میں کھانے میں جہاں ہاں اور جب پیٹ بھر گیا تب میں نے کھرا ادا کیا تب مجھے بہت سکون ملا تھا۔ مکمل طور پر چل کر ہوئی تھی اور پھر وہ کھانے لگی اور کھانے ہی چلنے لگی اور کھانے سے فارغ ہو کر ہم دونوں ہی فریغ ہو کر بیٹھ گئے اور اصرار اصرار کیا کہ میں کرنے لگے میں نے ناگ کا گلو چھپڑا دیا کہ تمہارا ساتھ اس کا ایک طویل عرصہ رہا ہے کیا محسوس کرتی ہو؟ اس کے بغیر وہ میری بات نہ کر سکتا کہ میری سانس لے کر بولی کہ میں دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بہت عرصہ جیتا ہے پہلے وہ ہی انسانی روپ میں آتا تھا اور ہر وقت میرے ساتھ رہتا تھا وہ کم سے مجھے جانتا چاہتا تھا میری کبھی میں میں چھپ کر بیٹھ جاتی اور کبھی اس کے ساتھ اصرار اصرار کر دیتے جانی وہ جہاں جہاں بھی جاتا مجھے اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال کر چٹا رہتا تھا مجھ سے ایک لکڑے کے لیے دور نہیں ہوتا چاہتا تھا اس کی ان حرکتوں نے مجھے اس کے اور زیادہ قریب کر دیا میں یہی چاہتی تھی کہ میں اس کے بقول میں جھوٹی رہوں بہت سکون محسوس کرتی تھی اس کی خوشی میں اور مجھ پر وہ بد وقت آئے لگا کہ میرے جسم سے بھی کھال اکڑنے لگی وہ کچھ لپکا کچھ بھی اس کی طرح ایک نادر پتھر کے لیے جانی ہوئی مجھ سے ذرا بھی دور نہیں رہتا اور میں چاہتی تھی یہی کچھ کی وہ بد وقت میرے سامنے رہے اور میں اس کو دیکھتی رہوں درخت نے ہم دونوں کو کربا کھینچ کر اس کے علاوہ میرے لیے مسکن بن گئے تھے میرا بات کالا ناگ بہت ہی سخت طبیعت کا تھا وہ اس کو کھر دے ہی پسند نہیں کرتا تھا وہ ہی انسانی روپ میں آ گیا تھا کہ میں لیاں لکڑے کو کہ تار اور انسانی روپ میں آ گیا تھا۔

اتنا کہہ کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔ میں چاہتی تھی کہ میرا زیادہ وقت اپنے ناگ کے ساتھ گزیرے لیکن میرے کھر والے ایسا نہیں جانتے تھے میرے انسانی روپ میں آنے کے بعد میں ایک دوسرے سے دور کر دیا گیا ہاں انسانوں والی پابندیوں پر لگا دی گئی۔ ہمارے ہلنے پر چہرہ لگوا گیا لیکن پیار کرنے والے ہلاک ایک دوسرے سے جدا روئے ہیں یہ اپنے محبوب کے کھنکھس کر سوس کر رہی ہوں سو میں بھی کھنکھس کرنا کارہا ہے تاکہ اسے ناگ سے چلے جانی اور پوری رات ایک ایک دوسرے کے ساتھ گزارے۔ یہ کبھی اس کی طرف نہیں لگتا اور کبھی اس کی طرف کوئی بھی نہیں پوچھنے والا نہ ہوتا تھا جو پوچھنے والے ہوتے ہیں ان کو ہم دونوں پر بھی نہ چلے دیتے لیکن کب تک میں ان کی نظروں سے بچتے تھے ایک روز ہم دونوں ہی چکرے گئے پھر ہمارا وہ حال ہوا کہ میں کاپوئوں سے نفرت ہو گئی تھی اور ایک نفرت ہوئی کہ میں نے اس کے ساتھ نہیں کھا کھانے کو قبول کر لیا میں نے کہا کہ اب تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی ہو تم ہی میرا پیار ہو میری جاہت ہو اور میں انہوں کے ساتھ اب نہیں رہ سکتی میری بات نہ کر اس نے میری بات کو اس نے بہت کھرائی سے سوچا اور پرکھا۔

تھک کے میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں کہ ہم جہاں کب بھی جائیں گے وہاں کبھی ہم انسان ہی ہیں انسانوں جیسے ہیں اور انسانوں میں ہی رہیں گے وہ بولا تھک ہے میں کچھ اختلافات کرتا ہوں لیکن رہنے کے لیے مجھ کو اس نے یہ مکان جہاں میں تم کو لے کر گیا تھا اس نے پسند کر لیا اس نے بتایا کہ اس کا ایک بوڑھا شخص باگ تاج میں کوس نے اپنے زمرے سے لپکا کر ہاں اور ایک رات میں دونوں ہی بھاگ گئے۔ اور اس مکان میں آگے میں ہاں نے شادی کر لی میں اس کی کہیں بن کر اس کا آغاز کرنے لگی وہ میرے لیے انسانی سبقت میں چلنے لپکنے کے لیے ایک تھا لیکن پھر وہ آج تک واپس نہیں آیا ہے میں اس کی تلاش میں جہاں کبھی میں کھوئی

اور دل کی تمام باتیں ایک دوسرے سے کہتے تھے جو ان کے دلوں پر بیت رہا ہوتا تھا کہہ دیتے تھے اور ایک ہی سانس ایک ہی انگ سے کر دے جدا جدا ہوا جاتے تھے وہ یہ بھی جانتے کہ ہر طرف ان کے دشمن پھیلے ہوئے ہیں جہاں کو بھی بھی ملے نہیں دیں گے ممکن سمجھتے تھے ان کو بہت زیادہ غم و اندھا ہونا تھا شہر کا ایک بارانا انہوں نے مستحب کر لیا تھا جہاں وہ راتوں کو جا کر سوتے تھے ایک دروازے کے پانی نے ان کو کھینچ کر لیا تھا یہاں تک کہ ایک قاتل نے آئی کی سی قیمت کر دیکھ کر دل کا پتہ جاتا تھا اس نے اپنی بہن کو گھلا کر مار ڈالا اس کو دوسرا سانس بھی نہ لینے دیا اور کسی کو اس کو چٹا نہ دینے دیا اس نے نہ ہدیا کہ وہ ہمارے خاندان میں بدنامی کا تاب بن رہی تھی اور اس کا زہنہ ہمیں گوارہ نہ تھا قاتل اس کو چھو کر کچل کچل کر پھینک دیں گے جس کو یہ لینے بھی لکھی اور اس کے موت کی بات کی وہ سب سنا ہو گیا تھا جہاں جہاں وہ جا کر اپنی قوم کو دیکھتے لیکن اس کے یہ دشتوں نے اس کو بڑھ کر دیا کہ وہ ناموس تو کھٹے کاتا ہے کہ لہذا ایسا نہ کرے ہمارا تو تمہیں اس کی قبر پر بے جا نہیں گئے بس ان میں ایک لڑکا باقاعدہ طور پر قبرستان گیا جہاں وہ اس کو دفن کر دیتے تھے اس نے اس کی قبر کو دیکھ لیا اور پھر واپس آیا۔ پھر وہ رات کو اسے قبرستان چلا گیا اور اس کو اس کی قبر رکھا لی جسے دیکھ کر وہ مردہ سا ہو گیا اپنے ہواس کو دھنسا لیا اس کو یوں لپ کر ہاتھ کرے سے پیسے بے غداغ زہنہ ہودو میری زندگی وہ رات اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھے بیٹھے سو گیا تو اس کو آوازیں ملنی دینے کی نادم میری جان مجھے قبر سے باہر نکالو میں زندہ ہوں جس میری کوئی باتوں ان لوگوں نے مجھے زندہ دفن کر دیا اب میں بہت تکلیف میں ہوں میرا یہاں بہت دل بھرا رہا ہے مجھے اس اندھ کو کھڑی سے باہر نکالو یہ آوازیں اس نے خواہ۔ میں سن کر وہ بڑبڑا کر اٹھ گیا اسے یوں لگنے لگا کہ اسے اس کی خواب نہ دیکھا ہو حقیقت میں وہ زندہ ہودو میرا سب اس کی خوشی کی انتہا کی اس کا چہرہ خوشی سے جھوم رہا تھا دوست نے جہاں تک اس کو لیکھ کر دیا گیا ہے وہ سب اس سے وہی ہے لیکن وہ آوازیں سننے سے باہر نکالو مجھ پر دے دھرئی نہیں ہے وہ مجھے خواب میں ہی ہے میں اس کے قبر کے اندر سے آوازیں سن رہی تھی مجھے باہر نکالو۔

سب دوستوں نے اس کا بیشن کر اس کی محبت کا جنون سمجھا کہ اس کی موت و برداشت نہیں کر مٹا سکتے ہیں اس کے ساتھ ایسے واقعات ہو رہے ہیں ایسے خواب آ رہے ہیں وہ ہر روز ہی دوستوں کو ایسا ہی کہتا کہ اس کو ہر وہ خواب آتا ہے کہ وہ قبر پر بیٹھا ہوئے اور اس کے اندر سے آواز سنائی دیتی ہے کہ میں اندر قبر میں زندہ ہوں مجھے باہر نکالو مجھے دفن نہیں ہو رہی ہے۔ دوستوں کو سمجھا کہ اس کی قبر پر کھمیا کر دے روز روز جانے سے ایسے خواب آتے ہیں وہ دوسرے دن دالے نکل گئے ہوئے ہیں لیکن اس کو ایک بار طبیعت میں اس کی قبر پر زندہ ہو جانے سے اس کو زندہ دیکھ کر گدھا پڑا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ حواس کی قبر کھودے گا اور اس کو قبر سے باہر نکالے گا اور پھر اس کو لے کر کھینچ کر چلا جائے گا فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے رات کو قبر کھودنے کا تمام سامان ساتھ لیا اور قبرستان پہنچ کر کھینچ چھپا کر ایک جگہ پر رکھ دیا اور پھر رات کو قبر کھودنے کا کام شروع کیا اور اس نے پھر ایسا ہی کیا۔ رات کو پہری تو اس نے جتنا سامان لے لیا اور جا کر قبر کھود لی کہ اور پھر کھودتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ اس کی قبر کو کاٹن دیکھا اس نے دنگے اس سے جلدی سے قبر میں داخل ہوئے کہ چہرے کو دیکھا تو تجانیے اس کو کیا ہوا کہ وہ اونٹن سے منہ کر گیا اور پھر اس نے دوسرا سامان لے لیا۔ دوستوں نے جب دیکھا تو دن تک وہ دکھائی نہ دیا تو قبرستان جا کر دیکھا تو وہ مردہ حالت میں چڑا ہوا تھا میری کہانی سن کر وہ حیران ہو گئے اور بولی۔

ہاں شاید تم غمگین کہتے ہو مگر کرنے والوں کے ساتھ ایسے واقعات جو ہاتھ میں ہو سکتے ہیں کہ اس کا دوسرا دور نہ ہو
دور نہ ہو لیکن بھر میں ہو یہ نہیں بار کیا کج تھا اور کجا موت تھا جس جو واقعہ نے ہی نہ کیا تھا وہ مراد ہے تو پھر ابھی
تقریب آئے ہیں۔ میں نے کہا تو دوبارہ کیا ہاں دیکھ لو باتوں میں سڑکا چہ می نہ چلا لیکن کچھ آگے گئے تو ہم دونوں ہی

[illegible][illegible]

چونکہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے کے لیے ہر ایک درست نکلا تھا کہ میں شاید اس کو حاصل نہ کر سکوں گا ایسا ہی ہوا تھا۔ راج نام ہم دونوں کے سامنے کھڑا تھا وہ نیکلو کچھ خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا تا نیکلو تم کہاں چلی گئی تھی میں کم کڑھوڑ ڈھونڈ کر پاگل ہو گیا تھا وہ نیکلو کے پاس آئے ہوئے ہوا اور نیکلو اس کا پیسے دیکھ کر جاری کی جیسے اس کو یقین نہ آیا تھا کہ وہ واقعی اس کے سامنے ہے۔ اس کی زبان خاموشی وہ کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھی صرف اس کو دیکھتے جا رہی تھی۔

یوں ہے ناگ راج نے پوچھا۔ یہ۔ یہ۔ اس سے بولامی کچھ نہ گیا میں سمجھ گیا کہ وہ اسے دیکھنے کے بعد فوری بدل گئی ہے اس کا پیار جاتا رہا ہے کیونکہ ناگ راج کی عقل تو میرے جیسے تھی لیکن اس کی رنگ سفید اور سر کے بال تھے وہ بالکل بھر و جیسا دکھائی دے رہا تھا میں خود اسے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ خدا نے اس کو اتنا حسن دیا تھا وہ اپنی شخصیت کا مالک انسان تھا تا نیکلو اس کو بتاؤ کہ میں کون ہوں اور تمہارا کیا لگتا ہوں میں یہاں کیوں آیا ہوں اور تم مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہو میری بات میں نہ کر پہلے تو اس کے چہرے پر بھرا کی چھائی لیکن جب اس نے میری بات میں تو اور یہ سب محسوس کیا کہ میں تا نیکلو میں دیکھی لے رہا ہوں تو وہ حکیم غصہ میں آ گیا۔ وہ پورے زور سے چیخے ہوئے ہوا تھا میں پھر ہا ہوں کہ یہ یوں ہے۔ اس کی آواز ان کے پہاڑوں میں ایسی گونجی کہ تمام سب ناگ راج دیکھتے ہوئے ہمارے طرف آئے اور میرا دل کچھ تپنے لگے کہ کیسے ایسی کوئی زندگی ناگ راج کے کمری کی زندگی کا خاتمہ کر دے گا وہ بالکل تا نیکلو کے قریب آ گیا تھا اور اس کو سمجھو کہ ہوئے ہوا: لو تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں کہ یہ یوں ہے اور تمہارا ساتھ کیوں ہے۔ اس کی بات میں نہ کرنا تیکلو نے ایک سردی آج بھری اور بولی ناگ راج اسی انسان کی وجہ سے تو میں زندہ ہوں اس نے زندگی میں میرا بہت کام دیا ہے اتنا ساتھ دیا ہے کہ شاید تم بھی نہ دے سکتے میں اس کی بہت احسان مند ہوں جب تم غائب ہو گئے تو میں اس کو کھنچ کر نکالنے لگا اور جب مجھے اس کی حقیقت کا پتہ چلا تو میں نے اس کو سنا چا لیکن ایسا نہ کر سکی اگر ایسا کر دیتی تو شاید میں آج زندہ نہ ہوتی کیونکہ اس کا ساتھ میرے لیے بہت اہم رہا ہے۔ اور وہ بات ہے جس سے ان کی گہری سانس لے کر کہا اور میں نے کچھ نہ دے پوچھا کہ وہ بات تو بہت اہم میں سمجھا رہا ہوں اسے کہ تم نے میری بچی کا خاص خیال رکھا اور میں نے تمہارے بارے میں کچھ اور کچھ پوچھا تو شاید تم یہاں سے زندہ نہ نکال جاتے جس طرح اس کی تم نے زندگی بچائی ہے اسی طرح میں تم کو زندگی دیتا ہوں آج ہماری بہت اہم رات ہے اور یہاں ہماری قوم کے علاوہ کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا ہے تم یہاں سے چلے جاؤ اگر ناگ راج دیتا تو کم ہو گیا کہ تم کو شاید موت کی سزا ہوگی۔ یہ سنا ہے اس کی بات سن کر میں نے تا نیکلو کی طرف دیکھا تو وہ مجھ سے نظریں اٹھانے لگا جیسے وہ مجھ سے بہت شرمندہ ہو میں سمجھ گیا کہ وہ اسے دیکھ کر بدل گئی ہے اور شاید اسے بدلنا بھی چاہیے تھا کیونکہ میں اس کے سامنے کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے سگڑا کر کہا تھیک ہے میں یہاں سے جاتا ہوں میں تم کو لوگوں کا مشکور ہوں کہ تم نے میری جان بچائی میری زندگی اور تم مجھے اس کی بات سننے کے بعد میری بات میں بولم فاقہ دوسوں سے دلچسپی کرنا اور میں نے جیسے جڑ کر کسی نہ دیکھا دیکھا مجھے کیا تو کیا دیکھا کہ جب تک اس نے اس کو نہ کیا تھا تو میں نے جیسے میرے بغیر نہ رہے کی اور اسے دیکھتے ہی مجھے ایسے فراموش کر دیا جیسے میں اس کا کچھ لگتا نہ تھا اور شاید ایسا ہی ہوا تھا مجھے دکھ بہت تھا لیکن جو بھی وہاں شاید چھوڑا تھا مجھے رادو نے بے وفائی کی سزا لی تھی میں نے خود اسے اس کے بقول مر دیا تھا۔

اگر کہتو میں اس کے دل میں تمہارا لیے پیار ڈال دیتا ہوں حکیم راج ایک سی آواز سنائی دی یہ بولنے کی آواز جی جو میرے ساتھ ہی تھا اور میں جان رہا تھا کہ شاید وہ بھی تا نیکلو سے ملے ساتھ کر لیا تھا میں چلتے چلتے رک گیا اور کہیں باؤ کوئی ناگ نہ تھا میں نے میرا دل ٹوٹ سا گیا ہے میں سوچ رہا ہوں کہ کیا مجھے میں ایسی ہوتی ہیں ایک ٹپ میں بدل

جانیں میری بات سن کر وہ بولا اگر وہ بدل گئی تھی تو تمہاری محبت بھی تو کمزور تھی موت کے خوف سے ذکر اسے اس کے پاس چھوڑ کر چلے آئے یہی محبت ہوئی تھی کہ چاہے تم کہاں اس کو اپنے ساتھ رکھتے تھے تو بہت سبب سنا کہ اس کی بات سن کر میں چنک سا گیا اور اسے دیکھ کر یہ کہ وہ بھرا ہوا اس میں ٹھیک بھرا ہوا اس کو تمہارا ہے اس کے لیے کچھ محبت ہوئی تو میرے لیے اس کو کسی کے خیال نہ کر کے آتے۔ چاؤ اس کے پاس ایسی محبت کو حاصل کر لو اگر ناگ راج دیتا ہے ان کی شادی کرادی پھر کچھ بھی ہاتھ نہیں گئے۔ دیکھو میں تمہارے ساتھ اگر تم چاہتے ہو کہ تم اس کو نہیں چھوڑنا چاہتے ہو تو واپس لوٹ جاؤ زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے موت سے ڈرنا بڑی دالاکا ہوتا ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔

نہیں راج اب میں ایسا نہیں کروں گا اگر وہ میرا ساتھ دیتی تو میں ایسا کرنے کے لیے تیار تھا لیکن اس نے مجھے ایسے چھوڑ دیا تھا مجھے میں اس کا کچھ بھی نہیں لگتا تھا وہ ایک ناگ کی اور ایسی مخلوق میں چلی گئی ہے۔ ناگ کی اس کی زندگی تھا وہ تو بس میرے ساتھ حرکت کر لاری کر رہا تھا نہ دکھاسا نہ کہنے کا اس نے رادو کی اور ہوا تھا۔ میری بات سن کر وہ بولا رادو میں مرے والی نہیں ہے ایک مراد ہوا انسان دوبار نہیں مر سکتا۔ کیا۔ کیا۔ میں اس کی بات سن کر حیران سا رہ گیا پھر وہ کہاں ہے آؤ میں بتا ہوں کہ وہ کہاں ہے میں اس کے بارے میں جانتا ہوں اور پھر اس کے بارے میں جانوں گا کیسے نہیں میری زندگی اس کے ساتھ چلی ہوئی ہے یہ تو خائے نہ کیا ہوا ہے کہ میرا سر چمک رہا تھا اور مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ مجھے مجھے کوئی سمجھ رہا ہے میں سمجھتی ہی چلا گیا اور پھر خود کو تم لوگوں کے اس موجود یا میرے ساتھ آیا کیوں ہوا قایم میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس کے پاس ایسی کوئی طاقت تھی جس نے میری طاقت کو کمزور کر دیا اور میں اس کی وجہ سے دیر سے بہت باہر سے تیکلو کا۔ اس کی بات سن کر میں نے ایک سردی آج بھری اور کہاں اس کے پاس ایسی کوئی طاقت موجود ہے جس نے یہ سب کیا ہے اس سے مجھے بھی بدل دیا ہے لیکن خیر چھوڑ دو جب کچھ میرا ہونے کا اس نے چلو میں اسے ملتا جاتا ہوں وہ کھینچا جاتا ہوں کہ وہ اس حال میں ہے وہ اسے جادو کرے آؤ ہونا چاہیے تھی اس روز بھی ایسی ہی ہم لوگ باہن کر رہے تھے کہ یہ ناگ آگئی اور پھر جب کچھ کچھ کر دیا گیا تھا اس نے اس کے ساتھ کیا کہ کیا کر وہ عجب غیبی ہو کر رہی تھی میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مر گئی ہے لیکن اس کہانی بات میں نہ کر میں نے کوئی غیبی ہوئی ہے مر وہ دل پھر سنا سے دیکھنے کو چھینے لگا۔

ہاں کیوں نہیں ضرور میں اس کے پاس کہ چاؤں گا کہ اس نے کہا تو میں نے کہا یا تم اتنے عرصے سے اس کے پاس ہو کیا تم نہیں کر سکتے تھے اس کو اس جادوگر سے نجات دلا سکو میری بات سن کر وہ بولا میں کبھی نجات دلا سکا ہوں تو خود اس کا قیدی ہوں دیکھو میری حالت میں ایک بہت بڑا بھوت تھا میری ایک دہشت تھی ایک جنت میں مقام تھا لیکن اس نے دیکھو میرا کیا حال کر دیا ہے میں آج ایک کھلوں سا مانڈا ہے اس کی بات سن کر میں چونک سا گیا کیا کیا تم نے تم بہت بڑے دیتے۔ ہاں میں بہت بڑا دیتا تھا میرا اصل روپ بہت ہی خوفناک ہے چارے روپ جنت میں بہت اہم تھا پھر مجھے میں میرا ایک بہت بڑا دیتا تھا بہت اہم تھا مجھے تمام کچھ جادو ہاں اب تو کسی کا سامنا کرتے ہوئے بھی آرام ہے رادو میں اور میں ایک ہی جگہ رہتے تھے میں دونوں ایک انسان کی مر وہ لاش کو لینے جا رہے تھے چونکہ پوڑے سے قبر سے نکال کر گئی تھی لیکن اس جادوگر نے اس کو پھینکا اور وہی سالوں سے ہم اس کے ختام میں بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ مجھے بہت اہم سمجھنا تھا کہ میرے پاس اس کے ہاتھ میں اس کے پاس بہت تھوڑی باتیں تھیں جن اس لیے وہ ہم کو چکڑا ہوا ہے مجھے اپنے ساتھ لے جاتی ہے اور ہم پھر جادوگر کا وہ کام مکمل کرتے ہیں جس وہ ہم سے کروانا چاہتا ہے ہم بہت اہم تھیں میری زندگی گزار رہے ہیں کچھ بھی نہیں کہیں میں ہم کو آزاد مرنا نہ اس کی سرکشا ہے اور حقیقت یہ تم کام کر سکتے ہو لیکن میں جانتے ہیں کہ وہ ہم کو بھرا ہوا ہے ہاں اس لیے

ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں درہم کہ کے ساتھ اپنی کہانی سناتا جا رہا تھا اور میں اس کی باتیں سن کر کن کر حیران ہوتا جا رہا تھا۔ میں اس کو کیا سمجھ رہا تھا اور کیا ہو رہا تھا جو کچھ میں اس کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ اس کے ہانگن برکنس کا تھا تھا جس کی حالت پر پرتن آئے لگا تھا جی چاہئے لگا تھا کہ اس کی مدد کروں۔ آؤ یاد رکھو بیٹھے جاتے ہیں میں تمہاری کہانی سن کر تھک رہا تھا میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ ایک قریب ہی ایک دھڑکتے کے پاس سن پھندہ پندہ پر جا کر بیٹھ گیا وہ میرے پاس ایک چھوٹے سے پتھر پر بیٹھ گیا۔ کیا تم مجھے اس جاؤ کر کے پاس لے جاسکتے ہو میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کی باتیں سن کر سکتا ہوں کیونکہ اس کے غلام ہیں اس کے حکم کے پابند ہیں اور جب وہ ہمیں نہ بلائے ہم نہیں جاسکتے ہیں جب وہ ہمیں بلاتا ہے تو ہم کو کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہوتے ہیں کوئی ایسا چیز ہوتی ہے جو ہم کو لیے ہوئی چلتی چلی جائے کہ وہ کہاں رہتا ہے کس جگہ رہتا ہے ہم کچھ بھی نہیں جانتے ہیں اس کے بارے میں جانتا ہوں کہ اس کے کمرے میں کچھ پتھر کے مجسمے موجود ہیں دو چھوٹے ہیں ایک بہت بڑا ہے جو بڑا ہے وہ اس کے سامنے بیٹھا رہتا ہے اور اس سے باتیں کرتا رہتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی ہر بات کا جواب دیتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ مجسمہ دیکھنے میں پتھر کا بت ہو لیکن اس کے اندر بولنے اور دیکھنے کی شقی موجود ہو وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ تو میں اس کو دیکھتا رہا میں چاہتا تھا کہ وہ کچھ اور بھی بتائے لیکن اس نے آگے کچھ بھی نہ بتایا۔ اس کا مطلب ہے کہ کھٹے یا خود ہی اس کو کھانا کرنا ہوگا۔ میں نے دیر سے سے خودی سے کہا تو بولا ایک طرف ایسی جے جو آپ کو اس تک لے جا سکتی ہے۔ وہ کوئی ایسی طاقت ہے میں نے جو چکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بولا۔ میں نے پری صلی پر کیا تا کہ میں حیران رہا کیونکہ میں اس کی سامنے سے اس کے ساتھ رہ رہا تھا آج تک میں نے بھی اس کا نام نہ سنا تھا۔ یہ عمل پری کوئی ہے۔ میری بات میں کہہ رہا تھا کہ وہ بولا یہ اس کی خاص غلام ہے یوں کچھ نہیں کہ جب بھی اس نے کوئی بہت بڑا کام لیتا ہوتا ہے تو اس کی مدد لیتا ہے۔ ویری کڈ۔ میں نے خوشی سے کہا۔ یہ بات تم نے بہت پتے کی کی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں رہتی ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں میری بات سن کر وہ بولا میں اس کے پاس لے کر نہیں جاسکتا ہوں لیکن تا ضرور سکتا ہوں کیونکہ اگر میں اس کی مدد میں داخل ہوا تو اس کی وقت میں مل کر سر جاؤنگا۔ ٹھیک ہے مجھے اس کا ٹھکانہ بتاؤ۔ وہ بولا کہ اس کا مطلب ایسا ہوتا ہے وہ پانی میں رہتی ہے وہ کسی تالاب یا نہر یا کسی جگہ رہتی ہے بلکہ سمندر میں رہتی ہے اس ایسے سمندر میں رہتی ہے جہاں اس کی کوئی جگہ نہیں جاسکتا ہے کوئی جگہ نہ ہو جسے میں جاسکتا ہے اگر کوئی جہاز میرے پاس اس کی مدد میں داخل ہوتا ہے تو اس کی موت یقینی ہوتی ہے کھوں مٹوں میں اس کی موت ہو جاتی ہے جب مل مرتا ہے چاہے وہ پانی کے اندر ہی کیوں نہ ہو اس کے جسم کو ان دھیمی آگ لگ جاتی ہے جو اس کے جسم کو کھولنے بنانے کے بعد رکھ کر دیتی ہے اس کی باتیں سن کر میرا دل جھنجھٹا سا لگتا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ میں اس سے کسی بھی نہیں مل سکتا گا۔ ہاں شاید ایسا ہی ہے وہ سوچتے ہوئے بولا پھر بولا۔ ایک ایسا صورت میں آپ اس سے مل سکتے ہیں۔ وہ کہ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بولا۔ سال میں ایک ہفتہ کے لیے وہ پانی سے باہر آتی ہے جب وہ باہر آتی ہے تو اس کے پاس کسی کو کھانا دانی طاقت قسم ہو جاتی ہے اور یہ ایک ہفتہ وہ کسی خفیہ مقام میں چلی جاتی ہے تاکہ اس کو کوئی نہ دیکھ نہ لگے اس کو کچھ نہ لے۔ اودہ واؤ میں خوشی سے بولا اس کا مطلب ہے کہ اس تک پہنچنا جاسکتا ہے اور میں اس تک پہنچوں گا۔

میں جھپٹے یہ بتاؤ کہ وہ کہ سمندر کی پانی سے باہر نکلنے والی ہے میری بات سن کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا ایک ماہ بعد وہ باہر نکلے گی اس کی نشانی یہ ہوگی کہ اس رات میں چاند گرہن لگے ہوگا۔ یوں سمجھ لو کہ سال میں ایک بار چاند گرہن لگتا ہے جو شاید اس کے لیے کسی لگتا ہو یا پھر کوئی ایسی طاقت ہے کام کرتی ہوگی ایک رات میں وہ خود کو کسی محفوظ

جلد پرے جاتی ہے جہاں وہ ایک ہفتہ رہتا ہے۔ میں نے یہاں تک ہی سہا رہا ہے کہ یہ ایک ہفتہ وہ سوئی رہی ہے اور وہی پہاڑی غار میں رہتی ہے۔ اب کون سے وہ پہاڑ ہوتے ہیں یہ بات نہیں جانتا ہوں اس کی بات سن کر مجھے کچھ کچھ حوصلہ ہونے لگا میں مزید اس کے بارے میں چاہتا تھا کیا اس نے بتایا کہ کل پری کے پاس جاؤ کر کی موت کا راز موجود ہے وہ خود تو اس کو مار نہیں سکتی ہے لیکن اس کی موت کا راز ضرور جانتی ہے جاؤ کر کے اسے یہ راز بتا کر دیا ہے۔ میں نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ جاؤ کر کی موت ہو سکتی ہے۔ ہاں اس کی موت ہو سکتی ہے لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے صل پری کی بھی طرح اس کی موت کا راز نہیں بتائے گی یہ بات سن کر میں نے کہا یہ سب کام میں کروں گا میں کسی نہ کسی طرح اس سے جاؤ کر کی موت کا راز جان لوں گا تم نے آج مجھے بہت پتے کی بات بتائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہم دونوں کو آؤ کر مار دیا کہیں کے اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں میں تم کو بھی اور اور پری کو بھی آؤ کر مار دوں گا۔ اور اس کی موت بھی سن جاؤنگا۔ بہت شکر وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔ وہ بہت ہی ظالم انسان ہے وہ کسی کا بھی پائیں نہیں دے وہ مطلب پرست انسان ہے اور مطلب پرست انسان کو کسی سے بھی پائیں نہیں ہوتا ہے اور پھر اس کے پاس اپنی بڑی بڑی طاقتیں ہیں کہ تم کو مجھے بھی نہیں دے سکتا میرا حال اگر کچھ تم کو دے دوں میں دیکھ لو کہ شاید یہ ہوش ہو جاؤ لیکن اس نے میرا ایسا حال کر دیا ہے کہ میں سب اس کے اپنے علم کی جگہ نہ کیا ہوا ہے میں نے بہت کوشش کی مگر میں اس کو بات دے سکوں لیکن میں اس کے سامنے بے بس ہوتا گیا۔ اور اس کی طرف کھینچتا گیا مجھے دیکھ کر اس نے ایک قہقہہ کیا اور بولا تمہارا ہے بارے میں میں نے بہت کچھ نہ رکھا تھا کہ تم کسی بھی علم والے کے کا میں نہیں آتے ہو لیکن اب یہ کیلیا میری طاقتوں کو کم کاوے اور یہ بہت ناز ہے کہ میں تمہارے ناز کو توڑ دوں تم کو ایسا بناؤں گا کہ لوگوں جہیوں کو کچھ نہ پریس گے اور پھر اس نے میرا ایسا بنا دیا مجھے کسی کے سامنے جاتے ہوئے کسی شرم آتی ہے میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے آگے لے دے لیکن مجھے یہ بولنے جیسے راد پ وہ دے لیکن اس نے ایسا نہ کیا کہ میں سرے سے اس کوئی ایسی طاقت نہیں کہ میں اس سے اپنی ذات کا بدلہ لے سکتا۔

اس کی باتیں سن کر اور اس کے کمر جھانے ہوئے چہرے کو دیکھ کر میں نے کہا تم گرند نہ ہوش تم کو نہ صرف تمہارا دلے والے اور پ دنگا بلکہ تم کو تمہارے سامنے اس کو کھڑا کروں گا تم خواہ کو جو بھی چاہے مزے دینا۔ میری بات سن کر وہ گہری سانس لے کر گرہ لیا اور بولا کیا تم تمہارے لیے بہت ہی مشکل کام ہے لیکن اگر تم کو صل پری نے اس کی موت کا راز بتا دیا تو شاید ہوسکتا ہے کہ تم ایسا کر سکتے میں کامیاب ہو جاؤ میں نے کہا کہ میں ایسا کر سکتا ہوں چھوڑ دو مجھے جیسے کچھ بھی کرنا پڑا کروں گا۔ وہ بولا کہ ایسا کیا ہو جائے اور ساتھ ہی بولا تم نے پورے سے ہم کو جلا کر کھا ہے جو ہم اس کا جسم نہیں دیکھا ہے اس ظالم نے اس ظالم نے اس ظالم نے دیکھی ہوئی میں اس سے پورے سے ہم کو جلا کر کھا ہے جو ہم کچھ بولوں سے باہر ہے وہ دیکھتے ہیں بہت ہی خوبصورت میں دے اور جو ہم کے اندر دھانا ہوا ہے وہ نہایت ہی بد صورت اور جلا رہا ہے وہ بہت ہی ظالم ہے۔ اس کی یہ بات سن کر مجھے شدید دکھ ہوا میں سمجھ رہا تھا کہ یہ ہوائی مخلوق اپنے اندر اسے دکھائیں دیکھتے ہیں لیکن اب یہ چلا کر ان کے اندر میری ہمارے جیسے دکھ ہوتے ہیں طاقت رکھنے کے باوجود کسی سے اس ہوتے ہیں میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بولا اس کی موت کے بعد نہ صرف اس کو اس کا کھو یا ہوا جسم مل جائے گا بلکہ مجھے میرا جسم اور میری طاقت بھی مل جائے گی لیکن شاید ایسا میرے خواب ہی بولنا میں اس کا بھی نہیں ہوسکتا میں دوست میں اس بات کو اب تم کو ملے کہ خواب نہیں رکھوں گا بلکہ تم کو حقیقت میں ایسا دوبارہ دے دوں گا میں نے کہا ایک ماہ کا انتظار ہے کیونکہ بتول تمہارے ایک ماہ بعد چاند گرہن لگے گا اور وہ چاند گرہن لگنے کا بعد وہی ہے جو شاید اس کا راز ہے اور اس سے جاؤ کر کی موت کا راز معلوم کروں گا مجھے یقین ہے کہ وہ اس کی موت کا راز مجھے ضرور دے گی کیونکہ تمہاری طرح وہ بھی

شاید اس کی قید میں رہتا نہ جاتی ہو۔

میری بات نہ کر وہ بلا ہاں ایسا ہو سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح مجبور ہو کر اس کے کام کرتی جا رہی ہو اندر سے ہماری طرح بہت ہی دلی ہو ہاں مجھے لگتا ہے کہ وہ میری باتوں میں آ جائے گی اور اس کی موت کا راز مجھے دے دے گی۔ کیونکہ دنیا تو میں اس کو اس کی آزادی کا لالچ دے دوں گا وہ مان جائے گی۔ ہاں ایسا ہی کرتا وہ یقیناً نہ آ جائے گی۔ ہم دونوں ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ وہ یکدم کھینچ شروع ہو گیا وہ کھینچ نکلا مجھے اس سے اس کو کوئی اندازہ نہ تھا ہاں میں سمجھ گیا کہ جادو کرنے سے اس کو میرے ساتھ دیکھ لیا ہے یا پھر اس کو اس کی ضرورت نہ تھی وہ میں ایک بار پھر جہاں رہ گیا تھا ہوتے ہی میرا ادھیان تیل کی طرف کیا میں اس کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس کی محبت مجھ سے بڑی نہ تھی بلکہ بہت دگہ کرتی رہی تھی کہ وہ میرے بغیر کسی کا نہیں سوچے گی لیکن اسے ایک راج کو دیکھتے ہیں وہ بھی کسی کی طرف سے مجھے چھوڑ دیا۔ لیکن میں نے اس کی محبت کو اس کے بدل جانے کو دل پر نہ لیا کیونکہ مجھے اس سے محبت تو ہونے لگی تھی لیکن اس سے مجھے خوف بھی تھا کہ وہ نہ اس سے کسی لمحے مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے اور شاید اس میں کوئی میرے لیے بہتری کی شے کہ وہ بدل گئی روز نہ ہو سکتا تھا کہ کل کو وہ میرے لیے نقصان دہ ثابت ہو جاتی اور میں اسے فیصلے پر پہنچتا ہوا رہ جاتا۔ رات میں نے وہاں ہی گزار دی پہاڑ مجھ سے بہت دور تھے وہ مجھے روشن نظر آ رہے تھے دوری کا ایک لادہ مجھے دیکھا کہ دسے رات تھا جو یہ ظاہر کر رہا تھا کہ ناک دینا یا تعلق کو معجز کرنے کے بعد ان کو کچھ نہ کچھ یاد ہو گا اور پھر جسب چاند چھپ جائے گا پانی دور سے شکر کرے گا کچھ پہاڑ مسلمان وہ جاوے گا وہ سب ناک سب چلے جائیں گے۔ اس کا جتنا طرف سے سوچ رہی تھی مادری کی طرف چلی گئی تھی نہ اسے کس جگہ موجود ہوگی لیکن مجھے اس کے پاس لگا تھا تھا تھا لیکن وہ بھی چلا گیا۔ لیکن خبر کی بات نہیں میں اس کو آزاد کرالوں گا وہ کادہ جہاں بھی ہے ایک نہ ایک دن ضرور آزاد ہو جائے گی۔ اور یہ آزادی میں اس کو دوں گا ایسی ہی سوچیں میں رات بھر سوچتا رہا پھر نجانے مجھے کب نیند آئی اور میں سو گیا۔



میرے سامنے ٹھہریں ہمارا ہوا سمندر تھا اور میں ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا اور میں سمندر کی لہروں کا اچھٹلا ہوا کچھ یاد تھا آج کی دن کی مسافت کے بعد میں سمندر کنارے آ تھا ہونے لگے۔ ایسے ہی سمندر کی بات چانی تھی کہ وہ ایسے ہی سمندر میں رہتی ہے جہاں ہر طرف طوفان کی طرح اپنے پانی کو اٹھاتا جا رہا ہوا پھر اسی روز ہنر ہاں تھا اس کو باہر نکلنے کے لیے اور میں پانتا تھا کہ میں اس کو دیکھ سکوں کہ وہ یہاں سے نکل کر کس طرف جاتی ہے تاکہ میں اس کا پیچھا کرنا ہوا اس جگہ چاہتی ہوں یہاں وہ ایک ہفتہ سو کر گزارے گی اور پھر جیسے جیسے یکدم ایک دفعہ کا خیال آیا جو میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا جو میں کافی دیر سے کرنے کا سوچ رہا تھا لیکن اس چلے میں دوسرا تھا کیونکہ یہ چھوڑنا چاہتا تھا لیکن بہت ہی خوفناک تھا اس چلے میں پہلے ہی روز نہ جنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ایسے واقعات کا سامنا کرنا پڑا تو جو کر دل والا کرنے سے نہ تھا اور تھا میں اس کی وجہ سے میں اس چلے کوئی کرنے کا سوچتے ہوئے بھی نہ کرنا تھا اور میں نے اس کے دل کرنے کا پختہ کر لیا تھا۔ یہ مسرت ان چلے تھا جس کو کرنے سے کچھ عام دلی تھی اور میں اس ایک ہفتہ میں یہ چلے کرنے کا سوچنے لگا میں اپنی عامی طاقت کے ذریعے اس جگہ کو جانا چاہتا تھا جہاں وہ ایک ہفتہ سے کی ہاں مجھے وہ چلے کرنا ہو گا مجھ اب اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا کہ وہ یہ کام میرے لیے بہت مشکل تھا اور خوفناک تھا مجھ اب جو بھی قیام پر کام کرنا تھا اور جادو کی موت کا راز لیتا تھا اور پھر ساتھ ہی ایک دورے کے خیال سے مجھے خوفزدہ کر دیا کہ نجانے وہ کتنی بڑی ہوئی تھی ہوئی کسی ہوئی جو ہر جہہ کام کرتی ہے جو کوئی بھی جن جہت واپور غیر نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ کیا ہوا ہوئی کسی ہوئی میرے تصور میں اس کا ایک خوفناک تصور ابھرے گا ایک ایسا تصور جس کو کسوچتے ہوئے میرے خوف سے رونے لگے

کھڑے ہونے لگے لیکن پھر میرے اندر کوئی عجیبی ہوئی طاقت ابھرے گی کہ مجھے یہ چلے کرنا ہو گا اس کا مقابلہ کرنا ہو گا اس کے جادو کی موت کا راز لیتا ہو گا۔

بس اسی سوچ نے میرے اندر کوئی عجیبی طاقت بھری اور میں اٹھ کھڑا ہوا ابھی بہت رات تھی وہی میرے چلے کی ٹھٹھے پڑا تھا میں نے بھی پانی کو یاد کیا ہوا تھا میری سالوں سے میں زرا بہت دہرا تا رہا تھا میں اٹھ کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں میں یہ چلے کر سکا جگہ ہر طرف ہی ٹھٹھکتی لیکن میں محفوظ جگہ دیکھنا چاہتا تھا کہ چلے کے دوران بارش وغیرہ ہو جائے تو ایش سے محفوظ نہ سکوں میں ادھر ادھر گھومتے گا سمندر سے صحرے کنارے پہاڑی پہاڑ سے اور ہر طرف پھرتی رہیں گی میں نے ادھر ادھر گھومتے پھر نے کے بعد ایک جگہ تلاش کرنے کی ایک غار کی چھوٹی سی غار جہاں لڑا بھی ہوا جاسکتا تھا اور لینا بھی جاسکتا تھا اور لگتا تھا کہ یہ غار یا کام کے لیے بنائی گئی تھی کہ یہاں چلے وغیرہ کر کے میں نے اس جگہ کو بھی طرح سے صاف کیا اور پھر چلے کے لیے کھڑا ہوا ایک چلے شروع کرتے ہی مجھے خوف سا آئے گا یہ قدرتی خوف تھا جو میرے ذرا سے لگے لگا کہ میری کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے میرے سامنے آ جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا بھی چلے شروع کرے گا میں نے کوئی بھی کرنا نہیں لگے گا میں نے ایک بہت بڑا طوفان آنے لگا ہوا اس کے پانی کی آواز میں خوف کی بھری جانے لگی میں ایسا منظور دیکھ کر کاپ سا مایوں لگنے لگا جیسے سارا سمندر میرا ہوا تھا کچھ کہا کہ جاتے گا۔ اس کے پانی میں خوف کی بھری جانی جا رہی تھی اور رات بھر ایسا ہی ہوتا رہا ہوا تھا مجھے کچھ بھی نہیں لیکن میں محسوس ہوا کہ کچھ میرے ہوتے ہوئے کچھ ہو جائے گا رات اللہ انکر کے ختم ہو گئی کسی نے سکون کا سانس لیا۔ آج ہوتے ہیں میں سمندر کنارے چلا گیا اور پانی کی ابھرتی ہوئی لہروں کو دیکھنے لگا اس میں وہ جوش نہ تھا وہ خوف نہ تھا جو رات کو میں نے محسوس کیا تھا۔ وہ کل کی طرح اپنے ہی محسوس جوش میں ٹھہریں مار رہا تھا۔ پورا دن میں نے ایسے ہی اپنے دل کا نام نہ لے رہی تھی کہ جس دن میں ایک ہی خواہش تھی کہ میں اس جادو کر کو ختم کر دوں۔ جس نے مادری کی زندگی کو غراب بنا رکھا ہوا میرے دل میں اور کچھ بھی نہ تھا کیونکہ میرے بارے میں میں نے سوچنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ میرے لیے وہاں کی حیثیت رکھتی تھی اس کے بارے میں میں سوچنا خود کو دیکھ کر تھا یا مجھ کو تھا کہ وقت سے پہلے ہی میں نے اس کی سوچ کو جان لیا تھا اور نہ جانتا ہے میری زندگی کیسے تھی جس وجہ سے سرج ڈھلنے کا تو میں بھر دم آرام کرنے کے لئے غرض سے اپنی اس عدا میں چلا گیا جہاں میں نے چلے کر تھا تب میری اہلکار تھا جہاں میں لیٹ گیا لیکن نیند نہ آ رہی تھی مجھے لیٹے ہوئے کچھ میری درمی ہوئی تھی کہ یوں لگے ہیں ان پہاڑوں میں کوئی موجود ہو اپنی جا کے قریب کسی کی رکاوٹ کی آواز نہ دیتی۔

آواز پانی پہنچائی کسی اور اس کی زبان پر میری آواز تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میرے علم نے مجھے بھی بتایا ہے کہ وہ اس جگہ موجود ہے سمندر کے کنارے یہ جگہ دکھائی گئی تھی لیکن میں یہاں کو بھی دکھائی نہیں دے پے یہ تیل کیسے ہاں تیل کیسے ہی آواز تھی جو کسی سے غلط ہی تھی قیامتہ وہ ناک راج ہو گا جس سے وہ باتیں کر رہی تھی اور اس کو ساتھ لے کر وہ یہاں تک آن پہنچی تھی وہ مجھے کیوں تلاش کرنے ہوئی یہاں تک آئی ہے اسے اب مجھ سے کیا کام ہے میں اس کی آواز سننے کے بعد سوچنے لگا اس سے قتل کر دو کہ وہ میرے رات میں آ جا میں مجھے خوراک سے ملتا چاہیے۔ ہاں مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا اور پھر اٹھ کر عدا سے باہر آیا وہ ایک طرف سمندر کی طرف جارہے تھے میرا اندازہ ٹھیک لگا تھا تو اس تیل کیسے ہی اور اس کے ساتھ ناک راج تھا کہ تیل میں نے اس کی آواز سننے ہی میں نے اپنے دل میں محسوس کر کے میری طرف سے مرکز کر رہی تھی دکھائی دے رہی تھی کہ کیا کہہ سکتے تھے بعد ان کے لوں پر مسکراہٹ بھرے تھے کسی کی اور وہ میری طرف چلے شاد تھا یہاں ہو میرے تم کو کہاں کھانا تلاش نہیں کیا ہے تیل۔ میرے پاس آتے ہی کہا۔ لیکن میں نے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا۔ شاید۔ اب کی بار ناک راج نہ کیا۔ میں تمہارا دشمن رہا اور آنا چاہتا تھا کہ تم نے

خوفناک ڈائجسٹ

میں وہ واقعی ہی پری نظر آ رہی تھی اس کے چلنے کا انداز بہت ہی دلہیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ روتی رہے چلتی ہوئی کنارے کی آبی جالی میں پھر کے پیچھے چھپا ہوا ہے دیکھا ہوا دھڑک رہا تھا۔ اگر اس نے مجھے نہ دیکھا اور وہ کسی اور طرف چلی گئی تو میری کاروائی ختم ہو جاتی پھر جانے کا مجھے اس کا سامنا کرنا ہوگا۔ بس یہ سوچ کر میں پھر کے پیچھے سے باہر نکل آیا اور کھڑا ہوا کیا اس نے مجھے نہ دیکھا کیا اور اس کے چلنے کی رفتار میں تیز ہو گئی۔ افس خدا بلیر سے دل کو ایک جھوٹا لگن لگا مجھے کھانے کے موڈ میں تو نہیں ہے۔ ہاں ایسا ہی ہے مجھے اس کے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا چھپ کر ہی اسے دیکھنا چاہیے تھا اور پھر اس کا پیچھا کرنا چاہیے تھا لیکن اب جو ہونا تھا وہ کیا اب مجھ سے کیا کیا فائدہ۔ یہ سوچ کر میں اپنی جگہ پر ساکت کھڑا رہا اور تیز ہوئی جلی کی اور پھر جلد ہی وہ اندر سے تک آئی اس کا رخ میری ہی طرف تھا میرا دل کا پیٹنا جانے لگا قدرتی خوف تھا جو مجھے ڈرا رہا تھا۔ جو مجھے ہے بس کسے جا رہا تھا میری ناہنک کا پتہ کسی کی کوشش کر رہا تھا کہ میں خود پر کنٹرول کر لوں لیکن ایسا نہ کر پا رہا تھا۔ میں سے جلد ہی سے چلے والا درد بڑھ کر اپنے اوپر بھونک لیا اور ایسا کرنے سے مجھے کچھ سکون سا ملا پھر ان کا جیسے میرا خوف کچھ مجھ کو ہم سے میں پر سکون ہونے لگا۔ وہ چلتے چلتے میرے سامنے آ کر وہ رک گئی اور جب ہی نظر دس مجھے دیکھنے کی اس کے دیکھنے کا انداز خوفزدہ تھا قہر میں پری ہوئی میں سے ہمت کر کے اس سے پوچھ لیا کہ میں مل پری ہوں۔ مجھے تمہاری ہی تلاش میں نہیں سے پھر سے کہا وہ بولی میں ہاں مجھے بتا دیا کیا تھا کہ کوئی میری تلاش میں سمندری کنارے پہنچا ہوا ہے اور اس کی زندگی کی آخری رات ہوئی چاہیے۔ میں ہائی کے اندر ہی مل کھانے لگی میں جاہتی کی جو جلد چاند کی چوڑی کی رات ہو اور میں اس کو اپنی کرکڑی خوراک بنانا لیکن مجھے میرے پیچھے یہ کہنا کہ ہونے لگا میں اپنے اندر کی تبدیلی کو دیکھنے کی میری حسرت خود کو دیکھنے لگی اور ساتھ ہی میرے چہرے پر اندر کی گت بھی بدلنے لگی۔ میں نے اندر سے خوف اور دشت تم ہونے کی ایسا کیوں میرے ساتھ ہو رہا تھا میں خود بھی نہیں جان پا رہی تھی اس کی باتیں نہ کر رہا اور خودی سے اچھلنے کا نہیں سمجھ گیا کہ جو جلد میں سے کیا ہے یہ چلے گا مچولی نہیں سے اس چلے کی وجہ سے اس کے ساتھ ایسا کچھ ہوا ہے ورنہ بتانے والے نے غلط کام ہی کیا تھا کہ وہ بہت ہی دشت تک ہے میں نے کہا کہ اگر تمہارا روپ دشت زدہ بھی ہوتا ہے تو میں تم سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ ہاں کیوں مجھے ملنا چاہیے ہوا وہ ہے مطلب کی طرف آئی میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے اور جو کچھ میں تم سے پوچھوں کو کچھ تم بتانا ہوگا۔ میری بات نہ کرنا اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی ٹھیک ہے میں جتنے بھی ڈکڑوں کی پوچھوں کیا پوچھتا چاہتے ہو میں نے کہا مجھے میرے علم سے بتاؤ کہ تم جاؤ گری خاص پری ہو جس کو ایک ایسے راز کا پتہ ہے جو تمہارے علاوہ جاؤ کر کے کسی کو نہیں بتایا ہے۔ کوں راز راز جو مجھ کی بات میں ہے کل کر کہو۔

ہاں میں بھی یہی جانتا ہوں کہ جو بھی بات کہتی ہے کل کر کہوں جاؤ گری بہت ہی گھٹیا اور ظالم انسان ہے ہر کوئی اس سے ٹکے ہے جو وہ جانتا ہے کہ اسے کوئی بھی نہ مارنے والا نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی موت کا راز چھپا رکھا ہوا ہے کوئی بھی اس راز کو جان نہیں پا رہا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ اس کی موت کا راز تو کسٹھ ہے تم کو اس نے یہ بتایا ہوا ہے۔ ہاں اس کی موت کا راز جاننا میں نہیں لیکن میں تم کو بھی نہیں بتاؤ گی۔ کیونکہ اگر میں نے وہ راز بتا دیا تو اسی دھتے آگ لگ جائے گی اور میں نہ رہا نہیں جا پاتی ہوں۔ مجھے شدید تیز آ رہی ہے میں سوچ رہی جا رہی ہوں اتنا کہہ کر وہ ایک طرف جانے لگی تو میں اس کے سامنے سے آگیا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آتی تھی کہ راز دہی اس سے مجھے خوف نہ آ رہا تھا میں نے کہا تم کو وہ راز بتانا ہوگا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم کو چلتے نہیں دوں گا میری بات نہ کر وہ بولی نہیں میں نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ کوئی بھی مجھے پھر مرنے سے نہیں بچا سکتا ہے اتنا کہہ کر وہ پھر چلنے لگی تو میں ایک مرتبہ پھر اس کے سامنے سے آگیا اور کہا کہ میری بات پر یقین کر دو میں تم کو چلتے نہیں دوں گا میرے پاس کچھ ایسی طاقتیں موجود

میں جو کسی کو مرنے سے بچا سکتی ہیں۔ وہ بولی مجھے شدید تیز آ رہی ہے جب سو کر اٹھوں گی تب مجھ سے بات کرنا۔ میں نے کہا۔

نہیں تم کو کبھی سب کچھ بتاؤ گا ورنہ میں تم کو جلائے گا کہوں میں نے اس کو دھکی دے دی۔ میری دھکی کو کن کر وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھنے کی اور بولی تمہارے پاس جتنے بھی علم ہو لیکن تم مجھے جانتا نہیں سکتے ہوتا تھے ہی وہ بولی مجھے تیز آ رہی ہے اور ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہیں پر ریت پر ہی گر گئی۔ افس خدا میں ایک آدھ کر کردہ گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اب وہ ایک ہفتہ تک موتی رہے گی۔ میں نے اس کو دھکے کی پھر پر کوشش کی لیکن وہ گہری تیز سوچ گئی اس کو نہیں سلطنت تھا کہ وہ کہاں سے اور کس جگہ پر ہے۔ اب میرا زمانہ جاننے کے لیے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا تھا۔ میں اس کو اٹھا کر غار میں لے گیا اور ایک جگہ پر لٹا دیا اور اس کی گھرائی کرنے لگا لیکن جاگڑا اس کو اٹھا کر شلے جانے۔ کیونکہ وہ سال بعد اس کے لیے آتی تھی ایک ہفتہ تک موتی رہتی تھی اور ایک ہفتہ جاؤ گری کے پاس درگہ انسانی شکل کرتی تھی اور یہ شکل جاؤ گری کے لیے لے کر آتا تھا وہ کہاں سے لاتا تھا وہی جانتا تھا اور پھر جاؤ گری سے وہ کام لیتا تھا جو کوئی اور نہیں کر سکتا تھا اس وجہ سے میں نہیں جانتا تھا کہ جاؤ گری اس کو اٹھا کر کہیں لے جائے میں اس کی گھرائی کرنے لگا اور دنوں کو سوتا اور نرات کو میں اس کو دیکھا کہ بہت ہی زیادہ پر کشش اور خوبصورت تھی ہوسکتا ہے کہ یہ اس کا اپنا اصل روپ ہو جو میرے چلنے کے دوران اس پر ظاہر ہوتا گیا تھا۔ مجھے کیوں میرا جی جانے لگا تھا کہ وہ میرے سامنے ایسے ہی جی رہی ہے اور میں اس کو ٹھیک ہی رہوں یہ سن کر کیا چیز ہوتا ہے جو انسان کو بے حس کر سکتا ہے اس کے ہواں کو بھلا دیتا ہے میں نے بہت ہی حسین چہروں کو دیکھا تھا اور گہرائی میں حکمت بھی خوبصورت لیکن یہ عمل پری اس کا سب سے بہت کر کے اس کے چہرے کے نقوش بہت ہی دیدہ زیب تھے اور وہ کشش چہرہ تھا۔ میری نظر میں اس پر ہی تھی ہوتی تھی اور وہ ایسے سوئی ہوئی جیسے دوسری نہ ہو بلکہ بے ہوش پڑی ہو وہ اس پر میری آواز دن کا اٹھو اور بڑھتا اور نہی بلانے جلائے گا تو اس کو ہر اور تھا۔

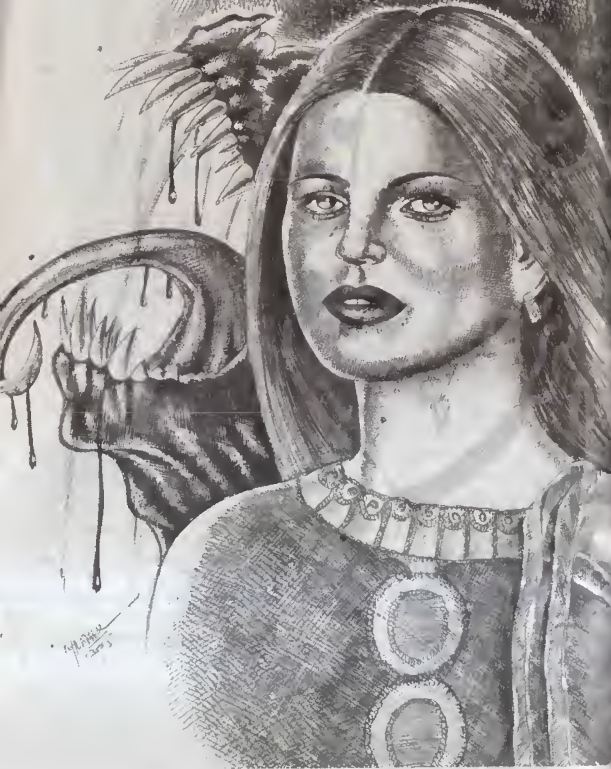
چند دن تک وہ غار میں بے ہوش پڑی رہی پھر ایک روز میں نے دیکھا کہ اس کا جسم پھر سے دھڑک رہا ہے حرکت کرنے لگا تھا اس کی سانسیں چلنے لگیں یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ ہوش میں آ رہی تھی اور میں بھی جانتا تھا کہ وہ ہوش میں آجائے لیکن مجھے کیا تھا کہ وہ خود ہوش میں نہیں آ رہی ہے اس کو کوئی اور ہوش میں لا رہا ہے اس کا کلم مجھ سے اب جواب غار میں میں نے ایک سامنے کو دیکھا ہے کوئی انسانی ہولنا تھا جو یہاں صواہن کی مانند رہا تھا اس کے غار میں آتے ہی اس کے جسم سے بدبو کے خوشبو پھوٹنے لگے جو میرے نتھنوں میں گھٹنے چلے گئے میں اسے ہواں بھونے لگا۔ میرا داغ تاریک گہرائیوں میں ڈوبنے لگا اور میرا جسم بے ہوش گھلا بیٹھا ہے ہوش آیا تو وہاں پہلی ہی دھکی وہ غائب کی بقیہ تھا وہ چہلوں اس کو اٹھا کر لے گیا تھا میں جان گیا تھا کہ وہ کون کا وہ چادر تھا جو اپنے گنہ گہر سے روپ میں آیا تھا اور اس کو اٹھا کر لے گیا تھا قہری میں ہمت پر پانی پھر گیا تھا۔ وہ اسے کہاں لے گیا تھا یہ میں نہیں جانتا تھا میں نے بس ہونے کی گہری ساری امیدوں پر پانی پھر ہوتا نظر آئے لگا اور اب میرا دل اس کا پکا پکا روگ تھا جس مقصد کے لیے میں یہاں آیا تھا اسے حاصل کرنے کے باوجود مجھ کا کام ہو گیا تھا۔ میں دوائی کے لیے چل رہی تھی لیکن میں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جاؤ گری جہاں کہیں بھی ہے میں اس کو تلاش کر کے رہوں گا اس کی تلاش ہی اب میرا مقصد تھا اور میں اپنے اس مقصد کو ہر حال میں پورا کرنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد کیا وہ یہ سب جاننے کے لیے اٹھا تا رہ ضرور پڑے۔



تار عنکبوت

--- تحریر: خالد شاہان لوہار۔ صادق آباد۔ خری قسط۔ ---



بابو نے دیوی کی کراہی تھی اور پھر بابو نے دیوی کو اپنے سر سے لٹک کر گرتے ہوئے دیکھا تھا بابو کے سر سے وہ جتنی ہوئی کٹھ پتلی جتنی جس سے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے دل کی چرن کار نامہ میں مدد کرے گی اب تو زندگی بھی ایک غیر یقینی حد پر آکھڑی ہوئی تھی بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ بابو اب یقینی موت کے دہانے پر کھڑا تھا تو کبھی ایسا نہ نظر دے رہا تھا جو بابو کو یہاں سے بچا سکے صرف دیوی کی وہ رقم تھا جو باطل ہو چکا تھا صدمے سے بابو کا دل ڈوبتا گیا اور پھر بابو نے اسی حال میں ایک حیرت ناک منظر دیکھا بابو کے سر پر بکھرے ہوئے خون کے قطرے اپنا روپ بدل رہے تھے دیوی کے خون کے قطرے اپنا روپ بدل رہے تھے دیوی کے خون کے قطرے سے ایک اور دیوی تخلیق ہو رہی تھی چشم زدن میں بابو کے سر پر دیوی کا جھوم نظر آنے لگا خون کے قطرے دھن سے تخلیق پاتے والی دیویاں بھدک بھدک کر بابو کے سر سے غائب ہوئی رہی غلاباہہ دیوتاؤں کے مقابل جاری تھیں شیو کی سہا میں دیوی کی ہلاکت سے جو موت پھیل چکا تھا وہ ایک بار پھر بارہ بارہ ہو گیا دھماکے بابو کی ساعت پر پہاڑوں کی طرح برسنے لگے اور کوئی کونسی ہوئی بھلیاں بابو کی بصارت کو اندھیرے میں دھکیلنے لگی اس پہلے کو دیکھ کر بابو اس کے علاوہ کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ دیویاں کا انہوہ کچھ دیوتاؤں پر ہندو ڈرو ہو چکا تھا بابو کے سر پر تنکوں والی دیویوں کی تخلیق ہوئی تھی تین اب صرف ایک ہی دیوی تھی جس کو بابو نے اپنے سر پر بندھو یا اس قیامت کا شروع دل میں بھی اس کے دشمنانہ قہقہے صاف سنا دیے رہے تھے وہ دیوتاؤں پر خیر رہی کسی اور ان کا استخراج اڑی بھی آج فیصلہ ہو کر رہے گا بابو۔ دیوی جج کر بولی دیوی شیو کی گھن کر ج سے بابو کا جسم لرز رہا تو ان کی لہریں طوفانی تھیں دیویوں کی طرح بابو کے جسم سے گھرائی میں اور اپنے ترشول کی طاقت کو ایک بار پھر آزمادہ دیوی کی سہیلہ ڈانے والے انداز میں کہا لیکن بابو نہیں دیکھ سکا کہ دیوی کی اس دعوت مبارزت کا شیوہ کیا اثر کیا رد عمل ہوا تھا کیا باگی ایک سرخ آئندگی تھی اور سب کچھ اس کی لپیٹ میں آکر بابو کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا بابو کو سب کچھ روز پر ہوئی محسوس ہوئی تھی دیوی نے جو دعویٰ کیا تھا اس پر یہ حالات نہ مہر تھیں کر رہے تھے کہ دیوی نے کہیں تو کہا تھا کہ جب وہ گل کر متا لے پر آئے گی تو ایک ماہ روز پر ہو جائے گا باجوہ تیرگی کہ وہ اب تک کیونکہ بچا ہوا تھا اسے بھی ابنگے کی زد میں آ جانا چاہیے تھا کوکہ بابو اس ہولناک جنگ میں کوئی فریق نہیں بن سکتا تھا لیکن یہاں کے ساتھ ساتھ بھی تو پس جاتا ہے تو پھر آخر وہ کیسے بچا رہا۔ یقیناً وہ دیوی ہی تھی دیوی جو ج طاقت بہن کا بھری تھی دیوی کا وہ معمولی سا سرگردانہ رنج غصت و جبروت کی لافانی مثال بننے والا تھا اس خدیجے بنگے سے بابو کے اعصاب اس بری طرح متاثر ہوئے تھے کہ اس پر غشی طاری ہوں گے تھی بابو نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا وہ بنگہ وہ خوراب بابو کو بہت دور سنا دیے رہا تھا یہ فاصلہ بڑھتا گیا پھر سنا تا خاموشی چھائی چلی گئی اور بابو نے ہوشی کی سرد سبزاد یوں میں ڈوبتا چلا گیا۔۔۔ ایک قسمی خیر اور خوفناک کہانی۔

ان دونوں کے گرد جال کی گرفت مضبوط ہو جانے کے بعد وہ دونوں واپس سزاوار تاک بھوی کی انتہائی پرچیل پڑا یہ دونوں میں سخت اور ناہموار زمیں پر پھٹتے پھٹتے اسی سمت میں لے جانے لگے اس بار جال کی دہی ان ساتھوں ناگوں کے دہانوں میں پھنسی ہوئی تھی زمیں پھٹتے پھٹتے جب بابو اس وحلان پر پہنچا تو اس کا بدن اس

جال سمیت لٹھکا ہوا تیزی کے ساتھ تشبیب کی جانب چلا گئے رسیاں گرفت میں ہوں گے کے باعث چند گز بعد رک گیا بھنگوں کے باعث بابو کا جوڑ بڑی کمرہ جا لیکن سنے کے باعث بابو اس سے زمانہ مزا کے ناخوشگوار اثرات سے محفوظ رہا ہائی سخت پیش کے عالم میں کسی شیش گاہ کو کالیاں دینے جا رہی تھی جس نے غفلت اور بے خبری کے عالم میں وارکر کے پانی راہی ہوتی جڑی کا مٹیور ادھڑا دھڑلا نظر پڑے ہی بابو کا دلوں رواں کا پٹا زوردار روح فرسا اور بھڑکی ڈھلان کی سرف کی گہرائی تک پہنچی تھی اور اس کے انتظام پر تاحند نظر سیاہی اور اندھیرے کا راج تھا بلندی سے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ہاں کیا ہے اس تشبیب کی گہرائی اور وسعت پر حذر اس کو ہلکا گیاہ کاوہری حصہ تھا وہ بھی بالاساٹھ کی سرف بلند تھا رواں دور دور تک نہیں بھی روشنی نہ کر تھو لٹھیں اس پر تھا خوف اور بدست کے باوجود بابو اس ہولناک غارتگی کا سخت اور وسعت پر حذر نہ ہوا آج کے سامنے اور روشنی کی کرنوں سے محرم دانتے وسیع اور گہرے زیر زمین غار کا تصور تک بابو کے لئے ناممکن تھا لیکن اس وقت بابو خود ہاں حالات کا اس پر تھا چہرہ دونوں جال میں پھنسے ہوئے آہستہ آہستہ کھڑی ڈھلان سے نیچے لٹھنے کے تیز روشنی کا دائرہ ان کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اسی ڈھلان پر جا بجا سخت شاخوں اور ٹیکے کا ٹوں والی سیاہی اور نیلا مٹا ہوا خورد خورد جھاڑوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا آوارے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ڈھلان کی ترائی میں بھی ایسا ہی جنگل پھیلا ہوا گاوارہ شاید وہی ان کی منزل تھی وہ اس وقت ناگ ہی ہوئی کہ یہوں اور غیر انسانی دنیا میں داخل ہو چکے تھے نفسا میں ایک آدھ ٹھنوں کے لیے سوکھ کا سایہ بھی ایک سکت چھتا تھا قدرت ہر طرف سے ٹولن سامنوں اور آڑھوں کی ہلا دینے والی آوازیں ابھرنی ہوئی سنائی دے رہی تھیں ناگ ہی اپنی زبان بند کر دے ورنہ میں سمجھتی تھیں منظور کر دوں گا ناگ کی ہر جی ہوئی مغلظات پر جراثیم ہوا کر اوپر سے وہی خورد خورد جو ان فرماؤ خود پر ضرور ہے لیکن سردی کے پھر کچھ نہیں کڑی شیش ناگ سے راز بہت کم ٹالوں کے معلوم ہے کہ ناگ راجہ نے کچھ ایسی حرم کا گراں مقرر کیا ہوا ہے تو دلی کے ساتھ بھی منظور ہو کر سکا ہے لیکن جہادری کے ساتھ ساتھ ناگ کی تیزی و لطف کے خلاف ہے ناگ کی فتنے کے عالم میں کچھ کر بولی اس وقت غیر ارادی طور پر بابو کی زبان پر بابائی کے ہاتھ ہوئے ٹکات رواں ہو گئے اور ان کے گرد کسا ہوا جال و جوان بھر گنا غیر محمل ہو گیا۔ اور روشنی بھی ٹیکہ میں غائب ہوئی چندوں کی قید سے رہا ہوتے ہی بابو کا بدن ڈھلان سے نیچے لٹھنے کا تمام خفا کے باوجود باوے بڑی جانفشانی سے ادھر ادھر با تھہر مار رہے اور ہر ایک سخت اور خاردار جھاڑی میں بابو کی گرفت میں آگئی اور بابو کا جسم ساک بھٹکے کے ساتھ کھسکا گیا اس وقت ان کے تیرہ بیٹے چاٹا ناگ کے قبضے میں کوئی بھی جتنی معلوم ہوتی ہے گھورا اندھیرے میں اس وقت ان کو جواں کی گشت آواز سنائی دی شاید وہ اپنے ساتھیوں سے غائب تھا ہاں ان کو گھیر لوں اسے میں چال سے نکل کر جائیں جاں بول لٹھکا دے گا ناگ وہ دونوں کمانی میں بیٹھ چکے ہوں گے نہ راتھے سے بابو کے بحال ہو چکی اور بابو ان لوگوں سے گرا جانے کے موڈ میں آچکا تھا اس کی آواز سے کافی حد تک بابو کا اعزاز وہ چکا تھا کہ وہ اس وقت سب جگہ موجود ہے لیکن بابو نے معلومت اسی میں چالی کہ اس سے مقابلے کے بجائے کسی طرف ٹھک چلوں وہ خود بھی بابو سے خائف ہو چکا تھا اور اب بابو چھوڑ کر ناگ کی گھاٹ میں لگا ہوا تھا قہراً بابو نے ناگ کی خاطر مشکلات مول لینے کا ارادہ ترک کر کے ہوتے خاموشی مناسب بھی راجہ کمار کی اس وقت بابو کے قبضے میں ہی اور بابو اب اس سے بھی کام لینے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن بابو اس عمل سے ناواقف تھا جس نے اسے دیکھ کر اسے سمجھنے سے اس کے اصل روپ یا انسانی شکل میں لائے کے ٹیکہ کی اس کو موجودہ حالت بابو کے لیے بے سود تھی۔

بے شمار بھنگوں کا شور سنائی دے رہا تھا جب بابو کو پورا یقین ہو گیا کہ میدان صاف ہو چکا ہے تو بابو کے آگے بڑھے کا ارادہ کیا اور اسی وقت بابو کو اپنی حالت کا احساس ہوا کہ بھوی بابو کے لیے اپنی ابرار برادر سر زمین میں اسی وقت بابو کی خوفناک ڈھلان پر اپنی ہوئی جھاڑی کے سہارے نیچے گرنے سے محفوظ تھا اس جھاڑی سے لٹھے ہوئے بابو کے بازو کی طور سے تھوڑا بابو کو بھولنے تھا کہ اسے کسی طرف جا چاہے راجہ کمار سے موجودہ حالت میں مدد کی امید بے سود تھی اور ناگ ہی جانے کہاں نکل چکی تھی معاً بابو کو خیال آیا کہ اس کا مکانا گہرے قبضے میں ہے اور وہ جہاں جس حال میں بھی ہو بابو کے طلب کرتے ہی اس تک پہنچنے کی پابندی سے یہ خیال آتی ہے بابو نے ناگ کی کولٹ کا اکر لایا گے لیے وہ بابو کے پاس پہنچا وہ چلے گئے اس وقت راستہ صاف ہے بابو نے ناگ کی کو بھنجانا کہا میں بھی کھائی میں جا کر گی تم نے جان پر کیا پر حاکم اس کی آواز میں اس وقت قدرت سے بجا شدت رہی تھی آگے کی فکر کو اب کھسک میں کھر چلتا ہے بابو نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے میں ڈھلان سے نیچے پہنچتا ہوں اس سے تمہارا راز بہت بدستور ہے تم پر جھاڑی چھوڑ دو خود بخود چھٹ چھٹ جاؤ گے اس کے شور سے پر بابو کو فعدہ آگیا بابو یوں محسوس ہو اچھے دہاں پر لٹھ کر رہی ہو۔

یہ سمجھتی تھی معلوم ہے لیکن میں سمجھتی تھی کہ نہ رہنا جاتا ہوں بابو نے تلخ اور قہقہے لیے میں ناگ کے احقاف مشورے کا جواب دیا بابو اپنی تھاکیوں ہوتے ہو بابو نے اس کے کمر گرم سامنوں کا کس اپنی پیشانی پر محسوس کیا مکانا جہاں رہے اس سے نہیں ڈرا کسی چوٹ نہ تھی بابو اپنی بدحواسی پر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے بغیر ضرورہ کا ناگ بھوی تھینچے ہی بابو پر لیکن بیچانی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ سب کچھ ہو کر گیا تھا وہ جھاڑی چھوڑ رہا ہوں بابو نے خدات آہیر لکھے میں اس سے کہا اور بابو نے جھاڑی چھوڑ دی بابو کا جسم تیزی کے ساتھ اس سنگار اور ہموار ڈھلان پر اپنی ہوئی جھاڑیوں پر سے لٹھکا ہوا اور اٹھتا ہوا نیچے کی طرف جانے لگا بابو کے جسم پر کسی ضرب یا ٹکلف کا کوئی احساس نہیں تھا ہاں قلا بازوں کے باعث دل کی دھڑکن کو بڑی میں کو بھڑکی تھی آخر کار ایک ٹیکے کے ساتھ بابو کا جسم زمین سے جا لگا۔ بابو چاندنوں تک پہنچی ہے سدھ بڑا وہاں کا سینہ کی لہاری دھونکی کی طرح چل رہا تھا اور آگھوں کے سامنے شرارے سے ناچ رہے تھے جلدی اٹھو یہاں کچھ بڑھو معلوم ہوتی ہے جاک بک بابو کے قریب ہی ناگ کی گہرائی ہوئی اور آواز سنائی دی کھولنے کھولنے اور غاروں میں ہر وقت ٹیکڑوں ساڈ پر پھینکارتے رہتے ہیں لیکن اب یہاں سنا ہے بابو کو لکھا کہ زمین سے اٹھا اور ناگ کی باؤ کا پتہ تھا کہ ایک طرف سو بڑی درختوں اور جھاڑیوں اور پھروں میں اٹھتے ہوئے آگھی وہ ٹھوڑی دور ہی گئے تھے کہ قہقہے میں ہوں سے والے پر ہورہا کوں سے زمین راز بھی اور باہر سے نکل زمین پر جا رہا تھا نیچے پرے دو کٹوں میں انھیں کوٹھیں میں ناگ پوری قوت سے چنگی ناگ راجہ میں زندہ دفن کر دیتا جا رہا ہے اس لیے اس نے علاقہ خالی کر دیا تھا بابو نے فراموشی کی ہدایت کی قہقہے کی جھلک بعد دھماکو کی کو بھڑکی تو ناگ رانی تھیں ناگ کی بابو کا ساتھ لے کر آگے کی طرف دونوں کی دیر تک دوڑنے کے بعد اس دیران اور سناٹا ملائے سے نکل کر آگے بھوی کے لیے جسے میں داخل ہو گئے جہاں سائوں کا شور گونج رہا تھا ناگ ہی ہم کھر جارہے تھے دوڑتے دوڑتے بائیں طرف آواز میں کہا۔ ہم اندھ گھاٹ جا رہے ہیں وہ جلدی سے بولی وہ کہہ چکا تھا کہ سارہ میرے آگے کی خبر پھینچنے ہی ناگ کے بغیر کے سارے گھاٹ میں رہنے ہو رہے ہیں ناگ راجہ کو گہرے ہوں سے پہلے مجھے وہاں پہنچنا ہے ورنہ وہ سب مارے جائیں گے اندھ گھاٹ میں نے دل ہی دل میں دہرایا اور اس کے ساتھ دوڑنا رہا۔ ٹھوڑا دیر میں دھوڑ کر راستوں پر کھائی دیر تک دوڑتے رہنے کے بعد بابو کے کانوں میں پھروں کے درمیان جیسے ہوئے پانی کا شور پھنچا اور بابو سمجھا کہ اندھ گھاٹ پہنچے ہے گئے درختوں کے جنگل میں رک ناگ ہی نے کافی اونچی آواز میں کوئی کمانوں لفظ کہا اور جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن

وہاں کوئی مخصوص اشارہ سنائی نہ دیا۔

تائی داد بار وہ ہی لفظ کہا اور جب اس بار بھی سکوت رہا تو بابو کو ہمارے کہہ سکتے درختوں کے درمیان ہڈی کچھ درہنہ تک بھٹکتے رہنے کے بعد وہ جھٹکے کے کنارے درختوں کے ایک وسیع تنگ پٹیچے میں کامیاب ہوئی جہاں اس نے تاری کے باوجود جانی پر اسرار قوت کے سہارے بہت سے سانپوں اور ناکوں کے بے جان جسم دیکھے جو ٹ ہوئی تائی منظر نہ لیجے میں ہوئی ہمارے آنے سے پہلے ہی تیش ناک کا ارہاں کیا میرے کسی سوسائے سخت میں مارے گئے اب دوسروں کو لکچر کا ٹانفا آسمان نہ ہوگا حالات بہت زیادہ سازگار ہیں اور میں بہر قوت اپنی جانوں کا خطرہ ہے مہیا کی درخت کی آڑ سے کچلی کی ایک ہر کوئی نہ ہوئی ان کی جانب آئی اس نے بابو پر تو کئی آتشیں گولیوں کا تائی چلی چار کر یوں دل جاگری جیسے کہ اسے ہاتھوں میں خاکہ کر دریا چھال دیا بابو نے کچھ بابو بھی میرا ہسکا دودھ نہیں دونوں تائی نے کسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح کلا جھاڑ دیا اور ناکا اپنے گلے سے اتار کر اس کی جانب بڑھا لیکن کسی جانب سے تیش کا انسانی ہونٹ میں نمودار ہو کر بابو کے آڑے آ گیا آہنی وہ کرخت آواز میں غرایا ناک بھوی میں سرکشی کی سراسمستی ہوئی طویل زندگی ہے اور تائی نے اپنی غم بھوی سے سرکشی ہے تو اپنی بیوی کی خاطر ہر رکاوٹ تو ذکر کرنا جو بھی کر روایات کے خلاف یہاں آگھسے ہیں اس وقت تھے مجھے سے کوئی سرگوا نہیں اگر تو نے تائی کی مدد کرنے کی کوشش کی تو تیرا بھی اس وقت فیصلہ کر دیا جائے گا تیش ناک کے معافانہ سچے سے دونے غم کی بو آ رہی تھی وہ تائی کو اور بابو کو الگ الگ ذکر کرنا چاہتا تھا اور اپنے اس مقصد کی خاطر بابو کو بھی طور پر غم بردے اور بقا مکاری میں تیرے۔

تیش ناک بابو نے نفرت آمیز لہجے میں کہا میرا رست چھوڑ دے ورنہ زندگی ہے ہاتھ دھوئے نہیں کے تیش ناک نے کوئی عمل کرنے کے لیے اپنا دانا دھنا کھوٹا اور اٹھا جانا لیکن تاری میں اس کے ہاتھ کی جھنک محسوس کرتے ہی بابو نے مقدس کلمات کا دوشروں کر دیا تیش ناک کہ یہ سچ کے ساتھ میں ہے اچھا اور میرے آگرا بابو ایک کر تائی کے قریب پہنچا اور ناکا اس کے حوالہ کر دیا تیش ناک کی حالت غیر ہو چکی کی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی نا دیدہ قوت اسے بار بار زہن میں پریش ہے اسے کچل دو گی کچلے میں آتے ہی تائی کو اڑتے سے نہجالتی اور وہ تیش کے عالم میں زہن سے اٹھ کر پھر اس نے زہن سے ممئی کی ایک جھنک اٹھائی اور اسے سکتے سے کس کے تیش ناک کی طرف اچھا دل دی اور جی دواؤں میں کچھ بھی لفظ کے تیش ناک کے لئے دانی آخری جیت جیت بھیا کھی اس کا جسم زہن سر کر آخری بار یہی طرح پڑا پھر اور انسانی روپ سے ناک کے روپ میں آ کر مساکت ہو گیا بابو پر عجیب سی خوف آور حسنی سلسلہ ہو چکی تھی ناک بھوی میں وہ اپنے پہلے چلنے کا ناتر پر کچلتے تھے اور اس ابتدائی رخ پر بابو خوشی ہوں کی چاہیے تھے لیکن بابو ایک پر اسرار اور طلسمانی دنیا میں آج بھی حلق کے درمیان گمراہ ہوا تھا اور بابو کو آنے والے لمحات کے بارے میں کچھ نہیں تھا اس وقت آس پاس کے درختوں سے کئی دوتی ناک سگسراتے ہوئے نکلے اور ان کی فرط مست سے بے اختیار جی پڑی تیتیت ہے کہ مرنے والے تھے تھوڑا انتظار تھا تو کچھ تھوڑا سہارا بہت سے ساتھیوں کو مارنے والا تیش ناک بھی ان ہی کے پہلو میں چڑھ گیا تائی نے کہا اب بھوی میں اب ظلم کے خلاف بغاوت شروع ہو چکی ہے یہاں زندگی اور موت کی جنگ ہرگز جیتے گی ایسا اٹھنا وہ سب ناک زہن پر لوٹ کر انسانی روپ میں آچکے تھے ان کی تعداد گیارہ تھی تائی ان میں سے ایک نے سرگوشیاں اور احترام آمیز آواز میں کہا منسو ہے تیار ہوں سے پہلے ہی غصا ساز گزرتھیں ہے لیکن ناک بھوی میں ہر بیکہ ہمارے لیے یہاں سے تائی جلدی سے ہوئی سنا ہے کہ راجہ کی بہن راجہ کی تمہاری قید میں ہے ایک اور نے حق فیز لہجے میں کہا اس کی خوئی میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں آ سکتا ہے اس خوئی پر گاہ دیا کہ کامیاب ہے۔

ہو سکتے ہیں راجہ کی تمہاری تائی فیصلی آواز میں بولی وہ میری حمایت کے سوا بچہ کر سکتی ہے بابو نے غیر ارادی طور پر اپنی جیب خولی راجہ کی تمہاری ایک معذور معذور سے کہ روپ میں اب بھی بابو کے پاس بھی تم اسے انسانی روپ میں لاؤ میں اسے آدھ کر یوں کا بابو نے تائی سے کہا۔

کہا رہے تائی نے کہا لیکن ان گیارہ میں سے ایک نے اس کی بات کا دئی کوشش میں کیا حرج ہے ناک رانی جی وہ بھی ناک راجہ سے بدھن رتی ہے ناک بھوی میں وہ بہت بڑی قوت ثابت ہوئی کاتوں اسے کہاں سے وہ تائی نے قدر سے بدلی سے کہا ہوا طوطا کہ تائی کھل جذبہ رقاقت کی بنا پر راجہ کی تمہاری کی دشمن بنی ہوئی ہے اسے کسی صورت یہ بات کو اور تیش کی کہ راکھاری بابو کی مدد کرے اسے خدشہ ہوا کہ راکھاری کی اگر بابو کے سامنے ایک بار اپنی اہمیت بات کرنے میں کامیاب ہوئی تو پھر بابو کے کزدیک ناک کا راکھاری ہم ہو کر رہ جائے گا ہر حال بابو نے اپنی جیب سے وہ معذور معذور کا کائی کے حوالے کر دیا تائی نے اسے اپنی جیب پر کھڑکھڑو سے دیکھا اور پھر کھڑکے اور جیسے سے اس کے ہاتھ کی تیش سے اندازہ ہوا کہ اس نے راجہ کی تمہاری کو زہن پر پھینک دیا ہے پھر تائی کے منہ سے کچھ غیر ناموش الفاظ ادا ہوں گے۔

چند ہی سیکنڈ میں راجہ کی تمہاری تائی انسانی آواز ابھری یوں تو لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو اس نے تھوڑے آمیز آواز میں کہا ہم تیری حق میں چنا چاہتے ہیں ناک راجہ سے اہر ایک بدھن ہے تو بھی اس سے خوش نہیں ہے ہم اس کی بدترانی سے چھٹکا چاہتے ہیں ان گیارہ میں سے ایک بولا ایک میان میں دو گولڈر میں نہیں وہ سکتی وہ زہن پر لے اندازہ نہیں کر بولی میں تائی کو مارنا تو میں جانتی لیکن پناہ کی خاطر نہیں اس کو میری بھی طرح معذور کرنا ہوگا دیکھو میں ہاتھوں اور پیروں سے محرم دھڑکتی ہے کسی سے زہن پر پڑا ہے اس سے اپنا انتقام چاہتی ہو یہ پر زہن ہوگا تائی پوری قوت سے جیتا تائی کے غامیوں میں اس شرط پر بھیاں سنا لیکن کیا اور وہ مرگوشاوت آوازوں میں باتیں کرے گے ان کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ راجہ کی تمہاری کی شرط کے بارے میں ان میں اختلاف رائے پیدا ہو چکا بابو کے لیے وہ بہت ناؤک مرحلہ تھا کوئی بہت سی قوتوں کی مالک بھی لیکن وہ ناک راجہ کے مقابلے کی بات نہیں لائی تھی اور ناک بھوی میں نہیں بھی اس کے لیے ناک راجہ سے پناہ نہیں تائی کی حمایت کرتے ہوئے تھی اور موت بابو کا قدر نظر آ رہی تھی وہ تو پھر بھی ناک راجہ کی ہم نسل تھی شاید اسے زندہ چھوڑ دیا جائے لیکن بابو ناک بھوی میں اپنا مدینہ بنا نظر آ رہا تھا۔ تائی گھٹت اور موت میں تاخیر تو کر سکتی تھیں لیکن بابو ناک راجہ پر چل جائے اس کے بس سے باہر بھی دوسری طرف راجہ کی تمہاری کو قوت میں اگر ہمدردی میں جیت لیا تو اس جیت ہوا تائی کو فراموش کر دیا کہ ڈالا نہایت اہم اور حسنی خیر ماں کی تمہاری تائی نے تائی کی شان میں گستاخی کی ہے یہ کیا کھڑکھڑا اٹھنا ہو گی اب نے فیصلی آواز میں اسے لکارا اور پھر تائی سے مخاطب ہو گیا۔ لاؤ مہا کھو دھو اس معذور کو ٹھوڑے پر دم کھا کر میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی یہ اپنے محسوس پر وار کرنے کی عادی ہے بابو اپنی اچھا کو تم خود ہی سے انعام کو پہنچانا تائی ناک بابو کے حوالے کرتے ہوئے بولی بابو ناک تائی کو قوت میں لینے سے کوئی قدر کم چھپے کیا تائی کے ہاتھ پر تو ڈالو اب اسے اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے سر دیکھ میں تائی کے ان گیارہ حامیوں سے مخاطب ہو کر کہا جن میں خوشی ہے آنا اور بابو پھر بھی محسوس کر چکا تھا بابو تائی کے سقے سے کرنا آواز نکل رہا ہے بابو نے اپنے دونوں راتوں میں سنا لیے۔

راجہ کی تمہاری کے منہ نکلے والوں کا یہی انعام ہوتا ہے تائی معذور اور راجہ کی تمہاری قہقہہ مار کر بولی اس کے ساتھ وہ سب آدمی خما ناک پر لوٹ پڑے چند منٹوں تک فضا میں انسانی آوازیں ابھری تھیں راجہ اور پھر وہاں تک بیک سانچوں کی خوفناک پھینکار یں کو بچے نہیں چند منٹوں میں تائی کی حمایت کرنے والے سب کس کس کو زہن پر کھینک کوشش میں۔ گ

ہوئے تھے اندھیرے کے باعث باہوس مقابلے کا سطر دو دیکھ کر لگیں آوازوں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ناگنی ان سب کے لیے خاصا مشکل شکار ہے پھر جاک ناک نامی جھولی کے اس حصے کی اندھیری فضا میں دل کو لرزادینے والی سیاہ بک گونج گئی اور باہوس شدید آفراتفری کی بجلی کی سی آواز سے باہوس کی ہولناکیوں کو بھلا کر رہا ہے۔ زبیں پر پڑی راج راج کمار کی لمبرائی ہوئی آواز میں یوں سب لوگ میری حوٹ کی طرف ہل گئے۔ یہ کہانی کی کیفیت جانے کی آتی دھیں وہاں سمجھو دھارے ناگ دوبارہ انسانی روپ اختیار کر گئے تھے انہوں نے راج کمار کی اور ناگن کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دھیری سے ایک طرف دوڑ پرے باہوس کی ان کے پیچھے ہٹا کر پڑا اس میں ایک آواز کی گونج پھیلنے لگی ہوئی چاری گئی اور باہوس نے پڑا ناگ کے پیچھے دوڑا چارچار تھوڑی دیر میں، باہوس نے خود کو سیاہ چتر سے ہٹائی ایک مضبوط اور بلند بالا حوٹ کی کے چھانک کے سامنے پایا۔ اندھیرے پر راج کمار کی تیز آواز میں یوں اور وہ سب وحشت زدہ بھیڑوں کے غول کی طرح گرتے پڑے اس ویران اور ہولناک حوٹ میں سب پرے باہوس جی سی حوٹ میں داخل ہوا انسانی گونج ہوئی آواز کی تخت معدوم ہوئی ہم اب ناگ راجہ کے محفوظ ہی ناگیک حوٹ میں راج کمار کی کی آواز ابھری۔

اس کی آواز کی باوجود شت سے باہوس کو اندازہ ہوا کہ وہ حوٹ بہت بلند اور کشادہ ہے راج کمار کی روشنی کرو باہوس نے اونچی آواز میں اسے مخاطب کیا اندھیرے سے باہوس کو اب وحشت ہو رہی تھی راج کمار کی بھیجے سے وہ فانی کر چکا ہے تو تجھے سے بھی مرکز دے کر دیکھ کر گایا یہ انسان ہے اور ہر انسان خود غرض ہوتا ہے ابھی یہ میری طاقت کا سہارا جاتا ہے اور بہت جلد تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے اتنی نگشت خودہ اور آواز آواز میں ابھی تجھ پریشان ہوں کے کی ضرورت نہیں ہے راج کمار کی اس وحشت والی ہوئی اور ہم روشنی میں سب سے پہلے باہوس کی نظر ان خشک انسانی کھوپڑیوں پر پڑی جو اس وقت گرے کی کیفیت سے لگ کر دھڑکی ناگنی کا جسم اس وقت صحیح سلامت تھا ناگ راجہ کی آمد کے باعث وہ معذور کئے جانے سے بچ گئی ناگنی اس وقت باہوس کو ابھی نظر نہ سے دیکھ رہی تھی اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ہی دل کی حد سے کی علامت بھی نمایاں تھی باہوس راج کمار کی ایک نرم مسند پر لٹائی جانے کے بعد بولی تم نے میری کیا بنائی اور پھر میرے اشارے پر اسے معذور کرنے پر رضامند ہو گئے اس کی خوش قسمتی سے اس وقت ناگ راجہ کے آنے کا پنگم نہ کھڑا ہوتا تو یہ اس وقت اپنی بیڑوں پر بکھری ہوئی میں اپنی شرمناک ہونے اور اب اس کا انجام تمہاری مرض پر چھوڑتی ہوں جو باہوس کو راج کمار تجھے زندہ فتن کرادو ناگنی آواز میں بولی میں تم زندہ رہوئی ناگنی باہوس نے بھول آواز میں کہ معذور بن کر باہوس کی بات پوری ہوں سے بچ چکے پڑی ناگنی باہوس نے ناگ راجہ کو راج کمار کے پیچھے چلے گئے تھے قسم کرنا کہ آواز میں آؤں گا میں اس حوٹ کی میں آکر نہ سمجھو کہ ناگ بھی میری عافیت ہے راجہ اس وقت باہوس کی طرح ناگ بھی میری بھارتیہ پھر رہا ہے اور فتنی کو اپنے قدموں میں پال کر لے اور شادی کرنے کے لیے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بچے کو تیل کے اٹھنے ہوئے کڑھاؤں میں ڈالنے کی تیاریاں کر چکا ہے کسی انسان کے ناگ بھی میری گھس آنے کا واقعہ ایسا ہولناک ہے کہ ناگ بھی والوں پر پڑی جاتی کی کیا تان چھل رہی ہیں صدیوں سے اس دھرتی پر انسانی قدم نہیں پڑے تھے پر ناگ راجہ کے زمانے میں انہوں ہی ہوئی ہے وہ اپنی جانی کیوں میں پڑھ کر ہماری جتن بھی کی حفاظت نہ کر سکا اور میں اس کی خوش قسمتی کا ناگ ہو کر ناگنما ناگنوں میں کے بعد ایک جگہ بھلا ہوئی نظر آنے کی گئی غالباً وہ راج کمار کی ایک جگہ سے لے کر ناگنی اپنی اہمیت قائم کرنے میں زیادہ تر معذور راج کمار کی پر انصاف کروں گا لیکن اب ناگ راجہ پر کچھ بھی کہی کہ اب آنے والے لحاظ میں میں زیادہ تر معذور راج کمار کی پر انصاف کروں گا لیکن اب ناگ راجہ پر قابو پانے کی کیا صورت ہوگی ایک اور انسان نما ناگ نے سوال کیا۔

خبر و راج کمار پر خیال آواز میں یوں۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پوچھا گیا میں کیا ہو رہا ہے سب ہی لوگوں نے راج کمار کی اس خیالی کی تائید میں اپنے سروں کو جھنجھوٹ کر پھر راج کمار کی ہونٹوں سے خونفک لیکن مخصوص پھکارا بلند ہوں نے لیکن ان آوازوں کے بچک کے ساتھ ساتھ اس حوٹ میں پہلی ہوئی روشنی میں نامور کسی اس میں تیز چکا چوند ہو جاتا تھی راج کمار کی گہرے انہماک کے ساتھ کافی دیر تک یہی عمل کرتی رہی اور پھر باہوس نے اس وقت حال میں ایک عجیب و غریب اور حیرت ناگ منظر دیکھا اس کی فضا میں روشنی و زرات سے کچھ مخصوص ہوئے ترتیب پارے تھے ابتدا میں وہ تیرے وحشت لائے ہوئے تھے پھر مرنے والی تھی لیکن وہ نے مختصر ہو کر رہ گئے تھے زندہ ساچھڑ کی صورت اختیار کر لی ایسا، ظہور ہوا تھا جیسے اس کے کی انشائیں وحشت کے رشتوں و زرات سے ہوتے ہوئے وہ سب ساچھڑ مطلق ہو کر بھارتیہ رہے ہوں آہستہ آہستہ وہ منظر بالکل واضح ہو گیا اونچے اونچے عجیب اور کڑاؤں دانیوں والے دو چھائی مسلوں میں درمیان وہ ایک نگشت کی کھائی جہاں بے شمار ساچھڑ اپنے پنوں کو بلند کر کے حرکت کر رہے تھے ان کے درمیان ایک بہت توانا نگ نظر آ رہا تھا جس کے کچھ کے اوپر تاج نما شکل نظر آ رہی تھی۔

وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آ رہا تھا اس ہولناک کھائی میں ایک انسانی بیڑہ چٹانوں کے سہارے یوں لٹکا ہوا تھا جیسے اس میں سے حرکت اور زندگی کی ہر تھنی چھڑی جا چکی ہو باہوس نے اس انسانی بیڑہ پر نظر پڑنے ہی اپنے دل میں کرب اور اضطراب کی کافیاں بیان ہر روز کی ہوئی حوٹ کی لیکن وہ تمام روشن سائے اتنے مختصر تھے کہ اس انسانی بیڑہ کی کسی باہوس کے خدوخال کی شناخت ممکن نہیں ایک جانب آگ کے شعلوں کی بک بک گونج رہی تھی اس آواز کی بک بک جڑھا ہوا نظر آ رہا تھا اور اس جگہ میں پر ایک تھا سا زندہ و کھڑا ناگ بھی تھچ کر باہوس نے جو ساتھ کاس کی روشنی میں کھائی کا وہ منظر بالکل واضح تھا لیکن باہوس اضطراب کے باعث بے یقینی غٹاری ہو جاتی ہی کیا ہے راج کمار کی یہ انسانی سیکس کا ہے باہوس نے ہاتھ پائے ہوئے کہا راج کمار کی یہ ناہوس کی بات کا جواب دینے بغیر اونچی آواز میں چلا نکلتا ادا کرے اور وہ دھڑکنے کا ایک منور نقطہ میں تبدیل ہوئی اس نقطہ سے روکنے کی اتنی تیز کوشش ہوئی کہ اس کے پاؤں کے کچھ کھٹکے کوئی پہچان نہ کر سکتا تھا اور وہ اپنے سر سے بھی اس کی تھچ باری جس کی بازگشت حوٹ میں دور لے کر کوئی پہچان نہ کر سکتا تھا اور ساتھ ہی وہ درنہ نقطہ پہنچنے لگا اس بار اس روشن وحشت سے صرف انسانی بیکر کا روپ و دارا اور باہوس نے اختیار اکمل پڑا پوچھا گیا میں چٹانوں کے سہارے لٹکا ہوا انسان بیڑہ باہوس معصوم اور دھندلا شاعر بنی تھی کاکس تھا اس کی اس کی لالائی میں کوشش اور کرب کے عالم میں بیڑہ کی غزالی آنکھوں پر جھکی پڑی تھیں اس کا چہرہ تار بھاتا ایک ایک نقش میں شہد بہ انتظار اور خوف کی علامات رچی ہوئی تھیں وہ طویل صدیوں کے باعث بہت کمزور اور درنہ حال نظر آ رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس نے جون اپنی پیش چٹانوں سے پٹائی و زبیں پر گر پڑے کی ناگنی کیا حالت ہو گئی ہے اس کا باہوس فرط جذبات سے زندہ ہوئی آواز میں کہہ کر ناگنی کے شانے جالانے کی کوشش کی خاطر بھی ہر طرح سے کی کوشش کی اور ناگ راجہ کے لہجے و طاقت کی خاطر بھی بہت زیادہ باہوس نے ناگنی کو رادار ایک ایک نگ پر کھائی ایک ہی سے ناگنی ہوئے باہوس کا سر بھلائے ہوئے معصوم کھنکھنے لگے میں ہوں نہیں ناگنی باہوس کے طنز پر کچھ پر تو پڑا تھا کھائی تھی ایک نگ سے میرے جڑے کو کھنکھتے تھے خبر دیکھ کر ناگنی نہیں سے وہ بھڑائی ہوئے آواز میں یوں میں تو تم سے کہتی ہوں کہ تمہاری خاطر اپنے بیکار کی خاطر اپنی جان بھی دے دون کی تو انہوں نے دھوکا لیکن سب طرح تم نے مجھے گھمراہ کیا ہے اس پر میں دھکی ہوں راج کمار کی سے بھجنا کوئی شکایت نہیں مجھے لگتا ہے کہ اب میرا وقت پورا ہوں سے والا ہے ایسے وقت میں کہ سے میرا دل لپٹا نہیں اس تمہاری شکل آسان ہوں کی چاہئے وہ اس وقت اتنی شدت سے یائیت اور محرومی کا کھنکھتی کداس کے لہجے پر باہوس پھر

لہجہ میری لہجی بابو نے اپنے سینے میں بھرتی ہوئی آگ سے بے چین ہو کر دوا لہذا انداز میں اسے پکارا۔ لیکن بابو کی رہندی ہوئی آواز بے شمار سناؤں کی خوف آور بھنکاروں میں معدوم ہو کر نہ گئی تھی بھوی کے درد و بیماری کی جسی بابو کی آواز کا مذاق اڑا رہی تھی بابو کی بے چین اور پانی کا شیشہ سٹلا کر اور سیاہی مائل چٹانوں سے ٹکرائی ہوئی اور دھڑلے سے بھٹکتی رہیں جس میں دہانہ دہانی کا یہ تھا تو انہوں نے بابو کے صدمہ چڑھنے کا نشان بے بسی کے شدید احساس نے بابو کے دل کو گزیر کر دیا اور وہ اپنا سیدھا قدم کراس چٹان سے بچنے لگا۔ آج اس پر بابو نے نہ کوئی دیکھا تو بچہ کرتے ہوئے بابو کی کھوپڑی کا عقبی حصہ در سے ٹکرنا قابل برداشت درد کی ایک نیش بابو کی کھوپڑی کے عقبی حصے سے طلوع ہو کر اعصاب پر چھائی چلی گئی اور بابو ایک نیش لہجی چیخ مار کر بے ہوش کی کیفیت اُنھوں میں ٹھوکیا جیسا کہ انہوں نے بھوی کی خوفناک سرزمین کی اور نہ ہی اس اُپنی دنیا کے بے رحم بابو یا ہر پریشان کر سکتے تھے بابو جانے لگتی تھی دیکھ اسی حالت کا شکار بابو۔

آہستہ آہستہ بابو کے قانون میں سکھ کی مہیب آواز کو بچنے کی کوئی تہ نہ تھی۔ وہ پہاڑوں کے درمیان تنگ گھاٹی میں پوری وقت سے تنگ چھوٹ کر ہاتھ اس آواز کی کرکشی بابو کی ساعت پر کراس کر رہی تھی بابو نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں غولنے کی کوشش کی پہلے تو ہر طرف سفید کھجائی ہوئی نظر آئی لیکن چند ہی سیکنڈ میں بابو کی بینائی پوری طرح بحال ہوئی اور بابو نے بڑ بڑا کر زہن سے اٹھنا چاہا لیکن اندھ گھبراؤ کا کام مضبوط بندشوں میں جلا چکا تھا اور بابو زہن سے اٹھنے سے معذور ہو چکا تھا سکھ کی آواز سے پوجا گھاٹی کی ہر طرح لرز رہی تھی نا معلوم خرچ سے پھونسنے والی تیز روشنی میں ناگ بھوی کی اندھیری اور نہ کراس میں ناگ ایک گوشہ صاف نظر آ رہا تھا اور اس روشنی میں بڑھ کر بے ہوش سرخ خشوں کا گھٹنا ہوتا ہو گیا تنگ بیت کا ساں باغدھار ہاتھ ناگ بھوی کے گونے گونے سے بے شمار تھے پوجا گھاٹی میں اُٹھنے سے نہ وہاں نہ پتہ نہ انداز نہ رنگ اور نہ لٹل کی زندگی گھیریں آہستہ آہستہ کلپا رہی تھیں اور وہ مارے ساپ بہ آجک ہو کر بھیاک تاثر کے اٹھ کھل چکا ہے۔ سب سے بڑا گھوڑا پہاڑوں کے اس اڑوہام کے درمیان آگ کا ایک بیت بڑا والا درویش تھا اور اس کا ایک حصہ ہولناک خشوں کی لپٹ میں اچکا تھا پہلی ہوئی گزریاں نے چٹنے کی آواز میں کس شیشاں میں مردوں کی ہڈیاں چلنے کا ساں باغدھار دیکھی تھیں جوں جوں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے تب بھوی کے ہاسیوں کی آواز میں پرچوں طور پر بلند ہوئی جاری تھیں بابو نے بشکل اپنا سر گھما کر پوجا گھاٹی کا جائزہ لیا وہاں بابو کے علاوہ صرف ناگ راجدھنی انسانی روپ میں تھا خارج کماری اور نہ ہی ناگوں کے اسے بکراں بھوم میں بن جائے کہاں روپوں میں بابو پر ایک بیک تھائی اور بے بسی کا احساس خرابی آنے لگا۔ ناگ بھوی کی ہنسی کی رفتار سے بڑھنے لگی اور بابو یوں محسوس ہوں گے جیسے وہ اپنی زندگی کے آخری مرحلوں سے گزر رہا ہو موت کی ابدی آغوش بابو کے لیے وہاں وہ جیٹھی اور فرشتہ اور فرشتہ بھری زندگی سے بابو کی طرف مٹھور ہاتھ بھرتی ہوئی آگ کے شعلے اب پوجا گھاٹی کے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اوپر تک لپک رہے تھے۔ ان کی چیخ سے بابو کا سمجھنا چار ہاتھ وہاں بھونکنے جانے والے سکھ کی آواز سے نظر دور ج بچ کر کیمابائی دم توڑ چکی تھی بابو نے خیالات اور اندیشوں میں گم تھا کہ آج تک کی جانب سے ناگوں کی ایک غبار ہوئی بدھت سے بابو بری طرح چلا اٹھا لیکن بے مودان ناگوں نے پہلے بابو کے چاروں طرف کی پکر لگے اور پھر ان کی جھلسی ہوئی زیاںوں سے کس سے بابو کا بدن بھر پائی لینے لگا۔

وہ سب ناگ بڑی سے میری کے جسم کے ایک ایک ٹکڑے کو چاٹ رہے تھے بابو سخت بندشوں میں جکڑا اپنے جسم کو بندش و تیار ہا لیکن جب اس ناگبائی مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو بابو نے اپنے جسم کو ڈھیلو چھڑا دیا پوجا گھاٹی کے ماحول سے غبار ہو رہا تھا کہ ناگ پوجا پور سے پورے زور دھڑلے سے شروع ہو چکی تھی

بھاگ دوڑ اور جدوجہد میں نزل میں کر رہی تھیں اور اب بابو کے مستقبل کے فضل کے لحاظ قرب آچکے تھے بابو کے جسم کو چائے والے ناگ کی سختی تیزی کے ساتھ مٹھو کر ہونے تھے بابو کے دورے جھک کر کوئی زہنوں کے کراہت آئیں کراس کا خلسہ دینے کے بعد باقی ہی بھرتی سے روپوش ہو گئے اور ساتھ ہی بابو کے گرد چند شاہیاں چہرے نظر آنے لگے ناگ راجدھنی غلبہ کی علامت بابو کی جانب مٹھو رہا تھا اس کے مقابلہ میں راجدھنی کی اور معذور ناگ کی انسانی روپ میں موجود تھیں ان کے تیز دھیمی بہت بڑھ کرے ہوئے تھے بابو کی پانی کس بج جانے بابو کی بھیاک ٹکراؤ کی خبر سے دھڑکی اور بابو مجبور معذور دم بخود ہو کر آنے والے لحاظ کا خطرہ پوجا گھاٹی میں بے شمار ناگوں کی گونجی ہوئی بھنکاروں میں مادرانی خوف نمایاں ہوں گے لگا لگا آوازوں کا لرزنا کا پٹیا آجک آتش الا ڈ سے ناگ دیتا کے ظہور کی خبر سے بابو کے خشوں کے انکسار میں تھیں بیت ناگ کے چہرے پر عین اوجہ اور انکسار میں ڈوبے ہوئے بابو کے گرد کھلے چارے اور دھڑلے گھور رہے تھے بابو کا جسم بے رحمانہ بندشوں میں جکڑا ہوا تھا اور معذور الا ڈ کے بھڑکنے ہوئے خشوں کے سائے میں ناگ بھوی کی سیاہی بال زہن پر پردہ اٹھا کر لڑائی تیزی کی لکھائی کر رہی تھی جیسے کمرٹھ میں سینکڑوں مردے بیک وقت ذرا آتش کے چارے ہوں پوجا گھاٹی میں جمع ہوں گے والے ناغہ داسنا پوں اور اُنھوں کا کلا جلا شور دماغ کو ناف کے دے رہا تھا۔

زہن پر بچنے والے ان متحرکیزوں کی وہ مخصوص بھنکاریں پوجا گھاٹی کے بیت ناگ ماحول سے لڑ کر بابو کے اعصاب کو کھلچ کر بھگتی تھیں بابو نے اپنے خشک حلق کو تر کرنے کے لیے تھوڑا سا روپ میں پھانسیوں کے ساتھ ہی تیز کر کے ساتھ انسانی روپ میں بابو کے گرد کھڑے ہوئے تھے تھوڑا سا روپ میں پھانسیوں کے ساتھ ہی ناگ راجدھنی کماری اور ناگ کی چہرے پر گہرے احساس کی علامت نمایاں تھیں جیسے ان میں سے ہر ایک کو اپنی فتح پورا لینے کو ضرورت محسوس کر رہا تھا اور ان تین غیر انسانی قوتوں کی باہمی جنگ میں بابو کو کھل چارے کی کیفیت میں محسوس کر رہا تھا ان تینوں کے کراس آواز کے ساتھ ہی بچے ہوئے ایسا معذور ہو رہا تھا جیسے وہ اس آواز کا احترام کر رہے ہوں جو پوجا گھاٹی کے کسی نا معلوم کونے سے ابھر رہی تھی ناگ راجدھنی اس وقت ناگوں کی ہراساں اور زور دہائی سرزمین کا سکران تھا اور اسے بے شمار قہر میں اور حمایت حاصل کی وہ بابو کی سینہ اور دھڑلے کا شمار ہی کے بارے میں ہولناک غم رکھتا تھا اور نہ ہی کو بے دست و پا کرنے کے لیے کھڑا ہو رہا تھا وہ اپنا معذور حال کرکے اس نے کوئی ایک کونہ سے ناگ بھوی سرزمین پر جھٹ لینے والے بچے کو ڈاؤن پر لگنے کا ارادہ کر لیا وہ پوجا گھاٹی میں اپنی کی لگا ہوں کے سامنے اس کے ٹپتے کوڑھوں کے لٹنے والے کڑھوں میں ڈالنے کا عزم کر چکا تھا لیکن اس وقت پر ناگ بھوی کے پروہت کی جانب سے ناگ پوجا گھاٹی اعلان ہوں گے کے باعث اپنے ارادے کو عملی جامد نہ پاتا۔ اور ناگ بھوی میں اس وقت اس کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور حریف راجدھنی کی وہ خود بھی ناگوں کی شائیں سل سے بھی اور ناگ بھوی میں اس کو بھی خاصی حیثیت حاصل تھی اس کے کلل میں اس کی مرضی کے بغیر ناگ راجدھنی قدم نہ رکھ سکتا تھا ناگ بھوی کی روایات کے مطابق اقتدار کے دو پھاروں کے درمیان کی جنگ منور تھی اور اب ناگ پوجا کا اعلان ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی بھی اپنے کسی دشمن کے خلاف دبا نہیں کر سکتا تھا راجدھنی کماری ناگ بھوی کے راز سے ناگ ناگ کے ہاتھوں معذور ہو جانے کے بعد اب بابو اور ناگ کو معذور کر کے خود مختار ہو چکی تھی اور گواں نے بابو کی دھڑلے حمایت کا معذور کیا تھا لیکن غیر فطری حالات کا شکار ہوں گے کے باعث بابو کے لیے اس بھر و سر نہایت مشکل تھا ان دونوں کے درمیان تو اقتدار کی رسم تھی جاری تھی جس کا فیصلہ بابو ناگ دینا پر مٹھو تھا لیکن بابو کا مستقبل ابھی تک وحش میں چٹنا تھا۔

اگر فیصلہ راجدھنی کماری کے حق میں ہوتا تو بابو کو تاج اور لہجے کے قدر سے امید پیدا ہو جاتی تھیں ناگ

[illegible]

وہ ناگ آگے بڑھتے بڑھتے اپنے جسم کو دائرے کی شکل میں حرکت دیتے اور ہرگز دو راہی دیر میں اس نے اپنے بدن سے ہالو کے گرد ایک وسیع حصار قائم کر لیا ابھی ہالو یکدم بھی نہ پایا تھا کہ ایک ایک بدن سے اپنا کنٹرول تنک کرنا شروع کر دیا ہالو دائرے اپنے جسم کو اس کی گرفت میں سمٹ گیا تاکہ بجلی کے اس پردہ پت کا جسم بھی کیے قتل نہ ہو بار بار ہالو یکدم کر دیا۔ چھوڑ دیا تھا جب بھی وہ ہالو کے گرد اپنی گرفت تنک کرنا ہالو کا سانس میں سے کھینچنے لگتا ہوائے بمشکل اپنی چیخوں پر قائم رہا ہوا تھا۔ نہ دشت سے ہالو دریاں دوں کا نپ رہا تھا اور ہالو یقین تھا کہ نائی کا منکا اس کے کسی کام نہ آئے گا ہالو کے ساتھ کی راہیں مل کر وہ راستے کے بعد اس ناگ نے ایک تیز چوہا نکال مارا اور کانٹن کھینچی سے تھک کر ہالو کے چہرے پر آ کر لپکی اس کی آنکھیں پھٹ کر رہیں یہی تھی کہ ہالو اپنے چہرے کی جلد چلنے جانے کا احساس ہوا اور دہشت سے ہالو کی آنکھوں میں خوف اور مرست کے غلام میں بہت سی ایسی چیزیں ہوجاتی ہیں جو عام حالات میں انسان کے بس سے باہر ہوتی ہیں۔

چند منٹ تک ایسا ہی روکے کسی اور واقعے کا منتظر رہا لیکن جو کالمانی میں ہر طرف مگر اس کوٹاری تھا تاگ
 بمبئی کے تمام پاس کی حالت میں نظر آ رہے تھے راج کنگاری اور تاگ راجہ اسٹی روپ میں سیاحی مال
 زمیں پر جمے میں گرے ہوئے مقدس الاؤ سے باہر آنے والے اندھو مسکیم غریبان بوجہ کھاس کالج میں بلا پائند

انسانی ظلم سے نجات صرف اسی صورت میں ممکن تھی کہ راج کمار کی ناگ جھوٹی کی حکمرانی قرار پائے اور اپنے عہد پر قائم رہے۔

ہوتے لگے اس غمار کا داخلی راستہ ایک تنگ سے دہانے سے مشابہ تھا اور وہاں کسی ایسی چیز نہیں تھی جس کے ذریعے اس راستے کو سرد ہو گیا جسے اور خراخرا یا کوکا اندیشہ درست ہوا اور جوں ہی بابو کے قدم اس غمارت کے داخلی راستے سے ہوا اور وہاں ایک تنگ اس طرح غائب ہو گیا جسے اوپر سے کاودوسی درہاں بابو پر خراخرا کیچھ لونا یا گناہ کی مانند ہوتے تھے جسے بابو کا اندر ملنے کا خیال بابو لایا کرتا تھا اس کی قدم اس کے گناہ گنا کی جیسی کا درواریچ ہولناک اندیشہ اس غمارت میں کچھ زیادہ ہی خوفناک تھا کیونکہ اس کے فضا میں ناقص رہا درست یا درست نہیں رہتی ہوتی بابو اس سے اب اس طرح سے بخوبی آشنا ہو چکا تھا سائوں کے برسکن میں بابو نے یہ برسکن کی سب سے کمزور کی ہے جسے ایک حرکت پر مارنے کے بابو اندھوں کی طرح ٹوٹا ہوا آہستہ آہستہ ایک طرف ہڑنے لگ گئیں اور چند قدم بعد ہی ایک بے دم دروازہ باہر کی راہ میں حائل ہوئی اس وقت بدست سے بابو کا سوا گھر کا پتہ چلنے بابو نے سوچا کہ آواز دے کر کسی کو جگس کر اسراں لگاؤ لیکن آواز ملنے ہی وہ قوتور کی پھر خیالی ہی امتحان معلوم ہو گیا کیونکہ اس وقت پورے ناگ موجود تھے پورا گھائی کے علاوہ کسی کوئی ذی روح موجود نہیں تھا اگر موجد بھی ہوتا تو کسی کو کیا پر کسی کی ناگ دیتا ہے مشتبہ اور قریبی کی مدد کو آتا تھا بابو بوجھ یہ ہے کہ اگر خوف کے عالم میں اسی دروازے کے سہارے تنگ کر فرش پر بیٹھ گیا۔

ان تاریک بجلی کی بھیلوں میں اس وقت خوفناک ویرانی کا راج تھا اور باؤ کے تخت بھر کر دہشت زدہ تھیں۔ ہاں آہیں ساں باندھ دیے تھے۔ ان بھری سے سنوٹا دوا بہت آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا لیکن چند ہی قدم کے بعد راستہ مسدود ہو گیا۔ باؤ نے کسی یا کا اندازے کی بنا پر راستہ بدل بدل کر دوڑے ہوئے پیچیدگی پہنچتا جا لیکن رات بڑا کالہ اور اس دوران بھڑوڑے روتے تھک گیا۔ مگر غصے و حقے سے اس کی آواز میں اب بھری تھیں اس وقت باؤ پر بھی طرر تھکا ہوا تھا اور تھا تو ایک خاص جواز دور کر رہا تھا۔ باؤ پر آشکارا کھڑائی کی تو اچانک باؤ کے داہنے ہاتھ نے دیوار کے اوپر کی جسے ایک خاص جواز کی طرح باؤ کے پہنچا پہنچا بھول کر باؤ نے دونوں ہاتھوں سے دیوار کا کچا کچا زور لگا کر باؤ کا اندازہ ہوا کہ روشندان یا کھڑکی کی قسم کو خلا کا کشادہ کر کے باؤ اس سے کہیں اور کسی جانب روتے ہوئے کھڑا ہوا۔ اسے باؤ جہاں کر رہا تھا اور اون ہاتھوں پر منتقل کیا اور ایک کھڑکی پر اوپر بڑھ گیا۔ وہی جانب کے بارے میں باؤ کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ فرش یا ز میں اس خلا سے کتنی نیچے ہوئی کھڑکی رات کے باعث اس کا اندازہ کر تے ہوئے حذور تھا۔

[illegible]

خوفناک ڈائجسٹ

طرف بھیگ کر تو اس میں چھ بیج پیدا ہوئے باور پاتی نے ان بچوں کو گود میں لے کر اتنی زور سے دایا کہ وہ ایک بن گئے البتہ چھ سالگ ہو گئے اس کا نام کارنیکار کیا گیا کارنیکار محنت و مصمت کا اتنا لیا کر ہے کہ اسے عورتوں یا بیلوں کا سایہ بھی نہ گوارا کرتا ہے وہ مکا رہن میں رہتا ہے اگر کبھی کوئی بھائی اس کی طرف جاکرے تو وہ پیش میں آکر اسے جنابت میں منقلب کر دیتا ہے کوئی ہم کار درخت بن جاتی ہے اور کوئی انکوری تیل میں جبہ کے سارے ہندوستان میں کارنیکار کی پوجا کے جو خاص مقامات ہیں وہاں عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے ان سب باتوں کے پیش نظر یہ تصور بھی خیال تھا کہ کارنیکار ساقی کی مدد کے لیے آسکے ہے۔ لیکن اس وقت باپو کی حیرت کی انتہاء نہ تھی جب کارنیکار آسان سے زین میں ہر ہاتر آیا اب مرگھت پر چھائی ہوئی تار کی کام لکھ کر چکا تھا کارنیکار اور پیش کے درود سے ہر ایک مجب و غریب کو بھی تپ کی روشنی نکل رہی تھی باپو نے کارنیکار کو دیا یا جیسے ساتھ اس نے ششمان لکھائی کی زین پر قدم رکھتے ہی چھوٹے رانی شروع کر دیں وہ چھوٹوں ایسی جیسے ہواؤں کے جھکڑ جیسے رہے ہوں مرتدین ہوا جیسے کفر کو مرتدین ہوا بنا دیا یا کیا باپو اس شخص کو بے فکر کرنا چاہتے تھے۔

ان ہواؤں کا کارنیکار ساقی کی طرف تھا یک جہت میں ترقی ہوئی ساقی کا کرب عظیم کیا اور وہ کمزری ہوئی جاو کر تیش یہاں سے چلے جاؤ ساقی مجھے بہت عزیز ہے یہ کارنیکار کا اعتراف تھا اس کا کیا کا اعتراف جس کے بارے میں یقین کیا جاتا تھا کہ اسے عورتوں کا سایہ بھی نہ گوارا کرتا ہے بیٹم کور ہے ہو کارنیکار تیش کی حیرت حق بجانب کی ہاں میں یہ کہہ رہا ہوں تم جو عورتوں سے نفرت کرتے ہو ہاں لیکن ساقی کی بات سمجھو کہ وہ اس سے مجھے محبت کے بدلے سے آشنا کر دیا ہے بہت خوب تیش نے کہا پوتائوں پر جب یہ کاشف ہوا تو وہ کھینچنا بہت خوش ہوں گے میں جانتا ہوں شیخ تھو میرا ہج کے عتاب کا نشانہ بنا پڑا لیکن میں ساقی کی خاطر سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں غمیک ہے تیش کا سر ہلکے لک میں یہاں سے تہناری خواہش کے مطابق چلتا ہوں لیکن شرط ہے کہ ساقی بھی پہلی جائے میں اس تیش کو ہلاک کرے بغیر تیش جاؤ گی ساقی نے باپو کی ست اشارہ کیا وہ تہناری بھیج دی ہوئی اس کی آنکھوں کی چمک لوٹ آئی تھی اور پھر ہے پر چھائی ہوئی مردنی کا خاتمہ ہو گیا تھا یہ ناکلن سے کمرے سے ہلاک کر دو تیش نے دھوی کیا تیش کارنیکار نے اظہار خیال کیا لیکن تو وہ بات ہے جو ساقی کی زبان سے نکل جانے کا کارنیکار ایسا جملات متکرار کر دیتا تھا کہ وہ تیش کو بے چین کر دیتا تھا جانے کوئی لہجہ تیش کی ہے تم یہاں سے چلے جاؤ یہاں تک کہ تیش نضا کارنیکار کے منہ سے بھر پور آگئی۔ میں اس انسان کو ساقی کے کمر پر نہیں چھوڑ سکتا تو مجھ سے کمرے کا گارجور کیا کیا تو ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہوگا تم بھول کر کہ جب تک دینا ہو تو کبھی یہ نہ بھولو کہ کارنیکار کی ماں کا لالا اور ڈھچھے سے زیادہ مجھ سے پیار رکھتا ہے تیش کا کارنیکار کا خندہ طوفان کے سر زمین سے لگا بہتر گا کہ تو ساقی کے لڑکے یہاں سے چلا جائیں گے ہر ساقی کو بھگوان ہے کہ تو اس کی جھٹکا ہو گی تیش تجھے کہے روے گا۔ باپو کے دل کی اب یہ حالت تھی جیسے جھٹکا میں ہوا ہوسم پیسے میں ڈوب چکا تھا جو واقعات پیش آئے تو سننے ان کے تصور سے باپو کی جان لگی جا رہی ہو دیا کی ایک حیرت انگیز تر تہنیک کا آغاز ہوں سے والا تھا وہ طاقتور پوتا ایک دوسرے سے غرا نے والے تھے ایک عورت دیتا تھا میں اس کی فدا کا بیج ہو چکی تھی۔ دیوی باپو کے سر پر بھی بڑی توجہ اور دلچسپی ہے یہ سب کچھ دیکھتی رہی اس کا چہرہ مسرت سے گنار ہوا جا رہا تھا خود اس کے قول کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے جو وہ جانتی تھی۔

ساقی نے بڑی خطرناک نظروں سے باپو کی ست دیکھا اور چن کر ایک آس باندھے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا وہ باپو کی طرف قدم بڑھا چکا تھا اب یہ وہ کارنیکار کے لیے کہ باپو نے کھینچے سے قاصر تھا اس کے حسن و جمال کی حشر سامانی تو اب دم توڑ چکی تھی باپو اس کے سر سے آزاد ہو چکا تھا اسے باپو کی ہلاکت کے لیے کوئی اور بھی حرج استعمال کرنا پڑتا لیکن اس سے پہلے کہ وہ چھوڑ کر بھرتی تیش کی سوئے بڑی تیزی سے لہرائی ادا رہے تھے ان کی ایک کوئی عیب نہ ہوا تھی جیسے کو لہرائی ہوا ساقی

سوئی کی زد تھی اور خوف سے اس کا رنگ بدل چکا تھا سوئذ اس کے جسم پر پڑنے کا یہ مطلب تھا کہ اس ضرب سے اس کا جسم میلون دور جا کر ملے اور گڑھے میں گرے ہو جائے لیکن اس سے پہلے کہ گڑھے کی طرح لہرائی ہوئی سوئذ اس کے جسم پر پڑی نضا میں ایک ترچا ہوا اور درتے کی باپو آواز کارنیکار کے باپ تیش کی بخشش سے ہوئی تھی اس کا ساتھ ہی آسان سے زبروار پر چھپا تیش کی سوئے پر برس پڑی وہ شخصی کسی کی ہر چھیاں سورج کی تیز کرلوں سے مشابہ تھیں اس کا ہولناک آواز سے زار ہوئی نضا راغشی وہ شاید تیش کی بیٹی جو سوئے سے خون کے سفارے لپک لپک ہوئے اور ساقی تک پہنچنے سے پہلے یہ سوئذ کا سر تیش کی گائیکش سے ٹوٹ کر اسے اپنی طرف لگا کر تیش کی فیض و غضب سے ہمجہی کر رہی تھی باپو کا بچے کا نول کے پر سے پھٹے ہوئے عروس ہوئے اور اس کے ساتھ ہی زلزلہ آ گیا باپو کے جیروں کے نیچے میں اس طرح ڈول رہی تھی کہ باپو کو زلزلہ دہکا۔ سٹیلے کی کوشش کے باوجود تیش سٹیلے کا سر گر پڑا یہی حال کالی چرن کا ہوا تھا تیش کے دو لپے دانت سوئے کے نیچے سے ظاہر ہوئے اور بڑی سرعت سے لیے ہوئے چلے گئے تھم زون میں وہ کارنیکار کے جس میں بوسٹ ہو گئے اور اس میں کارنیکار کے اظہار کرب نے ناعت کو ہلا کر رکھ دیا میں اس کی طرح لڑاں تھی زین کی بخشش سے باپو ایک طرف لڑھکا چلا گیا تھا دینا کی سب سے عجیب و غریب جگہ تھکا آنا زور سے کڑھکی گئی۔ دونوں ایک دوسرے کو لڑکی کہہ چکے تھے۔

باپو کا یہ محسوس ہوں کہ لگا تھا کہ جیسے کوئی بھیا تک خواب دیکھ رہا ہو اگر باپو سے حقیقت مان لیتا تو باپو کی اصرار خود ہی اس کی نظروں میں مثبت ہو جاتی تیش اور کارنیکار نے ایک دوسرے پر شدید طے شروع کر دیے شیو کی اولاد آپس میں برس پڑ چکی تھی ایک ایک طرف سے شعلے برستے تو کھد دوسری طرف سے بجلیاں کڑھتی ہر طرف ایک ہشر برہا ہو گیا کان بڑی آواز سنائی دے رہی تھی بدروس میں بلبلایا ہلا کر مرگھت سے بھاگ رہی تھیں پوتائوں کی جنگ کوئی معمولی جنگ تو نہیں ہو سکتی ہر ایک اپنی پوری طاقت کی آزمائش میں لگا ہوا تھا اس کے نیچے میں رہتے زبردوز ہوئی جا رہی تھی جس خفاشا کا ایک طوفان نضا میں تیش کا خواب باپو کو لڑی دے رکھا تھا تیش دے رہی تھی تیش نہ کارنیکار ساقی کی چرن ساقی خوف آوازوں پر پیشتر وہ کھد دوسری طرف ایک ایک تیش کو جن کو کھد سے بعد کو بھڑکا ہوا چلا ہے تھا کارنیکار اور تیش کا اعتبار کرب کسی بھیا تک طوفان کی طرح پھٹ پڑا تھا مرگھت کی زین میں جگہ جگہ دراڑیں اور شکاف پڑ گئے تھے زلزلہ بار بار آتا تھا اور باپو بار بار اس سے اصرار لڑھکا پھر باپو اس وقت باپو کی حالت تھی کہ غناک دھول میں بری طرح اٹ چکا تھا اگر کوئی باپو کو دیکھ لیتا تو مرگھت کا بھوت ہی سمجھتا اس بھیا تک خواب کا سلسلہ تک کب درازا ہوتا ہوا باپو تیش سے نہیں کہہ سکتا تھا ہاں تیش اس جانتا تھا کہ اس بھگنے کو فزور نے والی سستی تیز میرا ہج کی تھی شیو کے علاوہ وہ اس جنگ کو روک بھی نہیں سکتا تھا۔ میں اس کی طاقت سے کہ کو پوتائوں کے کراؤں میں حال ہوں کے تیش اور کارنیکار کے کراؤں سے اس کی قیامت پر پڑا ہوئی تھی کہ شیو اپنی نیند سے چوٹ کر دوڑا چلا آیا تھا اس کی سواہی اس شان سے مرگھت کی زین پر ہاتری کا دھول کے سوار تھا اس کے چاروں اعضاء میں اس ایک میں زبرد اور دوسرے میں ترشول تھا ٹیلے دونوں اعضاء میں تیش تھے کلے میں زبرد اور خنک کا ساب لہرا لہرا کر پھنکار میں تھا تیش نے کھو پڑوں کی مالا بھیجی پھر تیش کی جی اور اس کی تینوں آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں یہی اس کی سواری نضا میں نظر آتی تیش اور کارنیکار کھرا کر ساکت ہو گئے تھے یہی جھپکی کہ جب تیش کی سواری زین پر ہاتری کو خاک دھول کا طوفان چھوٹ چکا تھا اور اب ہر چہ نظر آ رہی تھی باپو نے سب سے پہلے کارنیکار اور تیش کی سواری دیکھا دونوں ہی زخموں سے چر نظر آ رہے تھے زین کا تھی اور دیکھا ان کے خون سے سرخ ہو چکی تھی شیو کی خود کوئی اس خون میں تھرا ہوا یا یہی حالت کالی چرن کی لگھی تھی ہاں البتہ ساقی کا حال ان دونوں سے مختلف تھا وہ تیش کی ویسی ہی تھی اب بھی نظر آ رہی تھی شیو کو کراس کے چہرے پر بھیجی کہ تان بہت کھرا ہو گیا تھا کارنیکار شیو کے اندر میں تیش کی ہی تڑک تڑکی تھی۔

تو نے جو کچھ کیا ہے، اپنا نہیں کیا، کیونکہ میں نے میرے ساتھ زبانی کہا ہے مہادیو کس نے کس کے ساتھ زبانی کہا ہے اس کا فیصلہ ہوگا مگر دونوں کو خبروں کی طرح یہاں سے لے جایا جائے گا تمہارے ساتھ اس کا اور یہ دونوں متش بھی ہوں گے میں عقل و دانش کے دیوتا بہت کر بلاؤں گا کہ وہ اس مقدسے کا فیصلہ کر دے اور جو حرکت دی اور اس کی آواز سے نفا کو گنج چندی لے کر دے ہوں گے کہ نفا میں کھڑوں کی چہنشاہت لگنی۔ اور ایک آجانی رتھ بادلوں کو چرچہ ہوا ششان گھاٹ میں اس آواز میں چھوٹے ہوئے دیوتاؤں کا دوسرا تھا انہوں نے شیو کے حکم سے پیش اور کار کیا کوئی حرمت میں لے لیا پھر شیو نے ہلاؤں کا کہ جن کی طرف میں اشارہ کیا وہ دیکھ لے لی کہ چڑھا کر یہ دونوں لے گا میں لے گا۔ ہاؤں نے گھبرا کر دیوی کی طرف دیکھا وہ ابھی تک حرکت میں نہیں آئی تھی باہری دانت میں تو ڈرامہ لے چکا ہے کچھ کچھ کرشمے ہیں جو کچھ تھا گھرا ب دیوی کی سب سے پہلی حرکت کی ہوئی انھوں نے محسوس کیا کہ وہ سکرانی اور دیوی ابھی نہیں ہلائی پھر زور اور انتظار کا دہائیوں نے ہلاؤں کو اور کالی جن کا پکڑ کر تھیں میں سوار کیا ان دونوں کے بعد سارگی کی بھی باہری آئی کالی جن پر غشی کی طاری ہوں نے کالی تھی۔

اس رات مگر کس کی بدرو میں نے دیوتاؤں کی ایک لڑنے فرنگ دیکھی تھی اور پھر انہوں نے دیکھی کہ دیکھا کہ دیوتاؤں کا وہ قافلہ ششان گھاٹ سے رخصت ہوا تھا۔ آگے آگے شیو کا بادل اور پیچھے تھیا یہ سب کچھ کیا نہیں تھا کہ اس حقیقت کا گمان کیا جا سکتا دے کس کام آدی نے شاید یہ منظر دیکھنے میں ہلاؤں کے دماغ میں بار بار یہ خیال کھلا نہ ہو کہ خدا کے وہ قاب کچھ ہوں گے کہ اس کی تیز گئی کے ہلاؤں سے برداشت نہیں کر سکیں اور اس کی پیشی طاری ہوئی مگر ہر جب کچھ وہ ہلاؤں کے پاس پہنچے تو ہلاؤں نے خود کو دیکھ مقدسے کی عجب خرابی مقدسہ دیش چاہا ہوں نے مددوں کے ان کے تمام دیوتاؤں کو دیکھا جن کی کہانیاں وہ پڑھ چکا تھا پیش اور کار کیا مجرموں کی طرح یہ سب کھڑے کھڑے تھے چھوٹے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا دربار میں کوں کار کیا کی فرد جرم سنار ہاتھ دوسری طرف سارگی بھی سر جھکا کے کالی کی اور کالی جن تیسری سمت میں تھا برہمن دیوتا بڑی توجہ سے کار کیا کی فرد جرم سنار ہاتھ کار کیا کے بعد پیش کی باری آئی اور آخر میں سارگی کے جرائم کا تذکرہ ہوا اس ذیل میں میں ہلاؤں کا کہ جن کا بھی نام آگے جب یہ کراؤ کی فکر ہوئی تو شیو کے دربار میں سنا چکا گیا۔ سب کی نظریں عقل و فرات سے دھڑکتی رہی تھیں اس کو اس مقدسے کا فیصلہ کرنا تھا کچھ ہی دیر بعد برہمن کے فیصلے کی کوئی بات ہوئی کہ اس کی پیشی فدا کی جڑا ایک عورت سے حسن و جمال کا ایک ایسا پیکر تھا جسے دیکھنا ہی بہت کچھ یاد دلاؤں کے قدموں کو کی دیکھا۔ سارگی کو اس کی سزا دی جائے گی سارگی نے کچھ کہا کہ کالی کا لیکن اس کے ہوت کا نپ کر دے گئے اس کا رنگ بالکل پیچھا کر گیا تھا۔ برہمن نے فیصلہ نایا ابھی اس کو موت سے مستثنیٰ قرار دیا چاہتا تھا اس لیے اس کی سزا یہ ہوئی کہ وہ اندر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی جسامت نکال دے اور اسے دنیا میں بھیج دے جائے سب سارگی کی بڑی رسم مہادیو ہم سب لیکن زیادہ چہرہ چھڑکا ہوا نظر ہے جان رہا اور اس طرح اس نے برہمن کے فیصلے پر تصدیق کر دی پیش اور کار کیا کے جرائم کی سنگین گتے لیکر نکلیا زیادہ دھور دے ان دونوں کو بھی سزا دی جائے گی لیکن اس سزا کا اعلان بعد میں اس وقت کیا جائے گا جب سارگی اور دیو دونوں پیش یہاں نہ ہوں گے دیوتاؤں کو ان کاوت کیسا تھے اس لیے سزا نہیں دی جا سکتی کہ اس میں ممان کی دنیا کی ہلاوت کا ہیلو ہے برہمن۔ شیو نے کہا کہ کیا تم دیوی کو سزا نہیں سناؤ گے کیا اس نے آج ہماری سہا میں آکر تو فی کی خلاف ورزی نہیں کی غیر متوقع طور پر شیو کے منہ سے دیوی کا نام کرنا کہ ہلاؤں کے رسم میں سنا تھا پہلی جلی کی ہلاؤں نے دیکھ کر دیوی جواب تک بڑے اطمینان سے ہلاؤں کے سر پر تھکی ہوئی کی اپنا کھٹکری ہوئی کیا مہادیو برہمن نے ہلاؤں کے سر کی طرف کھڑے ہوئے کہادیوی کو بھی دیکھ رہا ہوں اس کا قد سے بعد میں پیش ہوئے پھر ہوا اس میں خاص اطمینان میں ان کو کھلنے میں خاصا وقت لگے کہ ضروری ہے کہ پہلے یہ دیوؤں متش اس سزا کو پہنچ جائیں جس میں انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی جو مجرمتیں کروں گا ان دونوں کے قلم

کر دیے جائیں۔

تھیک ہے ایسا ہی ہوگا شیو نے اشارہ کیا اور چھوٹے دیوتاؤں میں سے دو دیوتاؤں کی طرف بڑے سے تحریف انھوں نے برہمن کی طرف دیکھ کر ہی کی دیوی اب نہیں سب کا انتظار ہے ہاؤں نے ہلاؤں کو بلا لیا کہ دیوی نے ہلاؤں میں دیاں کے ہوں تو ہر ایک پر اس کو اس کو طاری تھا چھوٹے دیوتاؤں نے ہلاؤں کے پہلے کالی کے پکڑا اس نے ہلاؤں کی طرح چچ چچ کر بھیج کر بھیج کر شروع کر دیا لیکن وہ بان کوئی نہیں تھا جو اس کی فریاد پر کان دھتا تھا۔ ہلاؤں سے اس کی گردن ماردی کی سرخ سرخ کیور بارش پھیل گیا اور اس کے یون انجام پر ہاؤں کو سون ہوا کہ اس کی کالی جن کی ہلاؤں سے دور بدر ہوا تھا اور آج وہ ہی جو کالی طاقت کا ہلاؤں کا تھا اپنی جان سے لیا اس کے بعد دونوں دیوتا ہوا کی جانب سے صاحب ہاؤں کی سائیں بہت تیزی سے چلنے کی جس موت ہاؤں کے سر پہنچ چکی تھی خوف کے سراسر عالم میں بھی ہاؤں کو دیوی نے آفسا نہ لے کر کہا کہ اس کا سر کٹاؤں گے کہ بعد حرکت میں آئے گی ایک دیوتا نے کہا اسے استیصال اور دوسرے نے ہلاؤں کو ہلاؤں کی اس کی گرفت اتنی سخت اور مضبوط تھی کہ ہاؤں شیو کی حرکت میں نہیں کر سکتا تھا کھڑا بلند ہوا اور موت کا کیمیا کا تاثر ہلاؤں کی آنکھوں کے سامنے قہر کر لگا۔

دیوی ہلاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے ہلاؤں کے ہلاؤں نے دیکھا کہ دیوی نے اس کی پکار پر زور بھی توجہ دی تھی لیکن وہ کوئی نہیں ہو گیا کہ دیوی نے جس لاف و رواف سے کام لیا تھا وہ ان دیوتاؤں کے سامنے بے بسی تھی کچھ نہیں کر سکتی تھی کھلاؤں تیزی سے ہلاؤں کی گردن کی طرف آیا چشم زدن میں ہلاؤں کے رسم سے نڈر کا رابہ دیکھتے ہوں گے کو کالی کی بدستور طاقت کھڑی ہوئی، کالی اس ایک میں میں ہلاؤں کے باوجود اتنا سوچ کا کہ ناگنی نے جو نہیں مگر دیوی نے اسے ضرور تباہی کا کبرا لایا تھا کہ اس کی مقصد کے حصول کی خاطر اس کی زندگی سے کھینچنے کا فیصلہ کر چکی تھی کھلاؤں کا ہلاؤں کی گردن سے کس ہوا ہوا کہوں ہوا ہاؤں کی گردن اڑ جاتا چاہے تھی کالی کی گردن سے ہوتے ہی وہ کھلاڑا تے گیا اور ہلاؤں کے ہاتھ سے کھٹ کر دور جا کر مایا ہوا۔ دیوی کی بار یکس آواز میں ہلاؤں کی گرج ماری وقت آگیا کہ فیصلہ ہو جائے یہ ہلاؤں نے ہلاؤں کے کس شہزادہ طاقت ور ہوں یا تم ہو یا ہلاؤں خوشی سے دھڑک اٹھا دیو میدان کا کارزار میں آچکی تھی دیوی شیو نے کس غرض غرض کا اظہار کیا اب فیصلہ کرنا ہے کہ کھٹ کر مایا ہوا دیو تم نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے معاہدہ یہ تھا کہ دیوی بھی دیوتا اس شخص کو قتل نہیں پہنچائے کہ کوئی کوشش کرے کہ سر پر میں موجود ہوں معاہدہ کی پہلی خلاف ورزی دیوی کی طرف سے ہوئی ہے دیوی نے یہاں آنے کا کوئی اعتبار نہیں تھا میں خود نہیں آئی مجھے لایا گیا دیوی فتح کے نشے سے سر پر ہلاؤں کے دے رہی کہ برہمن دیوتا کا چہرہ تارک یہ دیکھا کہ کوشش کی خلاف ورزی تو دراصل ہلاؤں کی طرف سے ہوئی ہے مہادیو نے کالی کی پھر برائی کی اس شخص کو قتل نہ پہنچائے کہ کوشش کی خلاف ورزی کرے سر پر میں موجود ہوں اس کی گردن سے اس وقت بھی خون ریز ہاؤں نے میرا گھر اجاڑنے کا کوشش کی کی انڈیا سار سے معاہدہ سے ٹوٹ چلا میں اب میں اپنی سرکشی کی خدائیوں آفر تو چاہتا تھا کہ دیوی میں فیصلہ کر جائی ہوں سب کا اس بات کا فیصلہ کرنا ان دونوں میں سے زیادہ طاقتور کوں ہے اور چھوٹی آفر تو اپنے آپ کو کھینچنے لگی ہے شیو کے انداز میں خفا تھی تیز ہلاؤں کے دہما ہوا۔

دیوی شیو کی گرج سے ساری جسامت کا بپ گئی۔ دیوی کے لیے کی بے باکی سے دوسرے تمام دیوتاؤں کے چہرے کی لہریں آج بکاؤں گے کھٹے تھے میں اور اگر میں نہیں چاہتا کہ میں نے دیوی مہادیو دیوی نے تیزی سے کہا اور پھر کھٹک ہلاؤں کے سر سے اتری پھر اس نے نمائے کیا کیا کالی کے قدموں کے کھٹے ہوئے کھٹے ہوں گے دھماکے کے شہید تھے کہ ہلاؤں کا ایک بار پھر اسے پائے ہوئے محسوس ہوں گے کھٹک کا دراصل پھل ہو کر رہ گیا دیوتاؤں کا اظہار کہ رب کی حالت دیدی تھی وہ دھماکے ان دیوتاؤں کی کھٹوں کی طرح انڈر سے صرف تحریف شیو یا بھی اس سے

باپ کو جب بوش آیا تو وہ چند لمحات تک حالات کا جائزہ لیتا رہا اور جیسے جیسے اسے سب کچھ یاد آ گیا وہ دیتاؤں اور دیوی کی ہولناکی جنگ جو آج تک اس نے کیا کسی نے بھی نہیں دیکھی وہ حیران پریشان تھا کہ یہ سب کیا تھا آخر تھا کیا اس کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی اور اب وہ سب یہ منظر اس کی آنکھوں سے غائب تھا کہ اس نے کالی چرن کا عبرت ناک انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ دیوتاؤں اور دیوی کی اس جنگ کی اسے کچھ نہیں آئی کی اپنے ذہن پر اتنا زور دے کہ باپ اور آکا چرن کو باپ کو چنک باپ اور پڑا اور کراہہ مٹا باپ نے خود کو ایک جھوٹری میں یاں اور باپ کو کے سرانے دے دی باپ کی بیٹے ہوئے تھے جنہوں نے خواب میں آکر باپ کو کہا تھا کہ کالی چرن کو مار کر اس کے کندے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کالی چرن کو اس کے اپنے ہی مارے کے اور اب وہی باپ اس کی سامنے بیٹھے ہوئے تھے اپنے اذان میں باپ بھٹا زور دے گئے اتنا ہی اچھٹے باگے پر باپ کی یہ دیوی یہ دیوتاؤں کی یہ جنگ یہ سب کیا تھا میں کچھ نہیں سمجھ پایا یا یہی بتاؤ یہ یہ سب کیا تھا۔

باپ بیٹے یہ سب ایک شیطانی فعل تھا کیا مطلب باپ باپ میں کچھ کچھ نہیں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ کی بیٹی شحاف فرماتے یہ دیوی دیتاؤں ان میں سے کسی کا بھی کوئی وجود نہیں ہے اس لیے تو اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں اور اس چیز کا فائدہ شیطانی ذریعے نے اٹھایا اور ان دیوی دیتاؤں کی صورت اختیار کر لی تاکہ انسانوں کو اور گمراہ کیا جائے کہ ان کے لیے سچائی کے راستے بند کر دیئے جائیں۔ اور انسان کتابوں کی دلدل میں دھنستا چلا جائے مگر وہ کھٹک جائے وہ رب جو ہر اشیاء پر غور رحم ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے سامنے جہانوں کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں اس اور وہ دم کرنے والا ہے ہر حال کے صوب کچھ فریب ہے اور دیوی جہانوں کا ساتھ دے رہی وہ بھی انہی میں سے ہے ان کے کچھ سامنے معاملات میں کچھ ایسا ہی باپ میں بھی گئی کہ ان سب کو دیوی کے ساتھ معاہدہ کرنا پڑا کہ دیوی اس کے سامنے گئی بھی نہیں آئے گی اور نہ وہ دیوی کے معاملات میں مداخلت کریں گے اور دیوی تمہاری شہر میں دباؤں پہنچ گئی گی دیوی نے وہ حال چلی کہ غلطی بھی اس سے اور وہ اور پہنچ بھی جائے اور وہی ہے ہوا اس کے بعد کیا ہوا وہ غم خیز ہاتھ جو ہونا اور خاص کر تہوار روشن کالی چرن دیتاؤں ہی کے حصول اور گامیہ تمہاری داستان اب یہاں پر ہی آکر ختم ہو جاتی ہے کہ باپ اس اپنی بیوی کے ساتھ خوش فہمی زندگی گزارا اور وہ دم کا مروجہ ہوا اور تہوار اب بھی گوارا کرے اور تہوارے لیے ایک اور بات وہ یہ کہ اسے اب ناگ بھوی کی رانی ہے اس نے رانی کا کردار سے بدلہ لے لیا ہے۔ اور اب وہی ویاں کی رانی ہے اور اسے بیٹا ہوا ہے اسے اب گوارا نہیں کرنے میں وقت لگاؤ کہ وہ اپنے بندے سے راضی ہو جائے اور انہیں گمراہ۔ اب اب بہت جیت ہو چکی ہے ابھی تم آرام کرو یا پھر باپ ہوئی اس سے پہلے کہ باپ باپ کی کئی بات کہہ گا وہ خود کو پڑا کا پردہ چاک کرے گا اور باپ آرام کی گھر میں سے نکالے گا اور اسے دیوتاؤں کے ساتھ دیوتاؤں سے آپ کو بہتر سزا پر لینے ہوئے ہیں یا اور اس کی جان سے کوئی نقص نہیں اس کا سوراہی اس اور ساتھ ہی سعد بن چاچی ہاں جو دارم سب والے موجود تھے باپ کو بوش میں آ کر دیکھ کر سب کے چند آدمی پر خوشی کہہ رو دئی اور لپٹی کی آنکھوں میں غمی کے آنسو گرنے لگے بے اختیار لپٹی کے کندے لگا یا اللہ یہ ترش ہے ہم سب کو اچھے حفظہ و امان میں رکھنا اور شیطانی ذرات سے محفوظ رکھنا آئیں۔

قدیر کرام میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں گا یہ کہانی آگے چلتی تھیں اس کو جلد یازی میں ختم اس لیے کیا کہ ایک نئی داستان برے آجھ آئے جس کا ہیبتا جاں نجات جو ہے اور فیصلہ باسلام بادشہ نہیں ہے نہیں آپ کو کونسا بول جائے اور اس داستان کا نام میں نے محزور رکھا ہے اس اسی کو لکھنے میں لگا ہوں کہ وہ کچھ سکون باقی بقیہ قدیر کرام سے چاہوں کہ وہ میرے حق میں دعا کریں۔



بچا ہوا تھا باپ ہم کر ایک طرف سٹ گیا اور اس وقت دیوی پھر باپ کے سر پر آئی اس کے بال ہی طرف منتشر تھے گھبراؤ نہیں باپ باپ اسے تشارشہ دیکھتے تھے ہوا اس کے کھینچے تھے وہاں وہاں ہاتھ انہوں نے اپنا ترشول دیوی کی طرف پھینکا وہ برتی سرعت سے بھاگا اس سے بھی کئی گناہ تیزی سے باپ کے سر کی طرف آیا تھا اور اس وقت خوف دم سے باپ بچا پڑا کیونکہ ترشول دیوی کے جسم میں پیوست ہو چکا تھا باپ نے دیوی کی کراہی اور اسے کرتے ہوئے دیکھا وہ جیو کے قہر غضب کا نشانہ بن چکی اس نے اپنی طاقت کے بارے میں غلط اندازہ لگا یا تھا وہ شیوے کیسے کر سکتی تھی اس نے باپ کے سر پر ہی ہاتھ دڑا دے باپ نے اس کی لاش کو اپنے سر سے لٹک کر گرتے ہوئے دیکھا صدمے سے باپ بے جان ہو گیا دیوی سر جھکی گئی گویا وہ ہو گیا تھا جو نہ ہوا اپنے چاہے تھا تا قاتل یقین کی حقیقت ابک انہوں کی بات لیکن باپ کو اس پر یقین کرنا تھا جس کی گواہ باپ کی بصارت تھی اور جس کا اعلان باپ کی سماعت نے کیا تھا تو بے نتیجہ کے ترشول دیوی کے جسم میں پیوست ہوئے دیکھا تھا۔

باپ نے دیوی کی کراہی تھی اور پھر باپ نے دیوی کو اپنے سر سے لٹک کر گرتے ہوئے دیکھا تھا باپ کے سر سے وہ ہنسی ہوتی اٹھ چکی تھی جس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے دکن کالی چرن کا بارے میں مدد کرے اسے اب تو زندگی بھی ایک غیر یقینی حد پر آکر رہی ہوئی تھی بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ باپ اپنی یقینی موت کے دبانے پر کڑا تھا کہ بھی ایسا نہ کرتا۔ آخر باپ کو یہاں سے بھاگنے سے صرف دیوی کو یہ دم تھا جو باپل ہو چکا تھا صدمے سے باپ کا دل دوڑتا تھا اور پھر باپ نے اسی حال میں ایک حیرت ناک منظر دیکھا باپ کے سر پر پھر سے ہونے لگے خون کے قطرے باپ روپ بدل گیا تھے دیوی کے کنوں کے قطرے چنا روپ بدل رہے تھے دیوی کے کنوں کے قطرے سے ایک اور دیوی نکلتی ہوئی تھی یہ چشم زدن میں باپ کے سر پر دیوی کا بھیم نظارہ لگنے لگا خون کے قطرے سے حقیق دانی والے دیویاں چھدک چھدک کر باپ کے سر سے عائب ہوئی رہی غالباً وہ دیوتاؤں کے مقابل جاری تھیں شیو کی بیٹھا میں دیوی کی ہلاکت سے جو حکومت تبدیل چکا تھا وہ ایک بار پھر باپ پارہ ہو گیا وہ اس کے باپ کی سماعت پر پھاڑوں کی طرح ہونے لگے اور گوندتی لڑکتی ہوئی بیان باپ کی بصارت آکر صدمے میں کھینچنے لگی اسے بنگا سے کوہ کچھ کر باپ اس کے علاوہ کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ دیویاں کا وجود کیونکر دیوتاؤں پر حملہ آور ہو چکا تھا باپ کے سر پر شیوکلر دیوتاؤں کی تخلیق ہوئی تھی لیکن اب صرف ایک ہی دیوی تھی جس کو باپ نے اپنے سر پر سوراہا یا اس قیامت کا شورش میں بھی اس کے دشتیانہ فیصلے صاف سنائے تھے وہ دیوتاؤں کے جسم میں اس کی اور ان کا جو زار ہی آ کر فیصلہ ہو کر رہے گا یہاں بھی سچ کر دیوی دیتی کی گھر گرنے سے باپ کا جسم لرز کر رہ گیا آواز کی لہریں طوفانی چٹھروں کی طرح باپ کو کے جسم سے کھراں تھیں اور اپنے ترشول کی طاقت کو ایک بار بار آواز دیوی کی کھینچاؤ نے والے انداز میں کیا لیکن باپ بیٹے دیکھ کر دیوی کی اس دعوت مبارزت کا نتیجہ پر کیا نہ کیا درمل ہوا تھا کیا یہاں کی سرخ آئینہ کی آئینہ کی اور سب کچھ اس کی لپٹ میں آکر باپ کی نظروں سے دھل ہو گیا تھا باپ کو سب کچھ پروردہ ہوئی تھیں ہوئی دیوی نے جو دیوی کیا تھا اس پر یہ طاقت۔ تو یہ تصدیق کر رہے تھے کہ دیوی نے اپنی تہ کیا تھا کہ جب وہ کل کر مقابلے پر آئے گی تو ایک عالم پروردہ ہو جائے گا وہ جو حیرت کی کہ وہ اب تک کوئی کچھ چاہا تھا اسے بھی اسے بنگے کی زدنیں آ جانا چاہیے تھا کہ کو باپ اس ہولناک جنگ میں کیوں فریق نہیں بن سکتا تھا لیکن کیوں۔ ساتھ ساتھ گھر میں بھی تو ہیں جا رہے ہیں آخروہ ہے بچا۔ باپ بیٹا وہ دیوی کی تھی دیوی جو ان طاقت بن کر ابھر رہی تھی دیوی کا وہ معمولی سا کردار ان عظمت و جبروت کی لافانی مثال بننے والا تھا اس شدید بنگے سے باپ کے اعصاب اس برکی طرح متاثر ہوئے تھے کہ اس پر غمی طاری ہوں سے گئی کی باپ نے خود کو ہنسنا لے کر کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا اور چنگمہ وہ شراب باپ کو بہت دور سنائی دے رہا تھا یہ فاصلہ ہو جاتا تھا پھر سامنا خاموشی چلی گئی اور باپ بے ہوش کی مہر سبزا دیوں میں ڈھل جاتا گیا۔



خوف کا احساس

خیر: حیا پلانٹ ہائیٹ
یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے جا رہی ہوں یہ بالکل سچا
واقعہ ہے۔ یہ واقعہ میرے ساتھ چھ آٹھ سال پہلے ہوا تھا۔ میں
موسم ختم ہو رہا تھا اور قہر میں کی آٹھ میں اور میری بہن بائیک کے
ایک مشترکہ روم ہے جس میں بچپن سے ہم دونوں اٹھتے رہے
ہیں۔ ہمارے کمرے میں دو چنگ ہیں ایک میرا اور ایک بائیک کا
بائیک کا چنگ میرے سر کی جانب ہے ایک رات میرے سر میں
درد تھا اور میں جلدی سونے کے لئے کمرے میں آ کر لیٹ گئی
جبکہ بائیک کے روم میں بیوٹر برصہ رات میرے سر میں درد
تھا اس لئے مجھے جلد ہی نیند آئی۔

ایک رات رات میں احساس ہے میری آنکھ کھل گئی تھی

کی باتیں پڑی ہوئی جملے سے میرے چنگ پر تھپ لگا ہوا
جب میری آنکھ کھلی تو لائٹ جا بجلی اور کمرے میں گپ
اور میرا جھک چکا تھا۔ دکان میں دس روپے تھا مجھے اچانک سے
خوف ہوا اس میں ایک گھبراہٹ میرے ذہن میں خیال آیا کہ شاید
کوئی بلی ہوگی اور پھر میں دوسرے کی کوشش کرنے کی کہ
اچانک مجھے بائیک کی آواز سنائی دی وہ کچھ بڑا ہراسی تھا جب
میں نے فوراً کتبے سنائی آواز آہستہ آہستہ آواز میں روشنی
پکڑی گئی تھی یہ کچھ میرا ہوش کھول گیا کہ جیسے ہی بائیک نے روشنی
پکڑا تو فوراً لائٹ آگئی اور چمکا چمکا گئی تھی۔ خدا کا شکر ادا کیا
کہ لائٹ آگئی تھی میں سونے کا سوچ رہی تھی کہ ایک
بار پھر لائٹ بج گئی تھی اس لئے ایک منٹ ہی کہ رات کو جاگا
مجھے بائیک آہستہ آہستہ پھنسنے آواز آئی اُسے میں آپ کو یہ

کہا۔ کار میں آ کر آپ کو یہ کہانی اچھی نہ لگے تو ضرورتاً یہ کہتے
گا اور اگر بری لگے تو تنبیہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

وہ بچے تھے یا کچھ اور...!

خیر: حیا پلانٹ ہائیٹ
یہ کہانی ایک ایسے لڑکے کی ہے جو بہت زیادہ پرجوش اور
شرارتی تھا اور اسے والدین کی ناکہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسے تمام
بچے والوں کا بیٹا دیکھ کر کھانا کھا دیا اس کی ادائیگی سے اس نے
کہا کہ حیدر باہر سے پھرتی لا دو یہ سن کر حیدر برا سا منہ
بنائے اور اپنے لڑکے کو باہر نکل گیا اس نے سوچا پانی تو کھانا نہیں
بنار ہیں خود ہی دیر تک ہی بنائیں گی کیوں خود ہی دیر کے بارے میں
کھانا پانی ہے۔ اس وقت دو چکر کا وقت تھا اور سورج چوٹی آ رہا تھا
تاپ سے گرمی برا تھا اور گرمی کی یہ وہاں سے بھر پور تھی
میں آواز اور گرمی کرتے ہوئے پھر اچھا۔ چلتے چلتے بہت دور
نکل گیا کہ ان کے گاؤں میں ایک کھانا تھا جس کے بارے میں
میرے بچے ہاں میں جن بچوں کا سایہ ہے لیکن حیدر ان باتوں کی
پر وہ نہیں کرتا تھا۔ درجہ جیسی توئیں کے پاس سے گزرنے
کا ایک چتر اٹھ کر توئیں کے ٹمبر سے ہونے پانی میں چھینک دیا
اور آگے بڑھ کر توئیں کے پانی میں چھانک گئے تھے جیسے ہی حیدر نے
پانی میں چھانک تو یہ دیکھ کر خوف سے وہ غائب تھا اور اس کے
روئے کھڑے ہو گئے لیکن توئیں میں پانی کے اوپر چار چھوٹے
چھوٹے بچے جو صرف حیدر دو یا اڑھائی سال کے ہی ہوں گے
کول واٹر کے شکل میں تھے، ہم سے تھے اور انہوں نے سفید
رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے کان انسانی کان سے
بڑے تھے اور انہوں میں عجیب و غریب جھلک تھی ایک ایک میں
سے ایک بچے نے اپنی انگریز اسٹاک اور کھانہ چکر دیکھا تو حیدر کی
خوف سے کچھ بندھ گیا اور وہ وہ توئیں کے پاس کی کڑی کر کے
ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ کچھ گرجا رہا تھا کہ پانی
اور ساتھ والی چار پانی پر اس کی اور اڑھائی سال کے بچے
اس کو کیجہ رہے تھے۔ آج حیدر کو وہاں سے ہوش آیا تھا جب
اسے والدین نے اسے پوچھا کہ کیا وہاں توئیں تو اس نے
اپنے ساتھ آئے والے والے کو توڑے سے آ کر خوف کھانا اور
اس نے شراؤق سے بچھڑنے کے لئے تو بیکری۔

□□□

دیوانی ناگن

-- تحریر: کامران غفیل واہ گارڈن واہ کینٹ --



کتاب میں جو نثر لکھا ہوا ہے اسے صرف کوئی انسان ہی پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اور مخلوق اس نثر کو پڑھے گی تو وہ جل کر راکھ بن جائے گی اچانک جلدی سے اس کتاب کو اٹھاؤ اور نثر کو پڑھ کر بدروجن کو غلام بنا لو پھر ہم اس سادھو کی طرف چلتے ہیں جس نے میرے انمول کو قید کر رکھا ہے میں نے وہ کتاب اٹھائی اور اسے گھولا اس میں چند عجیب سمورنوں والی بدروجن نکل کر میرے سامنے جمع ہو گئیں اس سب نے غلاموں کی طرح اپنے سر جھکا دیے ہوئے تھے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے اور نایاب کو اس سادھو کے پاس لے جائیں جس نے انمول کو قید کیا ہوا تھا وہ نہیں لے آئیں اور ایک صحرائی لے جا کر اتار دیا اچانک ایک بوڑھا حاسا آدمی ہمارے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی انمول چلائی یہی ہے وہ سادھو بدروجن سے ہو کر اسے اردو میں لے اس کی بات سن کر بدروجن کو حکم دیا کہ اس سادھو کا خاتمہ کر دو اس سادھو نے کچھ بڑھ کر چھوک ماری تو وہاں بہت سے جن بھوت نمودار ہوئے پھر بدروجن اور بھوتوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں بدروجن جیت گئیں اور بھوت جان کی بازی ہار بیٹھے اچانک ایک ناگ رینگتا ہوا ہماری طرف آیا ہمارے قریب آ کر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی اسے دیکھتے ہی نایاب چلائی انمول میرے انمول دیکھو میں نے انہیں آواز دکر لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کی طرف دوڑی بدروجن اب سادھو کی جانب بڑھ رہی ہیں پوچھنے لے ان سے بچاؤ کے لیے آگ چاروں طرف پھینکی شروع کر دی جس سے کچھ بدروجن ہل کر خاک ہو گئیں ایک آگ کا گولا انمول کی طرف آیا اور اس نے انمول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا انمول جلنے لگا آہستہ آہستہ آگ نے اس کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیا نایاب اس کے قریب پہنچ چکی تھی نایاب نے اسے گلے سے لگ لیا اور چلائے ہوئے ہوئی انمول میں نہیں اسکیلے میرے نہیں دوں گی میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی میں تمہارے ساتھ مردوں کی آگ نے انمول کے ساتھ ساتھ نایاب کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بھی جلنے لگی یکدم ہی میرے آگ نے ان دونوں پر میوں کو جلا کر رکھ کر بدروجن نے سادھو کو پکڑ لیا تھا انہوں نے اسے بہت اٹھائی تک اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ مر گیا۔ ایک سنہی خیر اور خوفناک کہانی۔

دسمبر کی ایک سرد شام تھی میں اپنے بیٹے کے میز پر کھڑا تھا اور بدروجن تک پہنچے ہوئے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا مجھے ہر طرف برف ہی برف دکھائی دے رہی تھی برف کے علاوہ ان پہاڑوں پر کسی ذی روح کا نام نشان نہیں تھا اچانک میری نظر اپنے بیٹے کی طرف پڑتی ہوئی ایک بہت بڑے سانپ پر پڑی وہ سانپ مسلسل میرے بیٹے کے کینٹ کی طرف بڑھ رہا تھا اسے دیکھ کر خوف سے میرے رونکھے

ہاں یقیناً وہ اس سانپ کو مار دیں گے کیونکہ وہ بہت ہار اور انسان ہیں احسان بالا۔ احسان بالا میں نے احسان بالا کو آواز دی چکے ہیں انھوں میں سیز میوں سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دینا پھر ایک جاک احسان بالا سیز میوں سے نمودار ہوئے۔

کیا بات ہے آریاں تم کا بی گھرائے ہوئے نظر آ رہے ہو کیا ہوا ہے میں نے سانپ سے لگا ہوا کر احسان بالا کی طرف دیکھا اور کہا احسان بالا ایک بہت ہی بڑا سانپ ہمارے گھر میں داخل ہوئے والا ہے اگر وہ گھر میں داخل ہو گیا تو مجھے اور آپ کو مار دے گا ہمیں اسے اندر آنے سے پہلے ختم کرنا ہوگا آپ بہت ہی ہار اور انسان ہیں اور آپ کا نشانہ بھی بہت ہے اچھا ہے پلین میرے کمرے سے گن لے آئیں اور اس سانپ کو مار دیں میں اتنا کہ چپ ہو گیا تو احسان بالا بے کیاں ہے سانپ وہ گنٹ کے کمرے سے میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں چند لمبے پیلے وہ سانپ تھیں یہ کیا وہاں تو اب سانپ کا نام دشن بھی موجود ہیں تھا میں نے جھرا لے سے اس جگہ کے ارگرد دیکھا کہ سادہ ادھر ادھر ہو گیا ہو لیکن وہ کبھی نہیں تھا جاک سے وہ سانپ کیاں غائب ہو گیا میں سوچنے لگا مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آ رہی تھی احسان بالا جھرا لے سے میرے چہرے کو دیکھ رہے تھے اور کبھی اس جگہ کو دیکھ رہے تھے جہاں میں نے بتایا تھا کہ سانپ ہے آریاں بتا میرا خیال ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہے دیکھو ہاں تو کوئی سانپ نہیں ہے۔

احسان بالا نے کہا تو میں بولا میں اب ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس سانپ کو دیکھا تھا وہ رہتا ہوا ہمارے گھر کی طرف آ رہا تھا میں کا بی دریاں اس کو دیکھتا رہا آپ کے آنے پر میں نے اس سے نظر پٹائی تھی اور بار بار جب میں نے اس جگہ دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا پکڑ ہے نہ تو میں اسے وہم تصور کر سکتا ہوں اور نہ ہی آبادی سے ثابت کر سکتا ہوں میں جب ہو گیا یا کچھ دیر ہوئے کے بعد بولے چلو چلو وینا اس بات کو آؤ میں نے جانے

بنائی ہے چل کر جانے جتے ہیں میں بالا کے ساتھ کچھ میں چلا گیا میں دوں کے قتل کر چاہے لی اور کپ شپ میں مصروف ہو گئے اچانک میرے موہاں کی نیوان جی میں سے گنٹ کی چپ سے موہاں نکلا میری فیکٹری سے کال گئی میں نے کال انڈیکس کی دوسری طرف سے میٹر کی آواز سنائی لی اسلام ٹیکس میں سے جواب دیا وہ اسلام میں سے جواب دیا وہ بولا۔

آ کران صاحب کیا حال ہے آپ کا میں نے کہا بالکل ٹھیک ہو آپ کیسے ہیں اور خیریت تو سب اس وقت آپ نے کال کیوں کی میٹر بولا میں بھی ٹھیک ہوں کل ایک بہت اچھا ڈسٹرنٹ بینک ہے اس میں آپ کا ہونا بہت ہی ضروری ہے اس بینک میں ٹھکانڈ سے بہت بڑی ذیل ہونے کی توقع ہے اس ذیل سے فیکٹری کو بہت ناکہ ہوگا پلین اس کل میٹر جا میں اور اس بینک کو انڈیکس لیں دینے بھی بہت دوں سے آپ نے فیکٹری کا پکڑ نہیں لیا فیکٹری کا کچھ بھی لکھ گئے گا وہ چپ ہوگا اور میں نے کہا اؤ کہ میں کل جی آ جاؤں گا اتنا کہہ کر میں نے کال کاٹ دی۔

صبح آٹھ بجے میری آنکھ کھلی میں جلدی سے فیش ہو کر ناشتہ کر کے اپنی کار پر شہر کی طرف روانہ ہو گیا دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد میں شہر بیچا میں نے گاڑی کو اپنی فیکٹری کی طرف جانے والی سڑک پر ڈالا اور فیکٹری کی طرف بڑھنے لگا کچھ ہی دیر بعد میں فیکٹری میں گھنچا گیا سے پہلے میں اپنے آس پاس کی گاڑیوں کے بعد میں اپنے آس پاس کیا تھا اس کے کچھ عجیب ساگ رہا تھا کچھ دیر ریسٹ کرنے کے بعد میں نے فیکٹری کا چکر لگایا تھے میں بینک کا نام ہو گیا تھا میں نے بینک انڈیکس کی بینک کامیاب رہی کلائنڈز کے ساتھ کروڑوں کے ذیل سے ہوئی شام کے بعد میں نے واپس گھر کا سفر کیا اور پھر فیکٹری کے دفتر میں سے واپس آ کر بہت دور چلی جا چکی تھی رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا تھا میں نے کاسی رفتار بڑھا دی اور تیزی سے گھر کی

طرف بڑھتے گئے نہیں کیوں آج مجھے خوف محسوس ہو رہا تھا میرا دل گھبرا رہا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ کبھی مجھ پر بہت بڑھوئے والا ہے طرح طرح کے خیالات میرے دماغ کو بھار رہے تھے میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ میں خیریت سے گھر پہنچ جاؤں اور اپنی رفتار سے گزرتا چلا گیا میری کار ان پر فانی پہاڑوں میں داخل ہو گئی جن پر میرا گھر تھا اچانک میری کار کے سامنے بہت تیزی سے گئی عورت آگئی میں نے زوردار بریک لگائی کار کا تیز اور اچانک کود عورت بھی گئی اور ساتھ ساتھ میں سموت چنگا کی ٹیکہ کار گاڑی الٹ چلی تو یقیناً میری سموت واقع ہو گیا اچانک میرے دماغ کی کارات کے اس وقت عورت یہاں کیسے آئی یہاں تو دن کے وقت بھی کوئی نہیں آتا ہے یہ پہاڑ تو ویران ہیں یہاں صرف ایک میرا ہی گھر ہے جس میں احسان بالا اور میرا گاڑو رہتے ہیں میرے گھر کے علاوہ اس علاقے میں دور دور تک کوئی نہیں رہتا تھا تو پھر یہ عورت کہاں سے آ سکتی ہے کچھ دیر میں سوچوں میں کہم راجہ میری فیکٹری مسلسل عورت کی جانب میں وہ ایک بار پھر گھر میں آئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میری جانب بڑھنے لگی کار کی لائسنس کی روٹی اس کے چہرے پر دہی تھی وہ ایک بہت حسین لڑکی تھی جو دن دن وہ لگے بڑھ رہی تھی ایسا ایک رہا تھا۔ کاسی کی تصویر میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں میں وہ کار کے قریب پہنچ گئی چلی گئی اس نے کار کا اگلا دروازہ کھولا اور میرے ساتھ ساتھ ایسٹ پر آکر بیٹھ گئی میں نے اس کے چہرے کو گور سے دیکھا تو ایسا لگا کہ وہ انسان نہیں ہے کوئی پرہیز ہے وہ بہت ہی معصوم سی اور بہت ہی حسین لگی میں نے کہا آپ کون ہیں اور رات کے اس وقت اس پرانے میں کیا کر رہی ہیں میری بات سن کر وہ بولی آریاں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے میں اس کی زبان سے اپنا نام نہ کرنا ہوا اور آپ کا میرا نام کیسے جانتی ہیں اور میں آپ کی کیسے مدد کر سکتا ہوں

وہ بولی یہ ایک بیگمانی ہے تم گاڑی چلاؤ گھر جا کر تمہیں سب کچھ بتائی ہوں میں نے گاڑی کو تیز میں ڈالا اور آگے بڑھا دی۔ کچھ ہی دیر بعد ہم گھر پہنچ گئے تھے احسان بالا میرے ساتھ ایک ایسی لڑکی کو دیکھ کر حیران رہ گئے میں نے ان کی کوڑا رنگ دم میں بٹھایا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔

میں نے کہا بیگمانی اب تاہم میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں وہ لڑکی کچھ دیر چپ رہی پھر میں نے ایک ناگن ہوں کب تک۔ کیا کیا میرے منہ سے بے اختیار نکلا میں اس واقعہ ناگن ہوں ہم ناگنوں سے ملاجیت ہوتی ہے کچھ ہمارے عروساں جو جاتی ہے تو ہم اپنی مرضی سے جب کسی کو روپ اختیار کر سکتے ہیں جب ہم اپنی عروساں ہوتی تو میں نے یہ انسانی روپ اپنا لیا اب میں جب چاہوں ناگن بن سکتی ہوں اور جب چاہوں انسانی روپ میں آسکتی ہوں کل شام جو سانپ ہمیں دیکھائی دیا تھا وہ کوئی اور نہ تھا میں ہی میرے پاس بہت زیادہ طاقتیں ہیں میں جو چاہوں غائب ہو سکتی ہوں اور جب چاہوں نمودار ہو سکتی ہوں کل جسے ہم نے مجھے دیکھا تھا وہاں میں غائب ہو گئی کیونکہ اس وقت تمہارے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی اتنا کہ کروڑوں کی چپ ہوئی اور میں اس سے سرے پاؤں تک گور سے دیکھنے لگا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ لڑکی کچھ کہتی ہے یا پھر جھوٹ بول رہی ہے مجھے اس میں ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ واقعی ناگن ہے نہیں بلکہ ایک بیگمانی تھی میں اتنا کہنا کہ انسانی روپ میں کبھی اختیار کر سکتے ہیں میں نے اپنے دماغ سے تمام خیالات کو جھٹکا اور اس سے بولا میں کیسے یقین کر لوں کہ آپ ناگن ہو میں نے تو آج تک ایسا نہیں سنا کہ ناگن موہاں بعد انسانی روپ اختیار کر سکتے ہیں میرا خیال ہے آپ مجھ سے حرافی کر رہی ہیں میری بات نہ کر وہ بولی۔

نہیں میں کچھ کہہ رہی ہوں میں واقعی ناگن ہوں اگر ہمیں یقین نہیں ہے تو میں جیسے ناگن والی روپ اپنا کر دیکھائی دوں پھر ہمیں یقین آ جائے گا بال ٹھیک ہے

تم اپنا نامن والا روپ دکھاؤ میں نے کہا تو اس نے
آکھیں بند کر لیں وہ منہ میں کچھ پڑھنے کی اچانک اس
کی حالت تبدیل ہونے لگی وہ نامن بننے لگی چند ہی لمحوں
بعد وہ مکمل نامن میں تبدیل ہو گئی تھی۔

اپنے قریب ایک ناگن کو دیکھ کر میری سانس رکنے لگی خوف میرے پورے جسم میں سراپت کر گیا مجھے یوں لگنے لگا جیسے وہ مجھے دل سے لے گی اس نے اپنی آنکھیں مکمل لیں محسوس ہوا بار بار نہ مکھول کر زبان کو باہر نکالتی تو میں خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا تھا کالی درود اسی روپ میں سرری پھر گیا اس نے انا کو پ بولا خدو کر گیا اور ایک بار پھر انسانی شکل اختیار کر لی اس وقت لپٹیں اٹھ رہے تھے ناں اب بھی نہیں آیا ناگن نے کہا تو میں خوف پر ہنسنے لگا ہوا ہوتا ہوا بے ہوش ہوا ناں بالکل اب مجھے یقین آ گیا میرے کمر میں ناگن ہو لیکن تم نے ابھی تک مجھے نہیں بتایا کہ تمہارا مسئلہ کیا ہے اور میں تمہاری کیسے مدد کر سکتا ہوں اس نے ایک سانس تدارک کی اور بولی میں اپنے کزن ناگ کو بچپن سے بہت کچھ دیکھی تھی بہت پسند کرتا تھا ہم دونوں نے بچپن کا ایک ایک لوح ایک دوسرے کے ساتھ گزرا تھا ہم دونوں ایک دوسرے کے دیوانے تھے ہم دونوں کٹھنہ کھیلنے کو اپنے درمحل کی میر کرتے تھے ہمارا کہ ایک جنگل میں تھا تو گزرتا چاکا گیا اور ہم دونوں جوان ہوتے چلے گئے تھے جب جوان لڑکیوں میں سوسائے ہو جاتی ہیں تو کبھی کبھی مراد اختیار کر لیتے ہیں ہمیں بھی اس وقت کا کدت سے انتظار تھا جب ہم نے جوان ہو کر کسی اور روپ کو اپنا یا تھا میں نے اور میرے ناگ نے پہلی ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب ہم جوان ہو جائیں گے تو ہم انسانی روپ اپنا لینے کے اور پھر انسانی دنیا میں جا کر انسان کے ساتھ رہیں گے

ہماری انتظار کی گھڑیاں ایک دن ختم ہو گئیں ہم
دوئوں موسماں کے ہو گئے اور ہم دونوں نے انسانی روپ
پنایا امیرے ناگ نے اپنے آپ کو ایک خوبصورت لڑکا
بنالیا اور میں نے اپنے آپ کو ایک حسین لڑکی بنالیا ہم

دلوں انسان دینا میں آگے اور اسلام قبول کیا پھر ہم نے اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح کیا اور انسانی دنیا ہی میں رہے۔ لگے انسان بہت اچھے تھے وہ ہم سے بہت یاد رکھتے تھے ہم دونوں بہر خوش تھے لوگوں کو میں نے اپنا نام نیا باب اور ناگ نے اپنا نام عمول بنایا تھا ہم دونوں کالی عرصاں آبادی میں رہے ہم نے لوگوں پر یہ دیکھ کر نہیں ہونے دی کہ ہم انسان نہیں ہیں ایک دن ایک بار ہمیں تھا سنے اس نکلادہ بہت ہی طاقتور تھا اور مدد بھی تھا سنے اپنے جادو کے ذریعے یہ جانایا کہ ہم انسان نہیں ہیں ناگ میں اس نے جو کسے سمجھے اور ناگ کو قید کیا اور انہیں اسے ساتھ ایک ویران علاقے میں لے گیا اس ویرانے میں اس سارو کا فلسفہ بچھا دیا تھا وہاں کوئی بندہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں دھار سکتا تھا سنے مجھے اور عمول کو وہاں قید کیا ہم نے وہاں سے نکلنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ ایک دن سارو نے مجھے کہا کہ اگر میں اسے ہر قسم کی انسانی باتیں کہوں تو وہ مجھے اور میرے ناگ عمول کو آزاد کر دے گا میں نے اس سے پوچھا کہ وہ نسلی لاش کا کیا کرے گا۔

اس نے کہا کہ وہ ایک بہت ہی ہنسی حاصل کرنے کے لئے انکس لاشوں پر اکتاس دلوں کا چلے کرے گا انکس دلوں بعد جب اس کا چلے عمل جاتے گا تو وہ مجھے اور مول کو آزاد کرے گا میں نے کہا بات مان لی اور اسے ہر روز انکس لاش کرے گی انکس دلوں بعد جب اس کا چلے عمل کیا تو میں نے اسے کہا کہ مجھے اور انکس لاشوں کو آزاد کرے اس نے مجھے تو آزاد کر دیا لیکن انمول کو آزاد نہ کیا وہ آج بھی اس شیطان کی بازی قید میں ہے میں نے اسے آزاد کرنے کی ایک روش پیش کی لیکن ایک بار بھی مطالب نہیں ہو کر ہوں اگر تم میری مدد کرو تو انمول کو آزاد کرایا جاسکے گا ابتدا بہرہ وہ چپ ہو گئی میں نے اسے دیکھے چار باہن اس کے ایک بہت مجھے ایک ساتھی کی اس کہانی پر یقین کرنے والے

شخص کو پہلے تصور کیا جا سکتا تھا میں خود بھی کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے یا پھر جھوٹ بول رہی ہے وہ سچ کہہ رہی تھی کیونکہ حقیقت میں ایک ناگن ہی تھی اور وہ ناگن بن کر مجھے دکھائی چکی تھی میں نے سوچا اور اس نے کہا۔

میں انمول کو سادھو سے آزاد کرنے میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں تم نے بتایا کہ وہ سادھو بہت طاقتور ہے اس کے پاس جادوئی طاقتیں ہیں جبکہ میں تو ایک بہت معمولی سا انسان ہوں میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اتنا کہہ کر میں چپ ہو گیا خود وہ بولی اگر تم میرے ساتھ رہو کرو کہ تم میرے انمول کو آزاد کرو گے تو میں تمہیں ایک ایسا راز بتاؤں گی جس سے تم بہت طاقتور بن جاؤ گے اس سادھو کی طاقتیں تمہاری طاقتوں کے آگے بے بس ہو جائیں گی میں بولا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے انمول کو سادھو سے آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا تم مجھے وہ طریقہ بتا دو جس سے میں جادو کی طاقتیں حاصل کر سکتا ہوں نایاب کچھ دھو سونے کے بعد بولی میں اس سے بہت دور لے گیا پہاڑ میں پہاڑوں میں ایک ایک غار میں اسے غار میں دھو دھو میں بیٹھ گیا اس غار کے ہر ایک کونے تک ایک سادھو چلی ہو وہ جادوئی کتاب سے اس میں ایک ایسا مंत्र ہے جس کو جو بھی پڑھے گا غار میں قید بدرو میں اس کی غلام بن جائیں گے وہ درود میں بہت طاقتور ہیں اگر تم ان درودوں کو اپنا غلام بنالو تو تم دنیا کا ہر کام ان سے کر سکتے ہو میرے انمول کو سادھو بھی آزاد کر سکتے ہو لیکن اس کتاب کی پہچان بہت مشکل ہے اس کتاب پہنچنے کے لیے تمہیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گئی تو میں بولا۔ میں ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں میں ان بدردہوں کو اس غار سے آزاد کرانے کے ضرورت میں اپنی غلام بنالوں کا چاہے اس کے لیے مجھے موت کے منہ میں ہی کیوں نہ نہنا پڑے میری بات نہ کر وہ مسکرا دی اور بولی ٹھیک ہے میں ابھی جاتی ہوں کل میں دوبارہ آؤں

کہ تیار رہنا کبھی میری ہمت ان کے لیے ہماروں کی طرف
 سفر شروع کریں گے اب تم بھی جا کر سو جاؤ گد بانٹ
 نایاب ناکزنہ کے لیے کیا اور چلی گئی تھیں نے ایک کسی سارنہ
 اوروں سے لگا کر اس میں کچرلوں میں پڑ گیا ہوں اگر مجھے
 کچھ ہو گیا تو میرا ہو گا کچر خیال ایک میرے مرنے سے
 کسی کو کوئی غرق نہیں پڑے گا۔ اس دنیا میں تو دیے بھی
 میرا اپنا کیا نہیں ہے۔ اس بابا بچپن میں اس وقت سے چھوڑ
 کر اس دنیا سے چلا گئے تھے ان کی بات کے بعد مجھے
 احسان بابا نے پالا احسان بابا میرے بابا کے بڑے
 وقار دار طرز سے انھوں نے ہی بابا کی وفات کے بعد
 میری پرورش کی اور مجھے اپنے ہی بابا کی جیسی محسوس نہ
 ہونے دی میری طرح وہ بھی اس دنیا میں اپنے تھے وہ
 بچپن ہی سے تنہا ہی چند تھ میرا دل چاہتا تھا کہ کسی ایسی
 جگہ چلا جاؤں جہاں میرے علاوہ کوئی نہ ہو جب میں
 جہاں ہو گیا تو میں نے اپنے اس خواب کو حقیقت کے
 روپ میں ڈھالا آبادی سے بہت دور ان دیوان پھاؤں
 پر میں نے ایک خان بنایا جگہ جہاں اور بھی شہت ہو گیا
 اس خان کے باغیچے میں ساتواں گھر میں شہت ہو گیا اور
 ہمدردوں اور ایک سکون میری زندگی بسر کرنے لگے۔

میرے دماغ پر باغی کے ابھرتے ہوئے واقعات رک گئے اور میں ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا۔ آریان جینا آؤ کھانا کھو، ذمہ کھانے کی تکمیل پر تیار انتظار کر رہا ہوں احسان بابا کی، دوا سنائی دی میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور اسے روم میں جا کر سو گیا۔

[illegible]

کھڑے ہوئے بال قامت ڈھارسے تھے پیٹھیں کیوں
 وہ میرے دل میں اتڑی جا رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی
 کہ وہاں انسان نہیں ہے بلکہ ایک ناکن ہے اور وہ کہہ کر کہتا تھا
 پسند بھی کرتی ہے پسند کیوں مجھ اس سے پیار ہونے
 لگا تھا میں دونوں مسئلہ ان کا لے پھاڑوں کی طرف چلتے
 جا رہے تھے بار بار جھٹک جاتا تھا اور نایاب سے کہتا تھا
 کہ چوہہ دریا آرام کر لیتے ہیں لیکن وہ انکار کر دیتی اور کہتی تھی
 کہ اگر ہم یوں وہ قدم چلنے کے بعد آرام کرتے رہیں گے
 تو ہمیں کالے پھاریوں تک پہنچنے میں بہت دن لگ
 جائیں گے۔

آریاں ان نہیں جانتے جو کہ میں نے انمول سے
 ملنے کے لیے کتنی بے چین ہوں انمول سے جدائی کا ایک
 ایک لمحہ میرے لیے ایک ایک صدی کے برابر ہے اگر وہ
 زیادہ عرصہ مجھ سے دور رہا تو میں تو پت پت کر جاؤں
 گی پلیز آریاں تیرے چلو تاکہ میرا جلد از جلد ان کا لے
 پھاڑوں تک پہنچ جاؤں اور پھر بد رفتاروں کو غلام بنانا کہ
 بیکار دے تم میرے انمول کو اس اور کوئی کیوں نہ رہا
 دلدادہ تیرا درد پر کیوں نہ بہت برا احسان ہوگا اس کے
 ساتھ ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی اس کے دل
 میں انمول کے لیے بے جا محبت و دلچسپی میرا دل لٹ
 جاتا تھا میں اسے بتاتا چاہتا کہ میں اس سے پیار
 کرتا ہوں اور میری اس کا پتے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں لیکن
 میں اس سے یہ سب کہہ نہیں پاتا تھا تو نہ رتا نہ جانا تھا
 ہمیں ہل آگے یہ آگے بڑھتے جا رہے تھے ہم نے اپنا ہاتھ
 ہم سے پھاڑوں کو بہت پیچھے چھوڑ چکے تھے جن پر میرا گھر
 تھا اب ہم ایک دیران جنگل میں سے گزر رہے تھے جہاں
 ہر طرف اداسی ہی اداسی تھی بہت عجیب بات تھی کہ اس
 جنگل میں تو کوئی جانور تھا تو نہ کوئی پرندہ تھا ہر طرف
 دیرانی کا خاموشی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

ایک چاک بنارے سامنے ایک ہمایا کی شکل والی
 چیل ظاہر ہوئی اس کا سر گنچا تھا تھے پر ایک آنکھیں تاک
 اور کانوں کا اس کے چہرے پر نام نہان نہیں تھا اس کا
 چہرہ کالا اور بھرا ہوا تھا اس کو دیکھ کر میرے جسم میں

کچھ گھاری ہوئی تھی اس نے اچانک منگولہ جاس سے
 آگے کا گولہ لکڑی اور میری طرف بڑھنے لگے تاہم موت کو
 اسے قریب دیکھ کر مجھے انمول کے سامنے تارے ناچنے
 ہوئے دکھائی دینے اور میں ہوش و حواس کی دنیا سے بھاگنے
 ہوتا چلا گیا جب ہوش آ تو میں اسی دیران جنگل میں تھا
 نایاب میرے پاس پہنچی ہوئی تھی اور پناہ گیری نظروں
 مجھے دیکھ رہی تھی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں زندہ
 کیسے ہوں اس آگ سے جل کر مجھے مر جانا چاہیے تھا پھر
 مجھے زندہ کیسے آگ سے میں سوچوں میں تھا کہ نایاب
 کی آواز سنائی دی غم سے آریاں مجھیں ہوش آ گیا ہے
 پورے پانچ گھنٹوں سے جنھیں ہوش میں لانے کی کوشش
 کر رہی ہوں لیکن تم نے خوف کو اپنے اوپر اتارنا زیادہ سوار
 کر لیا تھا کہ ہوش میں لانے کا تم ہی نہیں لے رہے تھے
 چلو اب جلدی سے کھانا کھا لو پھر دم دوبارہ سے اپنا سفر
 شروع کریں گے میں نے اس کی طرف دیکھا اور دیکھا تو سب
 زندہ کیسے ہوئی وہ آگ کا گولہ کہاں گیا تھا تو سب تک
 اس آگ سے جل کر راکھ بن جانا چاہیے تھا پھر میں نے
 کیسے کیا وہ مکر لے ہوئے ہوئی۔

اورے پچھلے جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں
 جنھیں دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی میں نے
 ہی نہیں اس آگ سے بچایا تھا اور اس پر خیر و خیر قسم
 کر رہا ہے جس نے تمہاری طرف آگ سے بچاؤ نہیں
 ہو کر گیا ہوئی یہ چل کھلا پھر میں اپنی منزل کی جانب
 دوبارہ سفر شروع کریں گے اس نے مجھے بے جنگی چل
 دینے جن سے میں نے اپنی ہوگئی مانی اور ہم اپنی منزل
 کی طرف چل رہے ہوں غریب ہونے کے قریب تھا
 ہم بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے ہم جانتے تھے کہ
 سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ہم اس خوفناک جنگل
 سے باہر نکل جائیں گی پھر ہی اور بعد سورج غروب ہو گیا ہم
 ابھی تک اس جنگل سے باہر نکلے پائے نہ کرنا وہ
 میں چلنا دشوار تھا اس لیے ہم نے رات اسی جنگل
 میں گزارنے کا ارادہ کیا ہم نے ٹکڑیاں اکٹھی کر کے آگے
 جلائی اور اس کے گرد بیچے گئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ

خونفک ڈانچسٹ

نایاب سے اپنے دل کی بات کہہ دوں پھر میں نے ایسا ہی
 کیا اس سے کہہ دیا کہ میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں میرا
 جی چاہتا ہے کہ ہم ہمیشہ میرے پاس بیٹھی رہا اور میں مجھیں
 نیکتا رہوں اسی طرح میری ساری زندگی گزارنے میری
 بات کن نایاب سگرا دی اور ہوئی۔

آریاں جانتے جو ہوش و حواس سے پیار کرتی ہوں
 اس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں میں سوچ نہیں
 سکتی بہت ہی زندگی میں صرف ایک ہی روکا جاتا ہے
 اور میری زندگی میں وہ مرد آچکا ہے اب کسی اور کی میری
 زندگی میں آئے گی تمہاں نہیں ہے ہوا روپے بھی تم ایک
 انسان ہو اور میں ایک زہریلی ناکن ہوں انسان
 اور ماں کا ملامت کیسے ہو سکتا ہے تم اپنے داغ سے اس
 خیال کو نکال دو کہ جنگل میں مجھے حاصل نہیں کر سکتے
 جب ہوئی آگ سے میرے دل پر بیرون کی طرح
 لگیں جن سے میرا درشتی زکی ہو گیا میں نے زندگی میں
 پہلی بار پیار کیا تھا زندگی میں پہلی بار میرا دل کسی کے لیے
 دھڑکا تھا لیکن اس کی باتوں نے تو میرے سارے سینے
 توڑ دیئے تھے میرے دل کی دھڑکن کو روک دیا تھا وقت
 گزرتا رہا اس کی باتیں میرے داغ میں گر کر رہ گئی
 رہیں مجھے کتنی ہی دیریں اس کی کہی ہوئی باتوں کو سوچ
 سوچ کر خون جگر جلتا رہا پھر میں نے غم کی آواز میں دہن
 کے قریب ہی ہو گیا سوچ میری آنکھ نایاب کے
 چہرے پر کھلی میں نے جنگی چلوں سے ناشیلا اور نایاب
 کے ساتھ منزل کی جانب چلنا اور پھر دو گھنٹوں کے
 مسلسل سفر کے بعد وہ دیران جنگل ختم ہو گیا اور ہم ایک
 سرسبز و شاداب علاقے میں داخل ہو گئے یہ علاقہ بہت ہی
 خوبصورت تھا وہاں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے
 تھے جو خاصہ قدرت سے بنے ہوئے اور ان میں مسئلہ ان
 کا لے پھاڑوں کی جانب چلتے رہے جہاں وہ بد رفتاریں
 قید تھیں۔

اچانک ایک بہت بڑا اجوت ہمارے سامنے
 نمودار ہوا اس نے بھاگ کر مجھے پکڑ لیا میں اس کے
 بڑے بڑے ہاتھوں میں توپنے لگا اس نے مجھے اوپر

دیوانی ناکن

افعال اور پھر زور سے زمین پر پٹخ دیا مجھے اپنے جسم کی
 ٹڈیاں لٹکتی ہوئی تھیں میرا اور جسم کھٹکے گا اور میری
 ٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں ٹھٹھیں
 اس سے پہلے کہ وہ مجھے اٹھا ایک ناکن نے اسے ڈس لیا
 ناکن کے ڈسے ہی وہ مجھوت ہوئے لگا اور پھر پانی کی کرن
 زمین میں جذب ہو گیا اس ناکن نے اپنا روپ بدلنا
 شروع کر دیا اور کچھ ہی دیر میں اس نے انسانی شکل
 اختیار کر لی وہ کوئی اور نہ تھا بلکہ نایاب کی اس نے بھاگ
 کر مجھے اٹھا یا اور سے میں اس کی ہلکے کار اور نایاب نے
 کچھ بڑھ کر مجھ پر چھوٹ کر ناری تو میرا درد ختم ہو گیا اور ہم
 ایک بار پھر اپنی منزل کی جانب گھڑن ہو گئے ابھی ہم
 تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ایک خوفناک ڈانچا نایاب کے
 روٹے کا بچہ آ کر میری گردن کے ساتھ جھپٹ گیا اس کے
 روٹے کا میری گردن میں قس قس گئے اور میری گردن
 سے خون نکلنے لگا میں ایک بار پھر روڑی وہ بے چین لگا
 نایاب بھی میری یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی وہ کچھ
 بڑھ کر اس پٹے پر چھوٹ کر ناکن کے ساتھ لپٹ گیا اس کی
 چھوٹوں کا اس پٹے پر کوئی اثر نہ ہوا میری گردن سے سینے
 والا خون سے میرے پٹے سرخ ہو گئے تھے مجھ پر
 ٹھوڈی گھاری ہو گئی تھی اچانک میرے داغ میں آ گیا
 کہ آیت الہی بڑھتا ہوں اس سے شاید وہ چنچہ میری
 گردن چھوڑ دے پھر میں نے ایسا ہی کیا اور کوئی اور بھی
 میں آیت الہی بڑھتے ہی کچھ میری توجہ کے میں غماظ
 لگا وہ پیچھے بڑھ کر گردن کو چھوڑ کر ہوا میں کھل ہو گیا اور پھر
 دیکھنے ہی دیکھنے نظروں سے اوجھل ہو گیا میں نے ایک
 سکون کی سانس لی۔

میری گردن سے خون ابھی تک نکل رہا تھا نایاب
 نے اپنے ڈسے پٹے کو چھڑا اور اس سے میری گردن
 پر پٹی کر دی جس کی وجہ سے میری گردن سے خون نہ نکلنا
 ہو گیا اور ہم ایک بار پھر سے اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے
 موت کے راستے پر چل پڑے نایاب بہت پریشان ہو گیا
 بار بار مجھ سے پوچھتی تھی کہ مجھے زیادہ تکلیف تو نہیں
 ہو رہی ہیں اس کی بات پر سرکرا دیتا اور کہتا نہیں لگتی مجھے

خونفک ڈانچسٹ

بالکل بھی تکلیف نہی ہو رہی میں تو بہت سکون میں ہوں
میری روح خوش ہے یہ جسمانی تکلیفیں مجھ کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتیں میری روح پر سکون ہے کہ میں اپنے پیار کی
خاطر یہ تکلیفیں برداشت کر رہا ہوں اگر اپنے پیار کی خاطر
مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑی تو میں اس سے بھی
درخشاں نہیں کروں گا میں اپنے پیار کو بھی نہیں ہر صورت
میں خوش و یگنا چاہتا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ میری اسی وقت
خوش ہو کہ جب تمہارا مول نہیں مل جائے گا میرا تم سے
وعدہ ہے کہ تمہارے مول کو ہر صورت میں تم سے ملانا
گا وقت گزارتا رہا تھا۔

سورج بڑی تیزی سے سفری پہاڑوں کی جانب
بڑھ رہا تھا شاید ہماری طرح وہ بھی جلد از جلد اپنی منزل
تک پہنچنا چاہتا تھا ہماری رفتار بھی کچھ کم نہ تھی مگر وہ روٹنے
کی پیڑھے سے چل رہے تھے میں اور نایاب چاہتے تھے کہ
جلد از جلد ہم ان کا لے پہاڑوں تک پہنچ جائیں جن میں
پروہیں قید ہیں نایاب کو اپنے پریمی سے ملنے کی جتنی
تنگی اور میں بھی وہی چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد انمول سے
مل جائے کیونکہ وہ انمول کے لیے بہت اداس تھی اور مجھ
سے اس کی اداسی برداشت نہیں ہو رہی تھی سورج
غروب ہونے کے قریب تھا کہ میری بہت دور کا لے
پہاڑوں دکھائی دیے انہیں دیکھ کر نایاب کی خوشی سے بیچ لگا
گئی اور میں بھی خوش ہو گیا میں نے اپنی رفتار مزید تیز
کر دی تاکہ میرے سورج غروب ہونے سے پہلے ان
پہاڑوں تک پہنچ جائیں کچھ ہی دیر میں میں ان پہاڑوں
کے قریب پہنچے کچھ گھر ہم اس خاکو کو تلاش کرنے لگے جس
میں بدروہیں قید تھیں اور اس غار کے باہر وہ کتاب تھی
جس سے ان بدروہوں کو غلام بنایا جاسکتا تھا جلد ہی
میں وہ غار میں گئی اور کتاب بھی لے کر نایاب نے مجھ سے
کہا کہ میں وہ کتاب اٹھاؤں اور ستر کو پڑھ کر بدروہوں کو
اپنا غلام بنالوں میں نے اس سے کہا۔

وہ خود اس کتاب سے ستر پڑھ کر بدروہوں کو اپنا
غلام کیوں نہیں بناتی تو وہ سگری اور بولی اگر میں ایسا
کر سکتی تو تمہیں اتنی تکلیف دیتی جو مجھے کوئی شوق نہیں

تھا تمہیں اسنے دو لائے کہ اور اتنی اذیتوں سے گزارنے
کا اس کتاب میں جو ستر لکھا ہوا ہے اسے صرف کوئی
انسان ہی پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اور غفلتوں کی ستر کو پڑھے
گی تو وہ جل کر راکھ بن جائے گی اچھا تم جلدی سے اس
کتاب کو اٹھاؤ اور ستر کو پڑھ کر بدروہوں کو غلام بنالو پھر
ہم اس سارو کی طرف چلتے ہیں جس سے میرے انمول کو
قید کر رکھا ہے میں نے وہ کتاب اٹھائی اور اسے کھولا اس
میں پڑھنے والے صوفیوں اور بدروہوں کو لکھ کر میرے سامنے
جمع ہو گئے اس سب سے غلاموں کی طرح اپنے
سر جھکائے ہوئے تھے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے
اور نایاب کو اس سارو کے پاس لے چلیں جس نے
انمول کو قید کر رکھا تھا وہ ہمیں لے لڑیں اور ایک صحرا
میں لے جا کر اتار دیا اچانک ایک بوڑھا سا آدمی
ہمارے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی انمول چلائی یہی
سہ وہ سارو بدروہوں سے ہو کر اسے مار دیں جس سے
اس کی بات نہ کر بدروہوں کو کھڑا کیا اس سارو کا خاتمہ
کر دو اس سارو نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو

وہاں بہت سے جن بھوت نمودار ہوئے پھر بدروہوں
اور بھوتوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں
بدروہیں جیت گئے اور بھوت بھی بازی ہار بیٹھے۔
اچانک ایک منظر دکھایا ہوا ہماری طرف آیا
ہمارے قریب آکر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی اسے
دیکھتے ہی نایاب چلائی انمول میرے انمول دیکھو
میں نے نہیں آزاد کر لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کی
طرف دوڑی بدروہیں اب سارو کی جانب بڑھ رہی تھیں
پوڑنے نے ان سے بچاؤ کے لیے آگ چاڑھوں طرف
پھینک دی شروع کر دی جس سے کچھ بدروہیں جل کر خاک
ہو گئیں ایک آگ کا گولا انمول کی طرف آیا اور اس نے
انمول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا انمول جلنے لگا آہستہ آہستہ
آگ نے اس کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیا نایاب اس
کے قریب پہنچ چکی تھی نایاب نے اسے گلے سے لگا لیا
اور چلائے ہوئے بولی انمول میں تمہیں اکیلے مرنے
نہیں دوں گی میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی میں تمہارے

ساتھ مردوں کی آگ نے انمول کے ساتھ ساتھ ماحد باب کو
بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بھی جلنے لگا کچھ ہی دیر
میں آگ نے ان دونوں پر یوں کو جلا کر راکھ کر دیا
بدروہوں نے سارو کو پکڑ لیا تھا انہوں نے اسے بہت
اونچائی تک اٹھا کر زمین پر پھینکا جس سے اس کی ہڈیاں
ٹوٹ گئیں اور وہ سرگیا میں نے بدروہوں کو حکم دیا کہ وہ
وہاں سے میرے گھر پہنچا دیں انہوں نے مجھے گھر پہنچا دیا
اس وقت کوئی برس گزر چکے ہیں جب میں گھر آئے
دائے کی یاد آتی ہے تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے
ہیں اور میرا دل ٹپکنے ہوا جائے کہ میں کس تو دور پر یوں کو
ملانے کے لیے گیا تھا لیکن وہ تو اپنی زندگیوں سے بچڑ
گئے۔

قارئین کرام یہ کہانی مجھ ایک بزرگ نے سنائی تھی
جب میں اپنے دوستوں کیساتھ ان دیوان پہاڑوں پر گیا
تھا جن پر اس کا گھر تھا یہ کہانی بالکل سچی ہے اگر کسی
کو یقین نہ آئے تو وہ ان پہاڑوں پر جا کر بزرگ سے مل
سکتا ہے۔



غزل

بہاؤ کی نہی نہیں دیکھیں صحرا بھی نہیں دیکھا
مذہب نہ جھوٹے رہے نہ بھی نہیں دیکھا
رہے حاش ملوں میں غنیمتوں کو نہیں دیکھا
اس زندگی میں غنیمتوں کا ستارہ بھی نہیں دیکھا
کسی اچے کو ڈونڈنے لگے سے سورج کی چھاؤں میں
سر پہ جو کسی اپنے کا سایہ بھی نہیں دیکھا
لوگوں نے مجھے کر دیا جس کے لئے بدنام
اس شخص کا میں نے آج چہرہ بھی نہیں دیکھا
کیوں مجھ پر ہے ادا داری ملن لوٹ جا کر
تو نے دنیا میں پیاسا کیسی نہیں دیکھا



مشکور کران۔ چٹکی

غزل

تیری جھولی جیت سے اب نہ موز لیا میں نے
تیری اس غلام دنیا سے قطع توڑ لیا میں نے
جھٹکا ہے تو میں تیرے اب میں تو کسکیں ہوں
نہیں چاہئے لکڑی زندگی اب یہ سوچ لیا میں نے
غالی کاغذوں سے ہماری زندگی کی یہ ڈھری ہے
لکھا نہ الجھناوت تو نے مٹھی اپھا لیا میں نے
نہیں ہے درد جیت کا تیرے بچر سے بیٹے میں
جو تیرا نام لکھتا تھا قلم ہی توڑ دیا میں نے
آ کر نہ دیکھا نہ قبر پہ جب مٹھی بند ہو جاؤں
گر ان آنکھوں سے تیرا پہنچا دیکھا چھوڑ دیا میں نے
مشکور کران۔ چٹکی



غزل

اجڑے ہوئے گھر کو آ کر بنا دیا اس نے
بچوں سے تھا دھڑان مہکا دیا اس نے
دیکھیں گے کبھی خوشیاں اس نکش میں تھے
آ کے ساری الجھنوں کو مٹا دیا اس نے
آیا نہ کوئی بھول کر دلیہ پر میری
دیوان گھر کو جنت بنا دیا اس نے
چھڑے گئے کبھی کسی کو موت نہیں آتی
نہ آئینہ بھی کھول کر دیکھا دیا اس نے
اب چہا دوا گے دنیا کے ڈر سے ہم
ہماری غفلت میں اب بول کر بنا دیا اس نے
برسوں بعد آ کر جب لپٹا گلے سے وہ
خون رنکھی رو دیا اور دل کو رلا دیا اس نے



مشکور کران۔ چٹکی

خونی تتلیاں

-- تحریر: ربانی خان -- پشاور --

جیتو میری بات انو تم آج سے آزاد ہونے دےں چلی جاؤ کہہ تاکہ کیونکہ وہ لوگ یہاں جیتنے والے ہیں جیتنے کی خوشنہی میں مبتلا ہیں کہ آج وہ ہمیں شکست سے دو چار کریں گے میں یہ خوفناک طاقت یہاں ان کے جیتنے کی ان پر استہلال کروں گی جیتو کے آنکھوں میں آنسو آگئے چلی جاؤ میں کہتی ہوں جاؤ گیت چلائی نہیں گیت نہیں میں تمہارے ساتھ مردوں کی جیتیم فشنل میں وقت میں ضائع نہ کر دوں جو نہیں کہہ رہی ہوں وہی کرو درد میں نہیں سمجھی صاف نہیں کروں گی گیت سے جیتو سے کہا ٹھیک ہے گیت میں جاری ہوں مگر میں نہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی اور اپنی اگلی تلوں کو تمہاری کہانی ضرور سناؤں گی کیونکہ کہہ تاکہ کے بچے بہادر انسانوں کی کہانیاں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں جیتو کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ گیت کے گلے لگ گئی اس کے بعد جیتو وہاں سے غائب ہوئی اس کے جانے کے کچھ ہی بعد اچانک سونا گندیش اور فراعہ کے ساتھ گیت کے گھر پر نمودار ہو گئے اور ہر چیز کو آگ لگا دی گیت نے ششے کے صندوق کو کھولا اور وہ ہیرا فرش پر زور سے بار بار دھو بہرنے کے ٹوٹے ہی پورے گھر میں دھواں بھرا کیا سونا گندیش اور فراعہ بے باک جیتو کے گلے اور گیت کے آہنے سامنے نمودار ہو گئے اس دعوں نے آتش فشاں کے لا کے کی شکل اختیار کی اور آگ سے تپتی ہوئی ایک جیسی پلاسٹک لاڈ سے پٹی سونا اور اس کے سامنے جیتو کے گھر پر تھوڑے سا کوکھ کر کر کر پائے سے بلائے اپنے ایک ہاتھ میں گندیش کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں فراعہ کو اور دونوں کو بیک وقت اپنے منہ میں ڈال لیا اور یوگتا مت بلا سوا کی طرف ہر کی آنکھیں سے سونا کی جلک کا پڑی پڑی آگ اور سونا ایک دم اپنے ہوئی گیت تیراں رہ گئی مگر بلائے اس کا کیا کمال کر دکھایا کہ غائب سونا آگ کے شعلوں میں جھلتی ہوئی نظر آنے لگی اور اس کی جھپٹیں زمین کو بلائے لگیں اس خوفی بلائے اگلے لمبے اپنے منہ سے آگ کا لاوا اگل دیا اور اس لاوا نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا گیت کے بال آگ کی شدت سے جل گئے تھے اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی آگ کی لپیٹ میں آئی مگر تیرت اخیر طور پر وہ ہر سکون کوڑی تھی کچھ گھنٹوں کے بعد وہ بلا غائب ہو گئی اور تمام آگ بجھ گئی اس کھنڈر مکان میں دوڑا جانے پڑے ہوئے تھے جو آگ کی شدت سے سیاہ پڑ چکے تھے۔ ایک سسٹنی نیر اور خوفناک کہانی۔

شام کے گھر سے سامنے پھیل رہے تھے سونے کی طرف دیکھا ابھی بارون نظر آ رہا تھا اور ابھی اس کی بازار میں کافی گہما گہمی تھی سڑک کے اطراف میں روڈ لائٹس ابھی تک روشن تھیں غالباً روڈ لائٹس شام ہونے سے پہلے پہلے روشن کر دی جاتی ہے اچانک ایک تنگ و تاریک سسٹنی سے روڈ لائٹس پر ٹکری دوڑوں فٹ ہاتھ پر چلنے لگی کچھ دیر کے بعد ایک کالی گاڑی ان کے سامنے



مٹی۔

گیت ہم کہاں جا رہے ہیں گیت ڈراما ٹیک کر رہی ہے اسے کچھ مت پوچھو کیونکہ جب گیت ڈراما ٹیک کرتی ہے تو کوئی بھی بات بتائیں گے گیت جیڑی بات سن کر صرف ہلکا کر دیتی جیڑو ایسے آج تم غصہ ڈھاری ہو شوش نے نیچے ہونٹ پر کاٹ کر کہا کہ تم شوش بھی پیاری لک رہی ہو دے دینے گیت ہم سے زیادہ پیاری لک رہی ہے جیڑو نے چٹکارا کیا جیڑو گردو فضول بگواس اور میرا ہی غور سے سنو شوش اور جیڑو کو جیت کے کی جھٹکے لگے۔

آج گیت نے دونوں کو چپ کر لیا تھا اور غیر معمولی طور پر بولنے لگی تھی دونوں میری بات غور سے سنو میں دونوں کو پانی دے پر چھوڑ دوں گی وہاں پر زندگی جنگل میں ایک آدمی کا وہ دونوں کو ملے گا وہ نہایت ہی نر زیل اور شاطر ہے وہ ہم کو لوگوں کا کدو ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ تم دونوں کا مارنے کی کوشش بھی کرے وہ بھی جنگل میں جا دو دیکھ رہا ہے کہ رات اس نے مجھے مارنے کی بھرپور کوشش کی مگر میں نے اسے ناکام بنا دیا کیونکہ مجھ میں بھی کئی قدرتی اور جادوئی طاقتیں موجود ہیں پانی دے دے کہ قریب بنے ہوئے جنگل میں وہ اولوی طرح درخت سے بھی لوگوں پر حملہ کرنا ہے اور اس کی ایک خاصیت ہے یہی ہے کہ وہ اونچے درخت پر سے چڑھا کر ہی طرح لٹا لٹکا ہے تم دونوں میری خاص طاقتیں ہوں گے خیاں شاطر کے خلاف تم دونوں کو بچ رہی ہوں تم دونوں یاد رکھا کہ تم انسان نہیں ہو بلکہ انسانی لیا دے میں کچھ اور بودو دونوں کی بوٹ کی طرح صرف سر ہلکا کر رہیں کیونکہ گیت ٹھیک کہہ رہی تھی وہ دونوں انسان نہ تھے بلکہ غیر مرئی مخلوق کی جو گیت کے غلامی میں کی اور بائبل اور انسان جیسی زندگی گزار رہی تھی گیت کے ہزاروں دشمن بنے تھے ہر آج تک کسی نے بھی گیت کو نقصان نہیں پہنچا تھا

گیت پشیمین خاں کی چیز تھی مگر وہ ہمیشہ ایک

ماؤرن اور بے جاک سید نظر آتی تھی اس کے لاکھوں عاشق تھے جن میں سینکڑوں کو گیت نے خود مرثیہ لکھا تھا اور ہزاروں کو جیڑو اور شوش سے مر دیا تھا چنانچہ کئی دے پر گاڑی جھکے سے رگ مٹی گاڑی کا دروازہ کھولے بغیر وہ دونوں ہوا کی طرح گاڑی سے باہر نکل جیتا اور شوش تم دونوں سیدھی اس جنگل میں جا دو غیبت تم دونوں پر حملہ ضرور کرے گا مگر تم جیڑو چورنا مٹا۔

گیت اس غیبت کو تم سے کیا دوشی ہو گی اور پھر وہ تمہارے جان کا دشمن بن گیا گیت بھی بغیر دروازہ کھولے گا ڈی سے نکل آئی گیت نے مسکراتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر یوں ایک پہیلے میری زندگی میں خیاں آ گیا خوبصورت شاواہ چہرے کا مالک ہم دونوں راتوں لوک ڈرائیو پر نکل جاتے محبت کے ترانے لگے اور زندگی کو خوبصورت اور ہر وقت بنانے کے لیے ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں لگتی بار اپنی طاقتوں کا استعمال کیا کہ خیاں کے بارے میں جان سکوں مگر مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا تھا میں بالکل ہوشیاری میں لوگوں کے اندر باہر سے معلوم کر رہی ہوں مگر خیاں کے سامنے میں نے بس وہی ہوشیاری نہیں تو پتہ ہے کہ میں سینکڑوں لوگوں کا خون چتی ہوں مگر تمہی ان دن میرت ہوئی جب خیاں نے میرے بازو میں اپنے دانت گاڑ دیے اور میرا خون پیامیر سے دل کا ٹیک اس دن سے یقین میں بدل گیا کہ ضرور اس آدمی میں کچھ نہ کچھ گرہ ہے یہ مگر میں نے اس کے ان سے عمل بدلے لیا جا دو کے کئی اداراس پر کر دیے اور اسے بے ہوش کر دیا اور اس کی شاہ رگ میں اپنے دانت گاڑ دیے مگر ٹھیکے یہ دیکھ کر تخت جیت ہوئی کہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا وہ بدصورت اور بد شکل چہرے کا مالک ہے اور انسان کے روپ میں کوئی اور دنیا کی مخلوق ہے میں تو اسی وقت اسے مار ڈالتی مگر اس غیبت کی قسمت ابھی کسی اس کے پیچھے سونا آگئی اور مرنے سے مجھے روک لیا میں سونا کبھی مار

خونفا کا ڈانچٹ

دینی مگر اس نے مجھے بے بس کر دیا اور خیاں کو ملے کر غائب پھر میں نے ایک مکمل عمل کیا اور میرا عمل دودن پہلے ختم ہوا اور مجھے خیاں کے ٹھکانے کا علم ہوا مگر مکمل رات اس نے میرا لکھری جلا ڈالا اور مجھے مارنے کی کارنامہ کشی اور وہ ایک خوفزہ بنی نکلا وہ کوئی خوفناک دھماکا بھوت ہے دراصل اس میں کی غیر معمولی طاقتیں ہیں اور وہ ہماری دشمن سونا کا خاص بندہ ہے گیت نے خاموشی ہو کر دونوں کی طرف دیکھا گیت ہم تیار ہیں۔

آپ گاڑی آگے بڑھائیں ٹھیک ہے تم دونوں اس بھوت کو تلاش کرو میں کچھ دیر کے بعد آئی ہوں گیت اسی طرح بنا دروازہ کھولے گا ڈی میں داخل ہوئی اور فرائے بھرتی کی تیز رفتار دی سے آگے بڑھ گئی۔ جیڑو اور شوش نے فوری طور پر ایک دوسرے کو دیکھا تم اپنا سونا خون بندہ کرو میں نے اپنا ہند کر دیا ہے جیڑو نے شوش سے کہا ٹھیک ہے بندہ کر دیا اب دونوں آگے بڑھ گئیں جیڑو تمہاری نظریں بند تھیں تیرے تیرے چاروں طرف کبری نظریں رہا تھا اور بالکل کی ہوشیاری بھی نکاح نہیں ہوئی چارے رات کے سامنے پھیل چکے تھے اور جنگل میں کبری تاری کا رانج تھا جنگل میں اکثر کوئی پتہ بھی ہوتا تو بندے کا دل دھڑک کر قتل میں جا پاتا ہے گیت بھی ناں۔ روز روزی تیری دشمنیاں پالنی رہتی ہے خیر دیکھا گے گا جاؤ آگے چلیں۔

اجاک جنگل میں ایک ایک نمودار ہوئی وہ کچھ نمودار ہوئی تو جنگل میں بالکی رنگ کی روشنی پھیل گئی اس نے اوپر درختوں کے کٹے جھنڈ میں دیکھا تو اس لڑکی کو ایک لڑکا لڑکا دیا وہ لڑکی جس کے کندھوں پر دو عدد سینگ لٹے ہوئے تھے اور اس کے بال نیچے کی جانب کھڑے ہوئے تھے اس کا چہرہ بدصورت تھا اور وہ جنگل میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اس نے درخت کو چھوڑ دیا اور اس کے لئے سونا لڑکی کے سامنے کھڑا تھا قتل تم سونا کہاں ہیں قتل کے بال ٹھنوں تک

خونیاں تھیں

تھے اور وہ خوبصورت چمکے لاس میں لمبوس تھی اس نے شروع کر لیا ایک آپ کا تھا اور وہ اس کی سیاہ لمبی پلکیں چہرے پر مزید خوبصورت پیدا کر رہی تھیں قتل میں اس کی طرف دیکھا اور یوں نکل گئی گیت کی وہ دونوں چچکائی سے تعاقب میں جنگل میں داخل ہو گئی ہیں ہوا کی مکمل میں صرف گیت اس نے نہیں آسکی اور اس نے مجھے سچ دیا وہ دونوں طاقتور ہے اور نہیں ڈھونڈنے کے لیے جنگل میں داخل ہو چکی تھیں وہ خیاں کھڑی تھی مگر ان کو آپ مکمل پتہ چل چکا ہے کہ تم خیاں نہیں گدیش ہو اور ان کے دشمن سونا کے سامنے ہو گیت پانی دے۔ بے پر کلکل میں ہے اور اب تم نے چو کا رہنا ہے کیونکہ عداوت بنا کر نہیں آتا گدیش ہے جب قتل کی باتیں توی وہ بری طرح غصے سے لال بچلا ہو گیا اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئی اس نے پورے جنگل میں اور گرد دیکھا تو اسے پورا جنگل دیکھائی دیا اور وہ درجہ بہت دور تھیں دودھ دے بھی دکھائی دینے جو کہ جنگل کے حدود کو جوہر کر چکے تھے اور ان دونوں کی سمت کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے اس کی ہماری طرف آ رہی ہیں اور وہ طاقت کے نشے میں مست ہیں گدیش تم خود کو درخت جھانساں تمہارے ساتھ ہوں اور اب مگر دوشی پر بچے تو ہوسکتا ہے کہ نہ ابھی ہماری مدد کے لیے آجائے فزودہ دونوں اسی سمت آ رہی ہیں میں ان کو زیر کرنے کے لیے چلے سے کوئی چال تیار کرنی چاہیے ورنہ وہ میں طرح سے متاثر کر سکتی ہے اور میں بے جگہ چھوڑ دینی چاہیے دونوں چاک ہوا میں اڑنے کے اور درختوں کے پر اوپر چہرے میں جیڑو اور شوش کی سمت میں چلے گئے دونوں تیزی سے جنگل میں ان کی سمت آ رہی تھیں شرات الارض کی گردہ آواز مگر انکوں میں خوف کے دڈے سے ڈال رہی تھیں اور کچھ متاثرات الارض ٹھوڑے وقت سے اپنی موجودگی کا اظہار کر رہی تھیں گیت نے جیڑو اور شوش سے کہا آگے بڑھتے چکے جہاں کچھ دیر قتل اور گدیش

خونفا کا ڈانچٹ

کھڑے سے جیتو یہ جگہ تو خالی ہے دونوں وہ کچھ پرقل
 یہاں کڑے تھے اور میں نے اپنے گلے کے ذریعے
 معلوم کر لیا تھا چاک اور درختوں میں سرسراہٹ سی
 ہوئی اور گندہ پیش کی عتاب کی طرح ان پر جھٹ پڑا
 دونوں متوجہ طور پر اس ایک آفتاب کے لیے باہل کی
 تیار تھی جیتو ایک طرف ہوئی کرکش خود کو بھانسا کہ وہ
 ہر طرح کرکش کے مضبوط ہاتھوں میں پھنس گئی
 گندہ پیش نے اس کی گردن کو اپنے دونوں ہاتھوں میں
 مضبوطی سے دبوچا ہوا تھا اور وہ اسے ہوا میں لے اڑا
 جیتو بھی اس لیے متنبہل نہیں تھی اور وہ بھی تیزی سے
 گندہ پیش کے پیچھے اڑی مگر اس کے پیچھے قتل ہو موار
 ہوئی اور اس نے جیتو کی بالوں سے پکڑا۔
 جیتو اسی سے ٹکری اور اپنے زہر بیلے ناخن قتل
 کے چھپے سے بار دے قتل اس ایک آفتاب کو بری
 طرح متنبہل نہ کی اور جیتو کی اور جیتو کو
 چھوڑ دیا جیتو اب قتل کی طرف متوجہ ہو چکی تھی اور
 اس نے منہ سے آگ کے ٹکڑے بک دیتے قتل
 کی طرف پھینک دیتے قتل آگ کی لپٹ میں آگ
 کی طرح جلتی تھی اور چمکاڑی ہوئی چیتنے کی کچھ تھیں
 دیر میں اس کی چیخیں معدوم ہو چکی تھیں اور وہ راکھ
 کا لہجہ بن چکی تھی ہوا کے دھڑ پر اس کا راکھ بکے پیکلے
 انداز میں اندھیرے میں گھٹک اور جیتو اب خلیام
 لینے کنکیش کی طرف متوجہ ہوئی مگر گندہ پیش کشش کو
 کرکمانے کہاں غائب ہو چکا تھا جیتو نے درود رنک
 جنگل میں نظر میں دروازا میں گراسے کو بھی دکھائی نہ دیا
 اور نہ وہ دونوں جنگل میں تھے جیتو مدیر کے بعد وہ
 ہواؤں میں بلند ہوئی تھی اور درختوں کے اوپر ہوا میں
 تلکی کی تیزی سے پھیلے۔



گیت کی گاڑی ہائی وے پر سے نکل چکی تھی اور
 اب اس کی گاڑی ہوائی جہاز کے رفتار سے چل رہی تھی
 اس نے گاڑی کو کچے راستے پر ڈال دیا تھا اس کی گاڑی
 کے پیچھے دراصل اور کسی بڑی مقدار میں اڑتی تھی اور

مگر بے دھڑی ارد گرد بکھرے ہوئے تھے آگے کچھ
 راستہ ختم ہو گیا اور قبرستان شروع ہو گیا قبرستان میں
 ایک کیا راستہ ڈرتا تھا اس کے ارد گرد بے شمار قبریں
 بنائی تھیں اور کانٹے دھرام سے اس کی گاڑی سے
 شیشے پر کوئی چیز آکری گاڑی کا فرنٹ شیشہ کٹی
 ڈھانڈوں میں پٹ گیا اور اس کا کچھ حصہ ٹکڑے کر گھر گیا
 گیت اس طے سے بری طرح سے متنبہل ہوئی گاڑی
 پھرتوں سے جہر کی خوفناک قسم کی آواز میں جی رہی
 تھی گیت۔۔۔ گاڑی کے بریک ہونٹ پر جو چیز بھی
 ہوئی تھ وہ پھینکے سے گاڑی سے اڑ کر نیچے جا گری گاڑی
 اگلے کھوں میں ہی سہاگت ہو چکی تھی اور گیت ہوا کی
 طرح گاڑی سے نکل چکی تھی اس کی نگاہیں اس جہر کے
 جہر ہوئی تھیں اور اس کے اگلے سے اس کی نگاہیں اس جہر کے
 جائزے پر مگر پڑی وہ جلی ہوئی لاش مگر اور وہ اب راکھ
 بن رہی تھی اور لاش کسی اور نہیں تھی بلکہ گیت کی راکھ
 کا ہوا اس میں سراپا نہایت بن چکا تھا اور میرے خدا ہے
 کیا ہو گیا ہے گیتو بھی نہیں خلیام کے تھے چہ نہ گئی
 مجھے جلد از جلد جیتو سے رابطہ کرنا چاہیے کشش کا جلا ہوا
 جسم اب راکھ کو ڈھیر بن گیا تھا۔ چکا تھا اور ہر کالہ
 دھماکا بن کر ہوا میں تحلیل ہو گیا گیت واپس گاڑی
 میں بیٹھنے اور حیرت انگیز طور پر گاڑی کی ٹوٹا ہوا ڈونڈ
 سر کی طرف متوجہ ہوئی اور بریک گازی سیت تھیں
 ہوئی مگر مدیر کے بعد وہ ایک دیرانے میں غائب
 جا سو گپ اعمر اٹھا اور وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ
 رہی تھی ایک ایک ایک پر جیتو بھی موار ہوئی اور وہ
 گیت کے سامنے آؤ کھڑی ہوئی جیتو یہ سب کیسے
 ہو گیا۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کشش اپنی جیتو سے سب
 کیسے ہو گیا مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کشش اپنی کزورنگی
 کہ وہ گندہ پیش اور سونا کی چٹکی کے ہاتھوں چڑھ گئی گیت
 میں نے بھی اس کی پہلی قتل کو کنا کر دیا کیا کھڑی ہو
 کر تم نے قتل قتل کو مار دیا گیت میں نے ہی اس حرام
 خور کو کنا کر دیا یہ سونا کے لیے ایک کھرا صدمہ ہو گا اگر

ہماری ایک ساتھی ماری گئی ہے تو سونا کی بھی خاص
 ساتھی جیسے کر وہ کچھ تو ہم اور کچھ خوش ہوئی گیت تم
 سے ایک سوال پوچھوں جیتو نے گیت کی طرف دیکھا کہ کیا
 ہاں جیتو پوچھو۔ کیا پوچھتا جا رہی ہو گیت یہ بتاؤ کہ
 اس سونا جی سے تمہاری دوستی کب سے چل رہی ہے اور
 کیوں اپنی خوشی دیکھتی چل رہی ہے کہ جبر اس کی رہ گئی
 کیونکہ گیت کو باہل گئی اندازہ نہیں تھا کہ جیتو یہ سوال
 پوچھے گا جیتو یہ کیا تھی جان کر ضرور حیرت زدہ ہو گئی
 مگر میں آج اس راز سے پردہ نہ کر رہی ہو کہ سونا ایک کرسی
 عرصہ قبل یہ سوال کشش نے بھی ہم سے پوچھا تھا مگر ہم
 نے اپنے نال دیا تھا۔



میں اور سونا بڑا دل میں نہیں تھیں مگر سونا زرا کاظمی
 جبکہ میں سفید اور گوری اس لیے سونا کی بھی جی تھی
 نہیں بن گئی وہ دن رات سوچتی کہ کاش وہ کبھی اس طرح
 سفید رنگت کی ناک میں جائے ناں باپ کا دھیان کوئی
 میری طرف زیادہ رہتا اور مجھ سے متعلق میں
 زیادہ پیار دیتے تھے ان کی محبت کے لیے سونا ترستی رفتی
 تھی اور ہم کرم دونوں رفتہ رفتہ بڑی ہوئی تھی اس کے
 چہرے سے مزید کرب یہ ہوا کہ پردہ مال کی عمر میں زیادہ
 کر سکیں کی وجہ سے اس پر بدناماںے موار ہو گئے اور
 ان دونوں اور درجوں کی وجہ سے اور کچھ بدناماںے گے
 اور وہ دانے دے دے دے کھان سونا کے چہرے سے
 چھوڑ گئے کچھ دنوں بعد اپنی اپنی اوکس رکھان کی بنیادی
 لاق ہوئی اور میں تب پڑ چلا جب وہ لاش نکلا پڑے تھے
 وہ ہمارے پاس چند دنوں کا مہمان تھے تب انہیں اپنے
 غلیظوں کا احساس ہوا کہ انہوں نے سونا کے ساتھ کچھ
 زیادتیوں کی ہے مگر بنیادی کے دنوں میں سونا باہل چلی
 اوکس خیر نہیں تھی اب وہ انہیں چچ کر لے کر لے کر وہ
 کمرہ بند کر کے اندر نہیں گئی اور تو ان کو اپنے کمرہ
 میں بند ہو کر رہی تھی اور عجیب بات یہ تھی کہ وہ اب بھی
 ان دنوں وفات پانے کمرہ میں پوچھی اڑتا ہوا۔
 کچھ دنوں تک میں غم محال رہی تھی یہ صدمہ

دل پر لے لیا تھا اور پھر اس پر ہارت ایک ہونے لگے
 اور اس کی دل کی تجسس بنیادی نے اکی کو ہم سے دور کر دیا
 میں سولہ برس کی تھی اور سونا میری ہم عمر تھی اسی کے
 جانے کے بعد میں نے سونا پر گہری نظر مسمی شروع
 کر دی مگر میں دن بدن حیرت کے سمندر میں غوطہ زن
 ہوتی رہی سونا دن بدن خوبصورت ہو رہی تھی اور
 میرے چہرے پر پھر بڑھنے کے نشوونے دانے ابھر رہے
 تھے سونا کا دل مجھ سے اچھا تھا وہ کبھی نہ بد فطرت
 کرتی تھی اور میں سوچتی تھی کہ سونا کیا کرسی
 سے اور وہ کیا اپنی ہے چند دنوں کے گزرنے کے بعد
 میں انتہائی بدمصرت اور کالی کلونی بن گئی میرے منہ پر
 کٹی دانے دانے دھبے کالے کالے نشان چھوڑ گئے تھے
 اور میرے چہرے پر لپ واپے دانے دن بدن بڑھ
 رہے تھے سونا میں ایک دوسرے سے ابھی انجان
 بن گئی تھی میں اس کو دیکھ کر اس کے سینہ میں سہا پے
 کو دیکھ کر دن رات کڑی رفتی تھی اور وہ دن بدن حسین
 ڈھیل بن رہی تھی ابھی ایک دن وہ ادا سے میرے
 کمرے میں آگئی ہا۔۔۔ اس کے تھقبے میرے کمرے
 میں کونچے سے تھے اس نے ایک پھونکا آئینہ بھی دکھایا
 اس میں میرا چہرہ وہ دکھائی دیا گیت یہ تم ہو مجھے یقین
 نہیں آتا کہ میں ہو مگر قدرت کے لگے کو کون نال
 سکا کہ قدرت کے لگے کو کتنیں میری محبت اور کوششوں
 سے اس حال کو پہنچی ہو کیا۔

میں حیرت سے اسے دھنسنے کی گیت تم کہ حسین بننا
 چاہتی ہو تو تمہیں میرے اشاروں پر پناہ ہو گا کیا
 نکوس کر رہی ہو تم سنو میری بات غور سے سنو دراصل
 میں نے کالا جادو سیکھ لیا ہے اور تم میرے سحر میں
 عمل کی طرح پھنس چکی ہو اور اگر میری اشاروں پر
 غرض شروع کرو تو میں سنیں پھر سے سین ڈھیل
 بنادوں گی جیسے شرمیں آئی کر تم نے اپنی بہن کے
 ساتھ یا تھا یہ سلوک کیا کیا برا کیا تھا میں نے تمہارے ساتھ
 میں چچ چچ کر روئے کی برا۔۔۔ برا تو بہت چھوٹا لفظ ہے تم
 نے تو مجھے اندھیری عمری میں لاکڑا کیا تھا تم نے مجھ

سے میرے ہاں باب جیسے تھے مجھ کو احساس کمتری میں مبتلا کر رہا تھا اور دیکھنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا جس طرح تم میرے حسین سرا پہ لکھو کہ دیکھ کر کوئی سبکی رہتی تھی اس طرح پندرہ سال میں کوئی رہی نہ موانے کو دیکھنے آئینہ دکھلا دیا۔ وہ تو ٹھیک ہی کہہ رہی تھی میں اور بابا نے ہمیشہ مجھے جانتا تھا میری قریب میں بیٹھے ہے جایا کیا تھا اور ہمیشہ سونا کو نظر انداز کیا تھا اس کو دیکھتا تھا۔ میں اپنے انھوں سے لاک کر کے بیٹے جاتے تھے وہ ردی رتی اور میں ہستی رہتی اس کے آنسوؤں کو ہمیشہ کمر و زرب کا درجہ دیا تھا کہ یہ تو ہونا ہی تھا ہو گیا میں نے نہ چاہا اور اس بیٹے پر کبھی نہ دیکھے ہوئے کے آگے ہتھار ڈال دینے چاہئے اور اس طرح میں سونا سے بچ سکتی تھی ورنہ میں اس کے دم و دم پر کھنکھاتی رہتی۔

میں تمہاری ہر شرط مانتی ہوں اور تمہارے اشاروں پر بڑھنے کے لیے تیار ہوں مگر تم سونو خدا کے لیے مجھے پھر سے حسین کردو سونا مسکرا دی ہے تو تم خود کرو کیا مطلب۔ میں چچی کی مطلب یہ کہ تم اب وہ کرو گی جو میں تمہیں کہوں گی ہاں یہ کوسب سے پہلا احتیاج تم یہ جام لیو سونا نے ایک شے بنا ہوا ہو اور وہ مجھے جوں کی جس میں سرخ کمرے رنگ کا مشروب تھا سونو۔ مت کوہ۔ مجھے سونو۔ وہ بچکانہ ٹی کے لیے لو لگیں کر دیے یا کہ کوئی سوال نہیں جلدی ہوتوں نے لگا دیا مگر گوشت بھرنے کے بعد فوراً اس نے اپنے ہونٹوں سے دھڑک دیا اس کا ذائقہ نیکن اور کڑا تھا مجھے ایسے لگا کہ جب بچوں سے سونا یہ کیا خون ہے میں نے ڈرتے ہوئے کہا تم پہلے یہ مارا لیو پھر تیار ہوں اور پھر میں نے کہت کہ وہ کا ڈھا مشروب لی لیا شاہین تم نے تو واقعی میری بات کو ماننے کا ذکر کیا اور میں تو تھا جو تم نے اتنی آسانی سے لی لیا میں یہ سن کر چکرانے لگی مجھے ایسا لگے آئی اور سونو مقام کر بیٹھ لی اگر پہلی ہی بڑی کر لڑکھائی تو میں کہیں سر پہ خونخوار بنا دیتی جاتی تو گیت پہلے قدم پر تو میں بھی لڑکھا کر بھی گئی یہ

خون میں نے بھی پیا تھا اپنے کمرے میں ساری ساری رات خونخوار عمل کئے تھے اور پھر مجھے اس عمل کے بدلے میں طاقتیں ملنے لگی تھیں دکھاؤں میں کمر میں کیا چیز ہوں میں ہوا میں اڑتی ہوں اور جنتا کو دیکھ سکتی ہوں اور قبرستانوں اور درباروں میں گئی اور میں اڑتی ہوں اور میں چاہوں تمہاری گردن اسی وقت مرو سکتی ہوں مگر مقابلہ برابر والے سے کیا جاتا ہے تم تو ایک کزنوں کی چچی کی بیٹی ہو یہی سونے میں اپنے انھوں سے مسل دوں گی میں تمہیں مہلت دیتی ہوں کہ تم بھی میری طرح بڑی سادہ دین جاؤ۔

میں تمہیں دوسے ڈھائی مہینے کا وقت دیتی ہوں کیونکہ میں دو مہینوں کے اندر اندر بڑی چادر کوئی نئی گئی تھی یہ ہے وہ چادر والی کتاب یہ چادر کی سنزروں کا داستان میں لکھتی ہو وہ یہ کہہ کر غائب ہوئی اسکے دو سال میں تم نے تمام کتاب کا مطالعہ کیا اور میں لکھا آسان سامنے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی وہ مہتر چچی کی طرح کا تھا کہ کسی کے چھانے ہوئے عمر یعنی چادر کا خاتمہ کرنا اور وہ مہتر کا بھی آسان تمہارے کے وقت وہ کھٹوں کے اندر اندر ایک ہزار بار وہ مہتر پڑھنا تھا اور دائرے میں کھڑے ہو کر پڑھنا تھا میری شرط یہ ضروری تھی کہ کوئی ایک ہزار بار میں شعلہ ہزار سے ایک بار بھی زیادہ پڑھنا تھا اور یہ عمل مسلسل تین دنوں کا تھا۔ اور پھر میں کامیاب ہوئے گی اور جس دن میرا عمل ختم ہو گیا اس دن میرا چہرہ میں پھول کی طرح تروتازہ ہو گیا۔ اور سونا کا چھپا ہوا سرخ زائل ہو گیا میں پھر سے حسین وکیل بن گئی اور پھر اس کے مقابلے میں تجارتی کرنے کی اور دو مہینوں تک میں نے بے شمار مل کر لیے تھے پھر مل تو آتے تھے یہاں تک تھے کہ اس میں مجھے نو جوان لڑکوں کے خون بھی پڑا تھا اور میں نے دل سے کہہ دیا کہ تم مجھے چھپ کر دیکھو اور میں نے اپنی ذہانت عمل کئے تھے جب سونا کی داہمی ہوئی تو میں اس پر ہماری پڑوسی تھی اور کا ہر وار میں نے اپنی ذہانت اور چادر کی طاقتوں سے نام کر دیا تھا اور اس دن بھاگ گئی تھی اور وہر وہ پھیلے پانچ سالوں سے وہ مجھ پر

چھپ چھپ کر چلے کر رہی ہے مگر ابھی یہ جنگ جاری ہے۔



جیتو تھی میری کہانی گیت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور جیتو کی اداس ہوئی تھی اور اس کی تھک نہیں آ رہا تھا کہ گیت کو کس طرح حوصلہ دے گیت تم اس سے مل کر نہیں کر سکتی سونا تمہارا چاہتی ہے اور یہ اس کی جگہ ہے وہ مل چکی تھی اس میں ہوں کہ گیت نے جیتو میں چار کرنا ہو کر نہ دلت و گشت دے بغیر بھی صل نہیں کرے گی گم کا اجالا پہلے لگا تھا۔ آؤ میں نہیں چھوڑ آؤں دونوں کا ٹوٹی میں بیٹھیں اور گارڈ کی فرارنے بھرتی ہوئی وہاں سے نکل آئی بھوکہ کے بعد وہ دونوں شہری حدود میں داخل ہو چکی تھیں اور ایک گھر ایک عائشان بنگلے کی صورت میں وہاں کھڑا ان کا مختصر تھا۔ دونوں بنگلے میں داخل ہو گئیں۔

ابو یہ کیا ہوا ہے جو کچھ مقام کر رہی ہے ہر چیز ٹوٹی ہوئی تھی اور گدے سے اٹی ہوئی تھی گیت ایک لکھا ہے کہ یہاں پر تو آگے آئی ہو یہی سونا کی کوئی چال تھی ہے جبران سب کو صاف کرنا میرے لیے میں اچھا کامیاب ہے گیت نے کوئی مہتر پڑھا اور سامنے پھونک ماری تو کھر میں طوفان سا اٹھ اٹھا اور جو جی میں بھرنے پڑی میں سب سب جگہ پر آ گئیں اور جو کچھ طوفان کھر میں بھونک رہا تھا وہ کھوں میں ہی شیشے کی طرح شفاف ہو گیا اور کھر تو صاف تھا ابھی جیتو نے دھن دھن میں تعریف کی دونوں آگے بڑھ گئیں اچانک تالی کی آواز سے ساختہ دونوں سڑپ تالی کی آواز خاصی زور دار تھی دونوں نے نیک وقت سرگرد کیا تو چیتو بھل گیا گیت کی حسین و جمیل لڑکی کوئی جیتو ایسے دیکھ کر دیکھ کر جبران ہونے لگی وہ بھی گیت کو دیکھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو کر گیت یہ کیا ہے تمہاری ہزاروں یہاں میں دھوکہ کھا رہی ہوں جیتو نے بھل کر کہا ماننا ہے کہ گیت بہت بڑی طاقت والی ہو جنہیں انعام دینے کو بھی چاہتا ہے وہ لڑکی گیت کی طرف تالی بجا کر بولی گیت بھی مسکرائی

جیتو یہ میری بہن ہے زیادہ جبران مت ہو میری دشمن سونا کی تو سے جیتو اسے دیکھ کر جبران رہ گئی کیونکہ دونوں بیٹیں بائیں بائیں ایک جیسی تھیں ایک لگا رہا تھا کہ گیت کے سامنے آئینہ دکھا دیا گیا ہے۔

جیتو جبران مت ہو میری گئی بہن ہے مگر عمل میرا اور اس کا بہت مختلف ہے اگر میں چاہتی تو کب کی اسے قسم کھ کر بھی جیتو کی گت سے ہر بار سونو کی اور میں بائیں بائیں میں مقابلے کے لیے تیار ہوں سونا چند قدم آگے بڑھ گیا اور اس کے بائیں ہاتھ میں تلواریں چمک رہی تھیں گیت نے بھی دو تین بار منتر پڑھا اور اس کے ہاتھ میں تیز دھاری تلواریں گت سونا نے دل کھول کر گیت پر وار کر دیا گیت نے بروقت تلواریں آگے اور دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تلواریں کے ٹکرائے سے چمکے زبانیں لگی اور دوسرے سے چمکے گیت نے زور کا بھونکا سونا کو دیا وہاں اچھلی ہوئی کئی فٹ دور جا کر جیتو گیت کی مدد کے لیے آگے بڑھی مگر گیت نے اسے روک دیا۔ تین جیتو نہیں یہ جاری جنگ ہے اور ہمارے گھر میں ہے تم صرف ہمارے دیکھتی جانا کہ آج کو ان کس پر ہماری بڑے سے سونا جھٹکے اٹھنے کی اور غصہ پاک ہو کر گیت کی جانب بڑھی سونا تیز سے گیت پر وار کرنے لگا اور گیت نے ذہانت سے اس سے لڑا اور گونا نام بھائی گیت سونا نے منہ میں میں پڑھنا شروع کر دیا اور چاروں طرف غموم کر پھونک ماری اس سے مجھے ہی پھونک ماری اس کے پھونک مارنے ہی پورے گھر کو لگ لگ کر گیت اور گیت نے اور گرد دیکھا تو آگ کے شعلے بلند ہوئے گئے سونا کے قہقہے کو گت نے اس کے لڑکی کی طرح جیتو کا رکھ کر دیکھ کر گت نے آگ کے کئی کئی گت کی طرف بڑھ کر گیت کے دھوکے اچانک سامنے سے غائب ہو گئی سونا کو اپنے گرد پے دیا وہ محسوس ہوا تو وہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگی اور اس کے انھوں سے کرک چوٹ کی اور وہ انتہائی طاقت والی جو اسے بے حال کر رہی تھی۔

وہ جان چھڑ گئی کہ سب گیت کی گری ہے اس

کے ہاتھ پر پیسے نمودار ہو گئے تھے آگ کے شعلے اپنی تیزی سے گھومتے باہر پھیل رہے تھے تھوڑے آگ بجھانے میں مصروف ہو گئی اور وہ اس کو کوشش میں کامیاب بھی ہو سکی کہ سونا کا چہرہ پیسنے سے تر ہو گیا تھا اور اس کے اس طرح ہو گئے تھے وہ بری طرح کھاس رہی تھی وہ منتر پڑھنا بھی بند کر دی تھی مگر وہ کچھ بھی اس وقت نہیں کر سکتی تھی وہ یہ بتوئی کہ غریب ہو گئی کیا چاہا تب تک طاقت نے سونا کا چھوڑ دیا اور اس کے سامنے خدا والے ابھرنے لگا اور پھر اس دھویں نے گیت کا وجود دار حال سامری طرح سے کھاس رہی تھی اور گیت اس کے سر پر کھڑی طنز پر مسکراہٹ سے اسے گھور رہی تھی جیسے نہ کھرے تمام آگ پر تاقیا پایا تھا اور اب وہ کمرے میں موجود گیت کھینچ رہی تھی سونا سے بولی پہنچا آگ آخری موقع تھیں فراہم کر رہی ہو یہ نہ سمجھتا کہ فرڈ رہی ہو اور یہ بھی مت سمجھتا کہ میں تمہارے سامنے جبکہ جاؤں گی جیت ہمیشہ سے میری رہی ہے اور جیت میری ہی ہو گئی سونا نے تھیں تھیں لگا ہوں سے دیکھ رہی تھی اور پھر تدرے سے پہنچ کر گیت نے اس کے بعد وہ غائب ہو گئی جیت کو تدرے کی تھیں تھیں کی جاؤں گی طاقتوں سے پھر سے نہایت کچھ لگے اور جو کچھ ملا ہے وہ بھی خود خود بن جائے گا اور تمہارا سر یہ کہ تم نے آگ کے آگ تھیں منتر میں اس کی ٹھیک کر دوں گی اور پھر گیت نے کئی منتر پڑھ دیئے اور پھر سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو گئے۔



سونا کھینچ ہو گئی گندیش کے پاس پہنچ گئی کیا ہوا سونا تم اس قدر بھگاری ہو گئی کیوں ہوا اور تمہاری سانس کیوں پھول رہی ہے سونا نے گندیش کو تمام کہانی سنا دی گندیش سونا کی بات میں نہ کرنا کی گندیش منظر آنے لگا اور پھر کچھ دیر کے بعد بولا سونا وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے تمہیں کہاں پر آئیے گا نہیں چاہیے تھا بلکہ تمہیں مجھے بتا کر جانا چاہیے تھا گندیش میری منظر پر وہ پڑ گیا تھا جو وہاں پر چلی گی تدرے کی جگہ اچھے اس وقت بہت یاد آئی وہ ہمیں ہر وقت صبح مشورے دیتی

رہتی تھی اور کہیں بھی اس نے کوئی غلط مشورہ نہیں دیا کاش وہ اس وقت ہمارے ساتھ ہوئی۔
سونا تم گرت گرت کر میں قتل بھی کر دو اور کچھ ہو گئی گندیش تمہارا یہ ہم پر احسان ہو گا میں بھی اپنی طاقت سے کئی جن زدوں کو اپنا غلام بنا سکتی ہوں مگر تم پر اطمینان ہے ہم تمہیں اجازت دے رہی ہیں کہ تم کوئی بہت خوبصورت اور ذہانت سے چرچا پڑو گی تو کیا تم کسی کو کہہ جاتے ہو کہ گندیش۔ سونا نے گندیش کو سولہ نظروں سے دیکھا کیا کیوں نہیں میں ایک تیز و طراز لڑکی کو جانتا ہوں جو بہت ہی خطرناک ہے وہ دھنوں پر جب نوٹ پڑتی ہے تو اس کو آواز دیتے کہ موت مارنی ہے اور وہ منتر بھی خوبصورت اور حسین ہے اس کا باطن اتنا ہی بدصورت اور خوفناک ہے جتنا کہ اس کا سونا کچھ پاچھا اس کا نام فاراد ہے میں ابھی جانتا ہوں لیکن کہ تم جاؤ یہ ٹھیک رہے گا سونا فاراد کے بارے میں میں ایک کہ خاص خوش ہو گئی اور گندیش اس وقت حسین سراپے میں تھا وہ کچھ ہی دیر میں کمرے کے کمرے غائب ہو گیا اور سونا نے سوچا فاراد اب تم میری ادھوری خوشی ہو گیا کر دو وہ دو دھنیں سمجھنے لگے ادھر ادھر پہنچی رہی اور پھر گندیش نمودار ہو گئی اس کے پیچھے کچھ دیر کے بعد گندیش کے مانند ایک لڑکی بھی نمودار ہوئی یہ فاراد تھی اور پھر اس دھویں سے ایک لڑکی باہر نکل آئی وہ لڑکی ہلا کی حسین تھی اور سفید لباس میں اس کا تھن میں چمک رہا تھا آداب وہ دہنا کے سامنے جبکہ کی گئی ہی فاراد نے سونا کی طرف دیکھا خوب بہت خوب سونا فاراد کو کچھ کہنے سے نہال ہو گئی گندیش تم فاراد کو سمجھاؤ کہ اسے کیا کرنا ہو گا ٹھیک ہے سونا میں فاراد کو خوب سمجھاؤ گا دیئے گندیش فاراد کے بارے میں تمہارا سہل کر تاؤ جی جو سمجھاؤ کہ یہ پہلی پہلی انسانی دنیا میں کیا بار آئی ہے اور اس نے کچھ مصوم انسانوں کو موت کی نیند سلائی ہے کئی کے خون پیئے ہیں اور کئی مصوم بچپن کو اپنے چلوں کے بھینٹ چڑھایا ہے جس گندیش میں بہت ہے یہ

واقعی کمال کی چیز ہے اور اب تم اسے ہمارے دشمنوں کے بارے میں بتاؤ ٹھیک ہے میں فاراد کو سب کچھ سمجھا دیتا ہوں فاراد خوشی بہت ہی سمجھدار ہے بہت جلد ہم میں مکمل مل جائے گی۔
گیت گھر میں اب کئی کی کہ اجا تک دروازے پر نکل ہو گئی گیت نے کھڑکی کی طرف دیکھا تو باہر پھر زور زور سے کھنکھائی آواز سنائی دی کھڑکی رات کا پورا ایک بجائی تھی گیت نے اپنے کمرے سے گیت سے باہر نکلتا تو باہر ایک بدصورت مرد اور ایک بھاری بیٹے بد حال ایک عورت کھڑکی میں تھے وہ اپنے ہاتھ بدصورت تھی اور اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پیچھے ہوئے تھے اور اس کے بدلوں کے پھٹکے لڑ رہے تھے جیسے وہاں اس کی کوتاہیوں کو کراس وقت کیا جاتی ہے جیسے دروازہ کھول کر باہر آئی بد حال عورت کھانسنے آئی تھیں نے اس کی آنکھوں میں تھمکتا تو جیسو کو ہزار دالت کا کرفٹ لاس کی آنکھیں نہیں تھیں اور جیسو کو ایسا محسوس ہوا کہ یہ اس دنیا کی باقی نہیں ہے کی جتنا دینا ہے کی ہے ایک لمحے کے اندر اس کا کپڑا کھلی عورت جیسو کی کپڑوں سے لپکتی لوگوں کو کھنک کر پی جیسو نے تیز آواز میں کہا اس نے جیسی بھی ہوئی کھنکی ہوں اور کئی دلوں کی بھوک ہوئی مجھے کچھ کھانسنے کو ہے دروازہ پر لا تمہارا تھما کر اسے۔
جیسو کے پیچھے گیت بھی باہر گیت تک آئی جیسو یہ بانی کیا کہہ رہی ہے گیت جبکہ مانگ رہی ہے اچھا اچھا ٹھیک ہے گیت سے پچاس کا نوٹ اپنے اوپر سے نکال کر اس عورت کی طرف بڑھایا لالہ وہ عورت کی کوئی سنائی دی اور پھر اس نوٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا جس لمحے اس بھنگار نے نوٹ چڑھا گیت کو دھنیں سمجھنے کے بعد دنگرے لگے اور پھر گیت یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ نوٹ خود بخود غائب ہو گیا اور اس بدصورت غریب عورت کی آنکھیں ان کا دنگر کی طرح لال ہو گئی اور پھر اس کے اس عورت کے گرد دھواں چھا گیا وہاں پر اب ایک جوان سال دو تھیرہ کھڑکی میں گئی فاراد بھی جو



بھنگار کے روپ میں آئی تھی اور گیت کی طاقت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی فاراد نے منہ کھولا تو کھلی کی طرح تیزی سے روکنے کا اشارہ اس کی آنکھوں اور منہ سے نکلی جو کہ گیت کو کچھ اور لگنے لگی تھی جسے گیت اپنا چلتی ہوئی گھبرے اندر دیوار کے ساتھ جا گئی اور اسے سے پہلے کہ گیت فاراد پر وار کرنی وہ لگے اگلے لمحے وہاں سے غائب ہو گئی۔
جیسو تیزی سے گیت کی جانب آئی گیت تم ٹھیک تو ہونا یاں میں میں ٹھیک ہوں مگر کچھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا بھرا اچھی اس نمونے کو میں نے پہلی بار دیکھا ہے اور پھر اب میں بہت جلد معلوم کر لوں گی یہ یقیناً سونا نے جیسو کی ہاتھ پائی تھی کچھ بھی ایک بار ہاتھ کر کے سونا کی چال ہے ہاں، وہ ضرور کسی جن زد کی مدد رہی ہے گیت جیسو جیت کی بات ہے یہ کہ تم نے بھی اسے پہچانا نہیں گیت میں بھی قہر وقت اسے کچھ کہیں سکر مگر وہ ضرور دوسری دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور میں اس حراز کو چھوڑوں گی نہیں میں ضرور اس کے بارے میں جان میں اس طرح ہے جیسو تم جلد بازی کا مظاہرہ مت کرو میں اسے معلوم کرنے دوں گی کہ سب کچھ کیا جیسو یہ کھڑکی پر تھی اور گیت اس کے منہ چلی گئی اور دوسرے کھنکے کے بعد وہ کمرے سے نکلی جیسو نے جیسو نے بولی گیت کچھ پتہ چلا یا جیسو میں جان گی ہوں کہ وہ کون تھی اور کیوں آئی کئی دراصل وہ سونا کی جیسو بولی ایک خاص خاص خاندان سے تھی اور وہ ہماری طاقتوں کا اندازہ لگانے آئی تھی کہ میں پڑھان نہیں ہونا چاہیے میں اب کھل کر آئی کی جگہ لڑکا چاہتی تھی ہوں جیسو ان کے ساتھ گندیش میں ملا ہوا ہے مگر یہ ہے پاس بھی ایک ایسی طاقت ہے کہ میں نے پانچ سالوں میں اسے نہیں بھی استعمال نہیں ہے اور وہ طاقت میں ہے ہر وقت کے لیے رکھا تھا فاراد ایک طاقت دروازہ پر جن زادی سے وہاں میں نیست و نابود کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور سونا کو بھی یقین ہے کہ اس کا بارہ کامیاب ہو گئی گیت آپ کسی طاقت کے ہاں سے میں تیار کی ہیں جیسو وہ طاقت انجسٹ

طاقتور ہے اس طاقت کے بارے میں سونا بھی نہیں جانتا اور فارغ بھی نہیں جانتا اس کی عمر خیر میں سے ہو کے آئی ہو کیونکہ نئے اعزاء ہوا ہے کہ ان لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں ہے۔



سونا میں ان سے مل کے آئی ہو میں نے ان کے طاقتوں کے بارے میں اعزاء گالیا ہے وہ پہلے کہ ہمارا ہی کسی عمر میرے وہ سے اب وہ تم سے طاقتوں میں کمزور ہے اور میں نے کو ایک زبردست چوگا بھی دیا ہے اگر ہم ان پر حملہ کر دے تو شاید ہم انہیں تباہ کر کے شاید بیکس بھی ہم انہیں تباہ کر دے یا دودھ پینا چاہتے ہیں سونا نے فارغ کی بات کاٹ کر سونا ہم تم سے اور میرے ذہن میں ایک فارمولا بھی ہے کہ اس بات پر عمل کرے تو ہم جیت سکتے ہیں کسی بات اور کیسا منصوبہ ہم جیت سے بولی سونا جی نے کے بعد واقف ہو جائے گی کہ میں کسی کی سامی ہو اور وہ بھی تو یو کی پیٹھ کی بلکہ کچھ نہ کچھ کرے گی اور اس سے پہلے کہ وہ جگہ کرے میں بہت جلد ان کو ختم کر دیتا چاہتے ہیں تم سے بات ہے کیا کہتے ہو گندیش کیا فارغ ٹھیک کہہ رہی ہے ان سونا میرے خیال میں فارغ بہت ذہن ہے اور گیت کے پاس ایسی کوئی بھی طاقت نہیں ہے جو ان کے ساتھ دے سکے اس لیے میں کل والا کام آج کرنا چاہتے۔

تم ہو جاؤں سونا جی تو ہاں کل ٹھیک کہہ رہی ہو ہم میں ان پر حملے کی تیار کریں گے گندیش نے سوالیہ نظروں سے سونا کی طرف دیکھا ہاں گندیش ان کا کچھ ہی دیر میں حملے کی تیار کر دے فارغ بولی سونا کامیابی کے تو میں واپس اپنے دس میں چلی جاؤں گی ہاں بالکل تم آزاد ہو چکر سونا نے مسکرا کر کہا اور کچھ ہی دیر وہ دیتوں حملے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

کچھ لمبے یوں ہی کر رہے گیت ایک ہی جگہ کرے کے اندر موجود ہے جیتو پاہل میں رہی وہ دل ہی دل میں خاصی ٹھہرائی ہوئی کسی اس کا دل بری طرح سے گھبراہٹا کیونکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے اچانک کرے میں سے گیت ہارنگلی اس کے ہاتھ میں شے کی مٹی ہوئی ایک صندوق نما کوئی شے جس کے اندر کوئی صاف ڈھنسا ہوا کھار کا مہا طاقت ہے کیا ہے جیتو جی تو وہ طاقت ہے جو ہر ایک بار میں اس کی استعمال کر سکتے ہیں اور شاید یہ اتنا خطرناک ہو کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہمارا سب کچھ بھی تباہ ہو جائے جیتو حیران رہ گئی غار طاقتوں کو بھی کسی اپنے آقاؤں کو تباہ نہیں کرتیں ہاں جیتو تم ٹھیک کہہ رہی ہو یہ ان طاقتوں سے ذرا مختلف ہے اس طاقت کو ہم دشمن کے علاقے میں استعمال کر رہے ہیں اور وہ دشمنوں کے زہر کی کوئی کی حیثیت رکھتا ہے دشمنوں کو ختم کرنے کے بعد یہ طاقت ختم ہو جائے گی اور میں یہ طاقت اپنے علاقے میں استعمال کریں تو پھر شاید ہم بھی نہیں رہیں گے گیت کی اس بات پر جیتو حیران رہ گئی اور بولی وہ گیت کہتے گیت وہ ایسے کہ یہ ایک زہریلے لادے جو سب کچھ تباہ کر دے گا کہہ رہے گا میں سونا کے علاقے میں اس صندوق سے میرا نکالنا ہو گا کہ وہ گرد ہاں یہاں پر پیشوں گے گیت میرا دل بری طرح گھبرا رہا ہے ایسا انگ رہا ہے کہ کوئی انہوں نے ہونے والی ہے جیتو سنبھالو اپنے دل کو تمہارا دل ٹھیک ڈھک رہا ہے میں بھی اس ایمان طوائف کا دیکھ رہی ہوں جیسے تمہارا دل محسوس کر رہا ہے

جیتو بولی چلا ابھی چلتے ہیں اور یہ طاقت ان پر استعمال کرتے ہیں اس لئے کو ختم ہی کر دیتے ہیں جیتو میری بات نہ تو تم آج سے آزاد ہو دس میں چلی جاؤ کہ قاف کیونکہ وہ لوگ یہاں پہنچنے والے ہیں اور دشمن بھی میں جتنا ہیں کہ آج وہ ہمیں شکست سے دو چار کریں گے میں یہ خزانہ طاقت یہاں ان کے پیچھے ہیں ان پر استعمال کروں گی جیتو کے انھوں میں آسنا گئے چلی جاؤں میں کتنی ہوں جاؤ گیت چلائی نہیں گیت نہیں میں تمہارے ساتھ مرد کی جیتو تم فضول میں وقت میں ضائع مہم کروں میں جو نہیں کہہ رہی ہوں وہی کر دوردرد میں نہیں بھی بھی معاف نہیں کروں گی۔

گیت نے جیتو سے کہا ٹھیک ہے گیت میں جاری ہوں مگر میں نہیں جیتو یاد رکھوں گی اور اپنی چلی سلاخوں کو تھماری کہانی خرد سناؤں گی کیونکہ وہ قاف کے پہلے ہاں اور انسانوں کی کہانیاں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں جیتو کی انھوں میں آسنا گئے اور وہ گیت کے ٹھیک گئی اس کے بعد جیتو وہاں سے غائب ہو گئی اس کے جانے کے کچھ ہی بعد اچانک سونا گندیش اور فارغ کے ساتھ گیت کے گھر پر نمودار ہو گئے اور ہر چیز کو گٹ گٹا دیا گیت نے شے کے صندوق کو کھولا اور وہ ہیرا فرش پر زور سے مار دیا وہ ہیرے کے ٹوٹنے میں پورے گھر میں دھواں بھریا سونا گندیش اور فارغ بھی ایک قہقہہ لگنے لگے اور گیت کے آگے سائے نمودار ہوئے اس وجہ سے آتش نشاں کے لادے کی شکل اختیار کی اور آگ سے جلتی ہوئی ایک چٹنی بلا اس لادے میں سے نکلی سونا اور اس کے سامنے جو قہقہہ لگا رہے تھے وہ اس بلا کو دیکھ کر قہقہہ کہنے لگے ہاں اپنے ایک ہاتھ میں گندیش کو چکڑایا۔ اور دوسرے ہاتھ میں فارغ کو اور دونوں کو بیک وقت اپنے منہ میں ڈال لیا دیو قامت بلا سونا کی طرف بڑھی آگ کی جیس سے سونا کی جلد کا لی پڑ گئی تھی۔

سونا بیک دم غائب ہو گئی گیت حیران رہ گئی مگر بلا نے ایسا کیا کہ کل کر دکھایا کہ غائب سونا آگ کے

شعلوں میں جلتی ہوئی نظر آئے گی اور اس کی چٹنی زمین کو ہلانے لگیں اس کو بولی ہاں اگلے اگلے اپنے منہ سے آگ کا لادہ لگا دیا اور اس لادے سے پورے گھر کو اپنی ہیٹ میں سے لیا گیت کے بال آگ کی شدت سے جمل گئے تھے اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی آگ کی لپٹ میں آ گئی مگر تیرا ٹھیک طور پر وہ پر سکون کڑی تھی کچھ لمحوں کے بعد وہ بلا غائب ہوئی اور تمام آگ بجھ گئی ایک کندھ نما مکان میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے تھے جو آگ کی شدت سے سیاہ پڑ چکے تھے۔



سنہرے موتی

اخلاص وہ جذبہ ہے جس کے سامنے دشمن بھی برف کی طرح ٹپک جاتا ہے جس طرح پھول خشبو کے پتھر بیکار ہے اس انسان کی زندگی بغیر کسی مقصد کے بیکار ہے۔ انسان کی زندگی ایسے ہمارے کی مانند ہے جسے انہی مسلسل کوششوں سے چکا سکتا ہے۔ اس پھول کی مانند رہا ٹھیک جو صرف کیوں سے ہی نہیں بلکہ کانٹوں سے بھی بیکار رہا ہے۔ میں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ یہی کمزوریوں اس کے عمل کے جاری کا سواں اور ذوال کا پڑا سب کچھ ہے۔ اسب کچھ کہنے کے بعد ایسی اگر آپ میں حوصلہ ہے تو سمجھ لیں کہ آپ نے کچھ نہیں کھوایا۔

آج صبح خوشی کا خاطر دروں کے دلوں کو چھلی نہ کر دو۔



اجنبی باتیں

انسان دنیا میں بننے کی طرح بہہ جانے کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ اسے علاج کی طرح موجود کا مقابلہ کر رہا یا ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ہم سارے آسمان کا زیر ہیں اور تعلیم ایسا انسان ذہن کی زینت ہیں۔

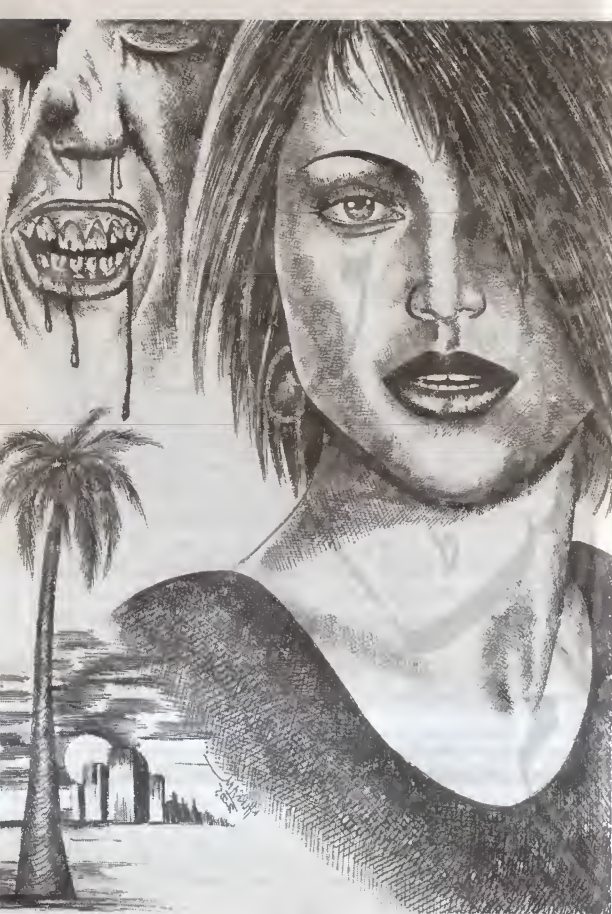
خونفک لوسٹوری

--- تحریر: عثمان غنی - پشاور شیخ آباد ---

آسمانی شعلہ اڑتا ہوا زمین کی طرف آنے لگا اور تیزی سے چٹائی کے جنگل پر گر کر اس معمولی سے شعلے نے لہجوں میں مکمل شیش بیل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اچانک اس شعلے کے گرتے ہی زمین میں جھکی وہل کر رہ گئی اور ایسا لگا جیسے کڑنر لڑا گیا ہو کالی سر مانتا کیت منہ کے بل زمین پر آ گیا اور مٹا کر کے سے چٹانے کا آواز پیدا کرتا ہوا ٹوٹ گیا ۱۸ بت کے ٹکرے ٹکرے ہو گئے اور خون اس سے بہہ کر فرش پر پھیل گیا کالی کا لکھنالی مر پات کی چہان کو دائرے میں ہی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آگ کی گر بائش سے ٹوٹ کی بندگی ہوئی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں ایک سسٹنی تیز اور خوفناک لگائی۔

ایک آواز ڈوب کے دائیں کان میں آئی ڈوب میں آج بھی تمہاری ہوش بھی تمہاری مٹی اور صرف تمہاری روٹی میں صرف ایک بار لپٹ کر تو آؤ میں تمہاری منتحری اور تمہاری خطر روٹی ڈوب نے دائیں طرف مڑ کر دیکھا وہاں پر کوئی دوسرا شخص تھا ڈالے تمہاری یادیں میرا چھپا کھینچیں پھوڑے کی بے تہیں کی وقت میں اسے ڈالے کہہ گئی تھی اور یہ باتیں ڈالنے سے تب کہی تھیں جب ڈوب کی ان سے آخری ملاقات تھی ڈالے میں کی اور کا خطر ہوں تمہیں میں تمہارے بے لوث محبت کا کوئی بدلہ نہیں دے سکا اور شاید یہ سب میں خوف خشی میں نہیں کر رہا ہوں اپنی محبت پانے کے لیے گر رہا ہوں ڈوب اگر تم لپٹ کر آؤ تو میں تمہاری منتحری ہوں کی تمہارے لیے سدا دعا کروں گی کہ تم سدا خوش رہو۔ اب تم جاؤ ڈالے کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے ان کی یہ آخری ملاقات تھی دونوں مخالف سمتوں میں چلے گئے میں کل بھی تمہارہ کیا تھا اور آج بھی تمہارہ رہا ہوں بلکہ ہو ڈوب کے دل سے ایک سردی آگ لگی کاش میں تمہاری محبت کی قدر کرتا تو آج میں یوں تھا نہیں ہوتا ڈوب بند تو ایک کرے میں بیٹھا گئے وقتوں کو یاد کر رہا تھا ڈوب کی آنکھوں سے چھپتے ہوئے آنسوؤں کے کی قطرے بہہ کر خراشوں پر سے بہہ گئے کاش آج تم مل جاؤ ڈالے دیکھو میں لوٹ آیا ہوں مگر تم

نہیں ہو اس لگنٹوں میں اپنا سر رکھ دیا اور کی لگنٹوں تک یوں ہی بے سدھ پڑا ہوا۔
ڈوب یاد بائیں میں کھو گیا۔ ڈالے اور ڈوب ایک ساتھ یتیم خانے میں بے ہوش پھلے تھے ان کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا ان کے نام بھی یتیم خانے والوں نے رکھے تھے ڈوب ہمیشہ ڈالے کے ساتھ رہا تھا وہ دونوں ہمیشہ ایک ساتھ رہے تھے اور ان کی زندگی میں اس وقت درازیں آئی جب وہ بڑے ہو چکے تھے ڈالے ان عمر سے میں بچپن ہی سے ڈوب سے محبت کرنے لگی تھی مگر ڈوب اسے صرف دوست ہی سمجھ رہا تھا جب وہ دونوں میٹرک تک تعلیم حاصل کر گئے اور تھوڑے باخبر ہوئے تو دونوں کو یتیم خانے سے باہر نکال دیا اور دونوں کو گورنمنٹ ہسپتال بھیج دیا انہیں کرنے کے بعد ڈالے نے ڈوب سے اظہار محبت کر دیا مگر ڈوب زندگی میں اپنی خوابوں کو پالنا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ پہلے وہ کچھ بن جائے پھر اپنے خوابوں کی کس پسینہ لڑی سے شادی کرے گا اور یوں دونوں کی راہیں جو ابھی تک ڈالے کی مگر جب سے ڈالے اس کی اسے ڈالے کی کوئی قدر نہیں تھی مگر جب سے ڈالے اس کی زندگی سے کھل گئی تب ان کی زندگی میں اتار و چڑھاؤ آئے ڈالے سے جدا ہوئے دو سال گزر گئے اور ڈوب یوتیورٹی میں داخل ہو گیا۔



شہر سے دور اک پہاڑ کے پاس ایک خوفناک اڑوھا رہتا ہے۔ اب تک وہ پتنگڑوں کی دھڑوں کو لپک چکا ہے اس کو مارنے کے لیے بہت سے لوگ کھینچے گئے۔ وہ خود اس کا شکار ہو گئے۔ کوئی بھی اس کو مار نہ سکا ہے۔ منہ سے آگ کے شعلے نکلنے ہیں، چوکی چڑیاں شعلوں کی زد میں آجائے وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ تم نے مجھے اس اڑوھا کا خون لار کر دینا ہوگا۔ بوڑھے نے اپنی بات مکمل کی۔ ٹھیک ہے بابا میں آپ کی شرط پوری کرے گی۔ وہاں آؤں گا۔ رضوان نے اٹھتے ہوئے کہا وہ جانے ہی والا تھا۔

کسے بوڑھے کی آواز سنائی دی۔

روکھی باپنی رضوان نے بوڑھے کی طرف مڑے۔

ہوئے کہا تمہارے پاس اس اڑوھے کو مارنے کے لیے کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ تم یہ گوارے لے جاؤ۔ بوڑھے نے پاس پڑی گوار رضوان کو دی۔ پھر اس بوڑھے نے ہاتھ اڑوھا تو اس کے ہاتھ میں ایک بول آئی اور وہی بول بھی لے جاؤ۔ اس بول میں تم نے اڑوھے کا خون لار دیا ہوگا۔ رضوان نے بوڑھے سے گوار اور بول لے لیا اور غار سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلا۔ راستہ نہایت خطرناک تھا۔ جا بجا گھٹی جھاریاں تھیں جن میں کسی کی اونچ لے لیے کاٹنے سے زمین چٹری اور خشک گی اور دور تک پانی کا کام دیشان نہیں تھا۔ اس پہاڑ کے ارد گرد ایک بہت بڑا جنگل تھا جس کے بہت سے درخت کالے اور پھلے ہوئے تھے اور جگہ جگہ سے زمین بھی پوڑی تھی رضوان کو کیا کہ یہ درخت اور زمین اس اڑوھے کے منہ سے نکلے۔ وہاں ایک قسم ہوا تو پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے پہاڑوں سے ٹھونڈے قاصدے پر ایک سیاہ رنگ کا اونچا سا ٹیلہ دکھائی دیا اس نے غور سے دیکھا تو وہ خوفناک اڑوھا تھا جو کڈلی مارے سورہا تھا اس نے گوار سنہائی اور خاموشی سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف چل پڑا۔

رضوان اس کے پاس پہنچا تو وہ سورہا تھا رضوان

نے ایک چٹانک باری اور اس کے سر پر سوار ہو گیا اور گوار کے دارا اڑوھا کے منہ میں کیا اور گوار کے دارا اس کی دونوں آگھوں میں بھی کئے اڑوھا کے اوپر سناٹا کر دے سے بھنکارا، باری تو اس کی شعلے دودھ کے گئے اور پوری فضا کھلایا۔ رضوان نے ایک زبردست دارا اڑوھا کے منہ پر کیا اور اڑوھا ترپنے لگا وہ کافی دیر تک تیار باہر پھر اڑوھا ہو گیا رضوان نے اس اڑوھا کا خون بولس میں ڈالا اور غار کی طرف دوڑا۔ وہاں گیارہ گئے کے سفر کے بعد غار میں پہنچا تو بوڑھا اس کا ہتھیار تھا اس نے جب خون کی بولس بوڑھے سے رضوان کے ہاتھ میں دیکھی تو بہت خوش ہوا۔

یہ پیچھے آپ کی پہلی شرط پوری ہوئی رضوان نے خون کی بولس بوڑھے کو دیے ہوئے کہا بوڑھے سے خون کی بولس اس سے لار لیجئے۔ کو کہا وہ بوڑھے کے سامنے بیٹھے گا۔ تم بہت جہادری کا کام کیا ہے۔ اب تم نے میری دوسری اور آخری شرط پوری کرنا ہوئی بوڑھے نے کہا بابا آپ مجھے اپنی آخری شرط بتائیں مجھے کیا کرنا ہوگا میری آخری شرط یہ ہے کہ تم نے مجھے سوسال پرانی کو پڑی لار کر دینی ہوگی کو پڑی میں نہیں رات کے وقت جانا ہوگا تاکہ سورج کی روشاں اس پر نہ پڑے۔ بوڑھے نے اپنی بات مکمل کی لیکن بابا مجھے سوسال پرانی کو پڑی کس قبرستان سے ملے گی رضوان نے پوچھا۔

رات ہوئے دونوں میں نہیں خود قبرستان پہنچا۔ دونوں کا بوڑھے نے کہا اس طرح نہ کرنا تاکہ اور رات میں رضوان نے بوڑھے کے سامنے بیٹھا تھا اور بوڑھا اڑوھا دیکھ کر کہنے لگا میں نے یہ کچھ نہ بڑھ با تھا۔ ایک ہی بوڑھے نے اپنی آنکھ کھولیں میں نے اس قبرستان کا پتہ نہ لیا۔ یہ تیار ہوتاں تم بوڑھے نے پوچھا میں بابا میں تیار ہوں رضوان نے کہا کیا بات یاد رکھنا۔ قدم قدم پر خطر ہے۔ اس قبرستان میں جنوں اور چڑیلوں کا بھی گہرا ہے۔ قبرستان کے آخر میں جو قبر ہے وہ تمام قبروں سے بڑی قبر ہے۔ صرف اس قبر میں سوسال پرانی کو پڑی ہے۔ بوڑھے نے تفصیل بتائی کہ بابا آپ مجھے اس قبرستان میں پہنچا دیں رضوان نے کہا ٹھیک ہے تم اپنی آنکھیں بند کر دے۔ بوڑھے

نے کہا لیکن بابا میں قبر کس چیز سے کھودوں گا رضوان نے پوچھا بوڑھے نے اپنا ہاتھ اڑوھا تو اس کے ہاتھ میں ایک لوہے کی سوئی آئی۔ یہی لوہا اس کے ساتھ تم آسانی سے قبر کو دھکے بوڑھے نے وہ ملاح رضوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

رضوان نے وہ ملاح بوڑھے سے لے لی اپنی آنکھیں بند کر دے۔ بوڑھے نے کہا تو رضوان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بوڑھے نے منہ میں کچھ بڑھ کر اس پر چوک بٹکا تو اس کو ایک چھوٹا کلاب اپنی آنکھیں کھول دے۔ بوڑھے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک قبرستان میں کھڑا تھا جائیداد کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ عایدی روشنی میں رضوان کو ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی اس نے ادھر ادھر دیکھا اسے کوئی شغل نہ آیا تو وہ آگے چل پڑا۔ وہ مختلف قبروں کے درمیان میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا اس قبرستان کی تمام قبریں بڑی بڑی تھیں۔ وہ اچھی ٹھوڑی آگے گیا کہ وہاں کس کسے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی آنکھیں ملکی کی ملکی رہ گئیں اس کے پیچھے کی تمام قبریں پھٹ چکی تھیں اور مردوں اپنی قبروں سے باہر بیٹھے۔ خوفناک لگا ہوں سے گھور رہے تھے وہ کافی دیر تک خوفزدہ کھڑا تھا انہیں دیکھا۔ باہر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا تو اس کے گلے پر اڑوھا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ باسی بیچا اس نے جب پیچھے دیکھا تو تمام قبریں پھٹ چکی تھیں اور مردوں سے گھور رہے باہر بیٹھے ہوئے اسے گھور رہے تھے اس نے اپنی نگاہیں وہاں سے ہٹا لی اور بڑی تیزی کی طرف متوجہ ہوا جو بالکل صحیح سلامت تھی حیرت ہے اور تمام قبریں پھٹ چکی ہیں لیکن کیوں نہیں ملے۔

رضوان نے دل میں دل میں سوچا اور پھر ملاح سے قبر سے ملنے بیٹھے لگا کھانی ختم کے بعد اس نے قبر سے ملنے بیٹھے گویا وہ قبر میں اترا اور کو پڑی لے قبر سے باہر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ مرد ہے جو پہلے اپنی قبروں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اب وہاں نہیں تھے

اور تمام قبریں ہی جو پھٹ چکی تھیں اب صحیح سلامت تھیں۔ جب اس نے پیچھے دیکھا تو کلاب کر رہ گیا۔ اس کے پیچھے جس قبر سے اس نے کو پڑی نکالی تھی اس کو پڑی کا دھڑ پیچھے کھڑا تھا اس دھڑ نے رضوان کو پکڑنے کی کوشش کی تو رضوان نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا اس کو اپنے پیچھے کسی کی کھڑے ہوئے قدموں کی آوازیں اُتر رہی تھیں وہ بھاگتا ہوا قبرستان سے باہر آیا۔ جب اس نے پیچھے دیکھا تو پیچھے کوئی بھی نہ تھا خوف سے اس کے ہاتھ پاؤں کلاب رہے۔ وہ کو پڑی کو اس نے سنبھالی کہ آواز ساتھ کچھ کر رہا تھا اپنی آنکھیں بند کر لے۔ بوڑھے کی آواز سنائی دی اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تو اسے ایک جھکا لگا اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ بوڑھے کے سامنے کھڑا تھا وہ اب بھی خوف سے کلاب رہا تھا۔ یہیں بابا میں نے آپ کی دوسری شرط بھی پوری کر دی رضوان نے وہ کو پڑی بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یتیمو بوڑھے نے وہ کو پڑی لیتے ہوئے کہا وہ بوڑھے کے بابا میں نے آپ کی دونوں شرطیں پوری کر دیں ہیں اب آپ مجھے جاؤ دیکھا دیں رضوان نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اس وقت کو پڑی کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیوں سیکنا چاہتے ہو؟ اور قبر تیار سے ساتھ لیا کیا ہوا ہے جو تم جاؤ سیکنا چاہتے ہو؟ بوڑھے نے کو پڑی کو ایک طرف رکھ دے ہوئے کہا بابا میں اپنے باں باں اور سبکنا نامہ کے ساتھ ایک گاؤں میں رہتا تھا اب ایک سکول میں منتقل ہوا اس میں ایک شخص کا کہنا تھا ایک دن جب میں اُس سے وہاں آیا تو اُسی اور نامہ بہت زیادہ پریشان تھی۔ میں نے اسے اُسی پریشانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ کبھی آج سات دن ہو گئے ہیں آنکھیں جن ہمارے گھر آتا ہے اس نے اپنا نام نوش جن بتایا ہے۔ اس کی شکل بہت ہی خوفناک ہے وہ روزانہ انہیں تنگ کرتا ہے۔ وہ آج بھی آیا تھا۔ وہ آج مجھے تھا وہ کبہر ہاتھ کدو چل آئے اور نہ کدو کھاکلے چائے کا گوار اور کڑی

اس کے راستے میں آئے گا تو وہ اسے بارے گا شہر کی
کی باتیں سن کر خاموش ہو گیا کیونکہ شہر ان کی باتوں کو
جوت سمجھ رہا تھا میں ویسے تو جوتوں جیوتوں پر یقین
رکھتا تھا کہ وہ آج کے زمانے میں بھی ہوتے ہیں اور پہلے
بھی ہوتے تھے لیکن میں اس بات کو یقین مانتا تھا کہ وہ آج
کے زمانے میں بھی انسانوں کو کھینک کرے ہیں۔

میں نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ جب تک ان کو نقصان
نہ پہنچایا جائے یہ انسانوں کو اس وقت تک نقصان نہیں
پہنچاتا ہے جس نے اسی اور نہ کسی طرف دکھا جو بہت
زیادہ پریشان اور ڈری ہوئی لگ رہی تھی خیر میں نے اسی
کی باتیں ایک کان سے سنی اور دوسرے سے نکال دیں
جب دوسرے دن میں گھر آیا تو ہر طرف خون ہی خون
پڑا ہوا تھا اور ایک طرف میری اسی اور ایک لاشیں پڑی
ہوئی تھیں اور اندر سے بھی گھر میں نہیں تھی اب مجھے اسی کی
ہوئی باتیں جانتے ہیں کہ وہی جیسے جو انہوں نے قسم
تانی تھیں اس دن میں مبت ہو گیا اس دن میں نے قسم
کھائی تھی کہ میں اپنے اسی اور ایک سے قاتل کو زندہ نہیں
چھوڑوں گا اور ان کے کچھ ڈھونڈ کر لاؤں گا میں بہت سے
عالموں کے پاس گیا اور ان سے کوشش کی کہ بارے میں
پوچھا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور میں کس طرف اس سے بدلہ
لے سکے ہوں کوئی بھی مجھے اس کے بارے میں نہ جانتا
انہوں نے بہت زیادہ منتظر بنے لیکن میں نے اس کے
بارے میں نہ جان کے ایک ایک عامل نے مجھے بتایا کہ کوشش
جن بہت زیادہ طاقتوں کا مالک ہے میری طاقتیں اس
سے بہت کم ہیں جب بھی میں ستر پڑھتا ہوں تو مجھے ہر
طرف سیاہ دھواں نظر آتا ہے پھر اس نے مجھے آپ کے
بارے میں بتایا کہ آپ میری مدد کر سکتے ہیں اور میں آپ
سے جاودہ کیلئے کہ اس سے بدلہ بھی لے سکے ہوں پھر
میں آپ کے پاس آ گیا۔

میں نے آپ کی بات میری مدد کریں گے رضوان نے اسی
بات کی سہیلی ہاں میں تمہاری مدد ضرور کروں گا میں ابھی
ایک گھنٹے کا چلہ کر کے کوشش جن کے بارے میں پتہ
کرتا ہوں تم ابھی غار سے باہر جاؤ اور جب میں نہیں

بھلاؤں گا۔ پتہ اندر آتا ہوڑے کی چٹکی کی آواز آئی تو وہ
بھاگ کر آگے بھٹکے گئے بعد رضوان کو بوڑھے کی چٹکی
آواز آئی تو وہ بھاگ کر غار میں داخل ہو گیا جب وہ غار
کے اندر پہنچا تو اس کے منہ میں سے ایک بچہ نکل گئی
کیونکہ منظر یہ کچھ ایسا تھا سامنے ہی بوڑھا خون میں لٹ
پتہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا میرے پاس آؤ
بوڑھے کی دہریہ آواز کٹی رضوان جلدی سے بوڑھے
کے پاس گیا میں اس میں اوشش جن کو بھلانے میں کامیاب
ہو گیا تھا لیکن میں اپنے گھر دھار بنانا بھول گیا تھا جس کی
وجہ سے اس نے مجھ پر چلے کر دوران کی اپنا ہار
کروا یا اور میں اس کے بارے میں سچ نہ سکا تم نے اس
کو بوڑھے پر ایک چلہ کر کے تم میرا خون کی لومیری ساری
طاقتیں اور میرے قبضے میں جو بھی چیز سمجھتے ہیں وہ
تمہارے قبضے میں ہو جائے گی یہ کہہ کر اس نے اپنا بازو
رضوان کی طرف بڑھایا جس سے خون بہہ رہا تھا رضوان
نے ایک نظر بوڑھے کی طرف دیکھا اور بوڑھے کے بازو
سے منہ لگا کر خون پینے لگا اس نے تھوڑی دیر بعد منہ اٹھا
کر دیکھا تو بوڑھے کی آنکھیں ملتی ہوئی تھیں اور اس کی
روح جسم کا ساتھ چھوڑ چکی تھی میں نہیں زندہ
نہیں چھوڑوں گا کوشش جن رضوان نے منہ کے ساتھ لگے
خون کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

رضوان نے جسے ہم نے اندر ایک نئی طاقت محسوس
کر رہا تھا بوڑھے کی تمام طاقتیں اب رضوان کے پاس
تھی رضوان نے کوئی منتظر رہا تو چل پڑا حاضر ہوئی کیا
کھم سے میرے لیے چلنے کے آتے ہی کہا ہوں کہ وہ تم
رضوان نے پوچھ میں ان کا نشانہ ہیں آپ نے مجھے
کیونکہ بھلا یا ہے ان کا نشانہ چلنے کے لیے مجھے بتاؤ کہ میں نے
اس کو بوڑھے پر یوں مار چلہ کرنا ہے رضوان نے کھوپڑی کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا پتہ اس نے غار کے اندر
تین بیٹھ کر اس کو بوڑھے پر ایک رات کا چلہ کرنا ہے
چلہ ختم ہو گا تو آپ نے اڑوہا کا خون اس کو بوڑھے پر ڈالنا
ہے اس کو بوڑھے کی سرخ ہو گئی تو آپ کا چلہ کامیاب ہو جائے
گا پھر آپ جو بھی اس سرخ کھوپڑی سے پوچھیں گے وہ

آپ کو سب کچھ بتائے گی اگر کو بوڑھے کی سرخ نہ ہوئی تو
آپ کا چلہ کام ہو جائے گا پھر آپ نے چاکس راتوں
کا چلہ کرنا پڑے گا پھر اس چلنے کے رضوان کو درد تھا
اور غائب ہو گئی رضوان نے بوڑھے کی لاش کو اٹھایا
اور باہر جا کر کفن کروا دیا بوڑھے کو دفنانے کے بعد غار
میں آ گیا رات ہو چکی تھی رضوان نے آگ جلائی اور اپنے
گھر دھار بنا کر چل پڑا کر دیا۔

چلے کے دوران اسے بہت خون کا خشک نظر
آئیں لیکن وہ حصار سے باہر نہ لگا جب چل پڑے ہوئے
میں پانچ منٹ دور گئے تھے تو رضوان کی بہن بنا کر آئی اس
نے کہا رضوان تم یہ چلہ چھوڑ دو ورنہ وہ جن میں مجھے بارے گا
رضوان نے آنکھیں بند کر لیں جب چلہ ختم ہوا تو رضوان
نے اڑوہا کا خون سامنے رکھ کر بوڑھے پر لالہ ڈال دیا
سے رضوان نکلنا شروع ہو گیا رضوان یہ دیکھ کر پریشان
ہو گیا وہ سمجھا کہ اس کا چلہ کام ہو گیا لیکن تھوڑی دیر بعد
یہ دیکھ کر کہ کھوپڑی کا رنگ ابشتہ سرخ ہو رہا ہے اس
کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں لیکن اس کی ایک ہی
کھوپڑی میں حرکت آئی اور وہ اوپر کوٹنے کی کھوپڑی
دو تین فٹ کی اونچائی پر جا کر رگڑنے لگا کیونکہ میرے
لیے کھوپڑی سے آواز سنائی دی تم جاؤ اور کوشش جن کے
بارے میں پتہ کر کے آؤ کہ وہ کہاں رہتا ہے اور اس نے
میری کھوپڑی کہاں کر رکھا ہے رضوان نے کھوپڑی کی
اڑی ہوئی تھیں جو غائب ہو گئی رضوان غار کے اندر چل
رہا تھا ایک گھنٹہ ہو گیا لیکن سرخ کھوپڑی اب بھی تک وہاں
نہیں آئی رضوان نے سوچا اسے میں اسے باج سے کوئی
چیز اندر لے کر آؤں دکانی دی وہ سرخ کھوپڑی کی کیا خبر
لائی وہ سرخ کھوپڑی رضوان نے جلدی سے پوچھا آقا
میں کوشش جن کے بارے میں سب کچھ جان چکی ہوں
کھوپڑی سے آواز آئی تو پھر جلدی بناؤ۔

رضوان نے سنبھلنے کی کوشش جن آپ کی بہن
کو ایک تین دینا میں سے لیا ہے اس دینا کو کوہ قاف کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے وہاں جنوں دیوؤں اور پریوں کی
حکومت ہے اور طرح طرح کے عجیب بات سے وہ دنیا

نہری پڑی ہے کوہ قاف کے مغربی سرے پر اوشش جن کی
حکومت ہے جس سے پرفوش جن کی حکومت ہے وہ ایک
شہر ہے اس شہر کا نام تھرستان ہے اس شہر کی تمام عمارتیں
سنہرے رنگ کی ہیں جب بھی ان عمارتوں پر سورج کی
رہتی پڑتی ہے تو وہ عمارتیں سونے کی طرح چمک
کرتے ہیں اوشش جن کی نیت خراب ہے وہ آپ کی بہن
پر توے دن کا چلہ کر رہا ہے جب اس کا چلہ مکمل ہو گیا تو
وہ آپ کی بہن کو مار کر اس کا خون ان عمارتوں پر ڈالے گا
تو وہ آپ کی بہن کے سنہرے لباس کو جو آئینوں کے ذریعہ
انسانی دنیا سے کھینک کر اس کا خون ان عمارتوں پر ڈالے گا تو وہ سنہرے
رنگ کی عمارتوں پر آجیسا کہ وہ آپ کی بہن پر چلہ کر رہا ہے
اس کے چلے گا ساتھ دن ہو گئے ہیں صرف سب دن کا چلہ
کر گیا ہے اگر آپ اپنی بہن کو بھانا چاہتے ہیں تو آپ کو
تین دنوں میں اس کوشش جن کو کھنک کر کے سرخ کھوپڑی
سے فیصلے سے کہا اور خاموش ہو گئی اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ
میں اس جن کا خاتمہ کس طرح کر سکتا ہوں۔

رضوان نے پوچھا اس شہر میں خوب صورت باشندے
اور نہیں ہیں جن میں ہمارے محل رہے ہیں ہر
نورارے کا پانی نیلے رنگ کی کوشش جن کے ہر رنگ کا کوئی ہر رنگ
کا کوئی رنگ در رنگ کا اگر اس جن پر سرخ رنگ کا پانی ڈالا
جائے تو وہ جل جائے گا سرخ کھوپڑی نے اٹھایا تھا ایک
تمہارے رضوان نے کہا تو سرخ کھوپڑی نے اڑی ہوئی غائب
ہو گئی رضوان نے ایک اور منتظر پڑھا تو ایک جن حاضر ہوا
اس کا نام ہرسل جن تھا رضوان نے اس سے کھانا منگوایا
اور کھانا کھانے لگا کھانے سے فارغ ہو کر اس نے دوبارہ
رسل جن کو حاضر کیا کیا حکم ہے میرے آقا رسل جن نے
سرجھا کر کہا کہ ایک گھنٹے کوہ قاف پہنچا سکتے ہو رضوان نے
کہا کہی یوں نہیں آپ میرے ہاتھ پر بیٹھ جائیں میں
آپ کو کوہ قاف پہنچا دوں گا۔

رسل جن نے یہ کہہ کر ہاتھ اپنے رضوان کی طرف بڑھایا
تو رضوان اس کے ہاتھ میں بیٹھ گیا اور رسل جن بوڈان
میں اڑنے لگا تھوڑی دیر میں ہی رسل جن رضوان کو لے

کرکھ قاف پہنچ گیا۔ رضوان نے رسل کو جانے کو کہا اور اپنے آپ پر ایک ستر چڑھ کر پھونک ماری بے مضراس نے اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں سے غائب ہو کر چل رہا تھا اس نے دیکھا کہ عالی شان سہری علمیں ہیں اور عمارتیں اتنی بڑی کہ آسمان سے بائیں کرتی ہیں ہر طرف خوبصورت باغیچے اور پھریں ہی اودمان میں نور سے چل رہے ہیں اور ہر نور سے کاپانی دیکھیں ہے گوئی سرخ گوئی سبز اور کئی زرد رنگ کا ہے اور ہر طرف بدصورت دیو اور جن ادھر ادھر پھر رہے۔

رضوان ان سب کو دیکھ سکتا تھا لیکن وہ رضوان کو نہیں دیکھ سکتے تھے رضوان چلتا ہوا سرخ نور سے کے پاس پہنچا گیا اس نے سرخ کو پڑی کو حاضریا سرخ کو پڑی اب بھیے کیا کرتا چاہے رضوان نے تو چھا آپ کسی بھی طرح نوش جن کو اس نور سے کے پاس لے آئیں میں اس کو سرخ پانی میں گرا دوں تو وہ ہر مل کر مر جائے گا سرخ کو پڑی نے کہا اچھا مجھے بے تازہ کہ نوش جن اس وقت کہاں ہے رضوان نے تو چھا وہ اپنی حوٹی میں ہے سرخ کو پڑی نے کہا اب تم چاہو رضوان نے کہا تو سرخ کو پڑی اڑتی ہوئی کہیں غائب ہوگئی حاضریا نے سرخ کو پڑی کے جانے کے بعد رسل جن کو رضوان نے رسل میں بھیے نوش جن کی حوٹی میں پہنچا دو رضوان نے کہا باپ اپنی آنکھیں بند کریں رسل جن کو حاضریا رسل میں بھیے نوش جن کی حوٹی میں پہنچا دو رضوان نے کہا آپ اپنی آنکھیں بند کریں رسل جن نے کہا تو رضوان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس کو ایک جھٹکا جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ ایک خوبصورت حوٹی کے سامنے کھڑا تھا حوٹی کے چاروں طرف جن اور دیو پہرہ و سہرے تھے رضوان نے اپنے آپ پر کیونکہ ستر چڑھ کر کھڑا تھا اس لیے وہ کسی کو بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ آسانی حوٹی میں داخل ہو گیا لیکن کسی نے بھی اس کو نہیں دیکھا حوٹی اندر سے بہت خوبصورت تھی کی چہرے سوئے کی طرح چمک رہی تھی رضوان ایک کے کیا اس نے دیکھا کہ نوش جن کمرے میں آرام سے ہوا تھا اس

کی ہٹل بھی ہوتی خوفناک تھی رضوان کو اس پر بہت طبع آ رہا تھا اس کا دل جا چکا کہ ابھی اس کا ستر چے چھا کر دے لیکن اس نے کچھ سوچا اور کمرے سے باہر چل گیا وہ حوٹی میں مختلف کمروں میں جا کر کچھ تلاش کر رہا تھا کہ اسے ایک تھن خانہ نظر آیا تھ خانے کا دروازہ دھنقا رضوان نے کچھ چڑھ کر دروازے پر پھونک ماری تو دروازہ کھل گیا اور وہ تھن خانے میں داخل ہو گیا اگلا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو لگے سامنے اس کی بہن نا سائیکہ سخت پرے ہوئی چڑھی تھی رضوان اس کے پاس گیا اور اسے ہوش میں لانے کا محوڑی کوشش کے بعد نامرکو ہوش آ گیا جب نامر نے اپنے بھائی کو اپنے پاس دیکھا تو رونے لگی رضوان نے اسے گلے سے لگایا بھائی دے مجھے مار دے گا آپ مجھے یہاں سے لے آ گیا ہوں ناں رضوان نے نامر کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا بھائی چاہے جلدی سے مجھے یہاں سے لے جائیں وہ جن اتنا ہی ہوگا نامر نے گھبرا کر کہا۔

رضوان نے رسل جن کو حاضریا رسل نامر کو غار میں لے جا کر اور اسے کچھ کھانے کے لیے دو رضوان نے کہا نہیں میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی یہ مجھے مار دے گا نامر نے ڈرتے ہوئے کہا نہیں میری بہن یہ نہیں کچھ نہیں کہے گی میرے قبضے میں ہیں تم جاؤں گے ساتھ رضوان نے نامر کو گھبراہٹ سے ہوئے کہا رسل جن نامر کو لے کر غائب ہو گیا اتنے میں نوش جن تھن خانے میں داخل ہوا ہے تم نے کیا کیا میں نہیں زندہ وہیں پہنچوں گا نوش جن نے کہتے ہوئے کہیں لے تو اپنے آپ پر ستر چڑھ کر کھڑا تھا تم نے مجھے کیسے دیکھا میں رضوان نے حیران ہو کر پوچھا بابا۔ میرے پاس بہت طاقتیں ہیں میں تمام جنوں سے زیادہ طاقت والا ہوں اس لیے میں نے نہیں دیکھا یا نوش جن نے قبضہ لگا کر کہا رضوان نے بھی ایک قبضہ لگایا اور غائب ہونے کا ستر چڑھا وہ غائب ہو کر سرخ نور سے کے پاس آ گیا نوش جن نے بھی ستر چڑھا اور سرخ نور سے کے پاس آ گیا کچھ کہاں جاؤ گے نوش جن نے کہتے ہوئے نوش جن نے تھ

اور پکڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک گھوڑا اور نوش جن نے گھوڑا کار رضوان پر کیا تو وہ کچھ بیٹھا گیا اور نوش جن سرخ نور سے میں جا کر اور اس کی چٹوٹی کا سلسلہ شروع ہو گیا اس کی چٹوٹی اتنی اونچی تھی کہ زمین پلنا شروع ہوئی اور ساری عمارتیں جو سہرے رنگ کی تھیں ہر دھڑا دھڑا چلنے لگیں رضوان نے سرخ کو پڑی کو حاضریا کیا۔

مجھے خاں میں پہنچا دو رضوان نے جلدی سے کہا آپ اپنی آنکھیں کر کے جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ نامر کی آنکھوں کے پاس کچھ نامر نے اپنے اس باپ کا بدلہ لے لیا رضوان ان نامر کا ہاتھ پکڑ کر خوشی سے کھانچا جب نامر نے خوش ہو کر کہا تم میری سہم رضوان نے کہا تو نامر خوشی سے اچھل پڑی رضوان کے قبضے میں جیتے بھی جن بھوت اور پڑی میں اس نے انھیں آزاد کر دیا اور سرخ کو پڑی کو ڈھارداں اس کی قبر میں دفن کر دیا اور نامر کو لے کر وہاں آ گیا کچھ دنوں کے بعد اس نے نامر کی شادی کر دی اور خود بھی ایک لڑکی جو اس کیساتھ آفس میں کام کرتی تھی اس کے ساتھ شادی کر لی اب وہ اپنی بیوی کے ساتھ بہت خوش رہتا ہے لیکن اپنے باپ کی کئی کئی بھی بیویاں رکھیں کر سکتا ہے۔

تاکر نامر کی بیوی کہاں اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا۔ مجھے آپ کی رائے کا شہت سے انتظار رہے گا۔



غزل

اک اک درد چہ کھی تحریر تیرے نام
آہینے کھوں ماسوں کی آخر تیرے نام
مجھ میں ہے میرا کیا سب کچھ ہی تیرا ہے
آجینے نہ بھی بنا فلاں تصویر تیرے نام
میں بہت خوش فکس ہوں مجھے تو جوں کیا
شاہی خدا نے کبھی میری لکھ تیرے نام
آ کر چمچ لے میرے بدن سے تمام خون

ہر اک قطرہ بنائے گا تصویر تیرے نام
تو مجھ میں یوں سا جا کوئی دیکھے نہ تجھے
کرن کر دوں گی محبت کی آخر تیرے نام
کشور کرن چکی۔



غزل

میں اپنی توڑ کر چڑی قسمت آدمی ہوں
بھلی کھوں کو جوڑ کر پھر تیرا نام بتا ہوں
بھلی جب کھوں سے تیرا نام بتا ہے
پھر چم چم کر دے گویے آنکھوں کو لگتی ہوں
کستا پار ہے تم سے کبھی تو سوچ نہیں سکتا
تیری اس بے پناہ محبت کا اندازہ یوں لگتی ہوں
اگر کھوں میں۔ مہندی سے تو رنگ تا چمکتا ہے
میں تیرے نام کا اک لفظ اپنے ہیم سے لاتی ہوں
لے گا وعدہ کر کے ہر روز بھول جاتی ہوں
تم مجھے لے کر خاطر خود کو بہت سکتی ہوں
جب خواب میں آ کے لیتے ہو وہ منظر نہیں سکتی
بیادوں میں نہ پا کے کرن خود کو بہت لاتی ہوں
کشور کرن۔ چوکی



قطعات

تیرے نام سے موبل ہے تم پار بہت کرتے ہو
ہم نے جات کے لئے سال پہ تم نے خود کو دبایا ہے
اک دن مجھے نہ پکڑا یہاں تیری آنکھیں دوں گی
تم نہ لیاں کہوں سے ہر قسم انہیں سنایا ہے
m
وہ میرے شعروں کے ہر لفظ میں ہے
میرے شعروں میں عنوان اس کے
میرے ہاتھ میں جب سے کلم آتا
ہر غزل کھی ہے نام اس کے

خون کی پیاس

تحریر: ایم آفریدی

نہ جانے کتنی صدیوں کے بعد اس انسانی خون کی پیاسی کو زندگی کی رمل مل گئی جس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور آزاد ہوئی۔ یہ انسانی زندگی سے کیلنا شروع ہوئی۔ اس نے لوگوں کا بے دریغ قتل عام شروع کر دیا اور برسوں کی پیاس کو بجھانا شروع ہوئی۔ اس کے پیٹے بھی اس سے کم نہ تھے۔ بیٹیوں کی بیٹیوں کو اجاڑ کر رکھ دیتے اور لوگوں ڈراتے دھمکاتے اور خوفزدہ کرتے۔ غربت کے ہاتھوں لئے ایک شخص نے اس غلام راہ کا رخ کیا اور خوفی ویلی کو ایک ساڑھ کے ساتھ مل کر بادوئی کتاب کے ذریعے آزاد کر دیا۔ یہ کام جو آج تک کوئی بھی نہیں کر سکا تھا اس نے کر دیا تھا لیکن اس نے جو کچھ سوجا تھا اس کے برعکس ہوا اور اس کو بجائے اس کی شرائط پوری کرنے کے انہوں نے اس کو قتل کر دیا لیکن ظلم کو ایک دن ختم ہونا ہوتا ہے اور ایک نوجوان کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہوا۔ خوفناک دیوی کیسے ماری گئی، ساڑھ کیسے مارا گیا اور موت اور زندگی کے درمیان تپ اور پائل کے درمیان خوفناک جنگ، ایک خوف اور دہشت سے بھرپور جگہ داستان جس کو بڑھنے کے بعد آپ کی آنکھوں میں آسوں کے ساتھ خوف، درد اور جہت بھی ہوگی..... ایم آفریدی کے کلم سے کبھی ہوئی خوفناک

اتناں ارے او اماں! کدھر ہے تو؟ کیا ہے راجو! جو کیوں شور مچایا ہوا ہے۔ آرام سے کیا نہیں بیٹھ سکتا۔ راجو جو کہ اپنی ماں کو آوازیں دے رہا تھا۔ آگے سے اس کی ماں کی گردن آواز کی توہم کر بولا۔ اماں بہت زردوں کی بیوک گئی ہوئی ہے۔ کچھ دے دے ناں۔ ارے راجو جہت ہے ابھی تو کچھ دیر پہلے تو نے کھانا کھایا تھا، اتنی جلدی دوبارہ بیوک لگ گئی ہے کیا؟ تعجب ہے پیٹ نہ ہوا امیر محمد کی بیٹیں ہوگی۔ ارے اماں! کیا اب بھی بیوک نہ ہوں دو دن سے کچھ نہیں کھایا۔ رات کو بھی تو نے پہلا کر سلا دیا تھا۔ یہ بات کہہ کر راجو کی نہ جانے آواز کیوں ہرڑائی گئی اور پھر وہ بلک بلک کر رونے شروع کر دیا۔ رضیہ بیگم جو کہ راجو کی ماں تھی، اسے دیکھ کر اس طرح بلک بلک کر رونا نہ دیکھ سکی اور اس کے اندر یکدم ماستا کا جذبہ جاگ اٹھا اور بے اختیار راجو کو اس نے اپنے سینے سے لگا لیا اور قتل دیتے گئی اور بولی مہر کر میرے بچے بھی اللہ! آجیے

دن بھی وہ کسائے گا۔ یہ تو دو دن ہیں ہم تو کئی دن دن بھوکے رہے لیکن انک نہ کی۔ باپس نہ ہو لیکن اصل میں رضیہ خود بھی تین دن کی بیوک تھی۔ ان کے اس جھوٹیوی نما گھر میں کھانے پینے کا ایک کلو، بھی نہیں موجود تھا۔ سلطان جو کہ راجو کا باپ تھا، مزدوری کے لئے ہر روز نکل جاتا لیکن عیال ہے کوئی مزدوری ہاتھ آتی اور سارا دن بھوکا پیاسا ٹھوکتا رہتا لیکن شاید اس کے تعصب میں مزدوری نہیں تھی اور مجبوراً رات کو خالی ہاتھ گھر کو لوٹا لیکن گھر پیچھے ہی اپنا پاستا نہ روپے کر دیتا اور خوشی کے انداز میں شرب لگا تا اور بیوی اور بچے کو پہلا کھلا کر سلا دیتا اور خود ساری رات اس پریشانی میں گزار لیتا کہ وہ اپنی بیوی اور بچے کو کیسے کھلائے پلانے گا اور اسی سوچ و بیمار میں اس کی آنکھ لگ جاتی اور دوسرے دن پھر وہی معمول اور سارا دن در بدر کی ٹھوکریں سلطان اندر سے بکھر سکتا تھا حالانکہ وہ پردہ کا

لکھا تھا، لی اے کیا ہوا تھا کہ دن کے کئی حالات کسی غریب کو سکھ اور چین کی زندگی اور اچھا کھانا اور اچھے رہن سہن کرتا ہوا کیسے دیکھ سکتے ہیں اس لئے غریب روزانہ بھوکا پیاسا زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

مج ہی مع سلطان گھر سے نکل کر ہوا۔ رضیہ اور چھوٹے سے بچے راجو کو دس لے کر کہہ دو آج ضرور کچھ نہ کچھ لے کر آئے گا۔ مات کو رضیہ نے غریب ہی گاؤں سے کچھ باک کر لائی اور دونوں ماں بیٹے نے اپنی بھوک کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ سلطان صبح ہی صبح مات کو چوری کرنے کے لئے کسی اچھے سے گھر کو دیکھنے کی غرض سے نکلا تھا۔ معلوم منزل کی طرف گاؤں اور سلطان کا بلی ارادہ تھا کہ وہ اپنے گاؤں کے علاوہ کوئی اور گاؤں جانا چاہے تاکہ چوری کا الزام اس پر نہ پڑے۔ گاؤں کی حدود سے نکل کر وہ جنگل میں داخل ہو چکا تھا۔ چلتے چلتے اچانک سلطان کو کھانوں کی خوشبو محسوس ہوئی جیسے کسی کی شادی ہو۔ سلطان چنک کر اس سنان جنگل میں دیکھنے لگا لیکن اس کو کوئی بھی ایسے جگہ دیکھ نہ پائی جہاں سے وہاں اچھا یا دیوں میں چاؤں کی خوشبو نظر آئے۔ ہوں یہاں سے مہینا ہوا کوئی انسان بھی نظر نہیں آ رہا۔ پھر اچانک اس نے سر جھیک کر آگے کی طرف مشورہ کر دیا۔ ابھی وہ چلا ہی تھا کہ ایک دفعہ دوبارہ خوشبو تیزی سے اس کے فستوں میں داخل ہوئی اور دوبارہ چنک کر لیکن پھر چل پڑا لیکن اس دفعہ خوشبو اس کو محسوس ہوئی لیکن سلطان نے اس رخ کو بھی محسوس کر لیا اور تیزی سے جھباڑوں میں داخل ہو گیا۔ کچھ دیر چلا ہی تھا کہ اس کو اپنے آپ کے ایک میدان نظر آیا یا ایک میدان کو دیکھ کر سلطان کے ذہن میں خیال آیا کہ لگتا ہے یہاں بہت ہی زیادہ گنواں کائی گئی ہیں تب یہ جگہ صف ہوئی ہے۔ پہلے یہ جگہ ایسی تھیں لیکن اچانک اس کی نظر اس خوشبو محسوس کرنے ہوئے مزی تو تیرا گی سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

میدان میں ایک بہت ہی لمبا سرخون کا ہوا تھا

اور انواع و اقسام کے کھانے اس پر پڑے ہوئے تھے اور ایک بڑا سا درخت سرخون پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ سلطان بھی کافی دنوں کا بھوکا تھا کھانے کو دیکھتے ہوئے اس کی بھوک چنک پڑی اور وہ بے فرما ہو گیا اور بے طاقتانہ نظروں سے سرخون کو دیکھنے لگا لیکن پھر غیر ارادی طور پر اس کے قدم اس طرف چل پڑے اور جا کر اس بوڑھے کے سامنے کڑا ہو گیا اور لپٹائی ہوئی نظروں سے ان کھانوں کو دیکھنے لگا لیکن خود راہی جو کہ اس غریب سلطان کے خون میں دوڑ رہی تھی، وہ روک رہی کی درندہ چلی کی طرح جھپٹ پڑتا اور چند ہی لمحوں میں کھانے کو چٹ کر جاتا۔ اچانک اس بوڑھے نے اپنی نظروں کو اوپر اٹھایا اور سلطان کو دیکھتے لگا جو کہ ان کھانوں کی طرف ٹھوکر تھا۔ اس بوڑھے شخص نے بڑے غور سے سلطان کو دیکھنے لگا لیکن سلطان کے چہرے کو پڑھا ہو اور اس کی بھولی زندگی کے حالات پر نظر دوڑا رہا ہو۔ اس کے چہرے پر کسی رنگ آئے اور بچے گئے اور ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں کھوکھیا ہو اور اس کی مینوں کے بعد اس نے ایک کچھ سامنہ خارج کی اور اس وقت اس کے چہرے سے ٹھٹھانے کا وہ نظر آ رہا تھا اور پھر اچانک اس بوڑھے کے بد صورت چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار کرنے لگی۔

”کیوں رہے بالک! ارے کیا دیکھتے ہے، کیا بہت بھوک لائی ہے بالک تھیں کوں..... آ جا کھانے کا لے یہ تو ہے یہ تیرے لئے..... جلدی کھا جلدی کھا۔“ سلطان جو کہ اس بوڑھے کی باتوں سے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا اسے دیکھ کر حیران ہو گیا کیوں کہ وہ شخص کھانے میں لگا ہوا تھا اس لئے اور دوسرا سلطان بھوک کی وجہ سے اندھا ہو گیا تھا اور اس کو تو صرف کھانے پر نظر تھیں، اور کہہ دے یہ نیاز تھا۔ اس شخص کو دیکھتے ہی چنک کر سامیا۔ عجب سے چھوٹے قد کا انسان تھا، سوکھا بدن اور گٹھا ہوا سر۔ گلے میں بہت سے سینے پڑے ہوئے۔ اس بوڑھے کی شکل دیکھنے کے بعد سلطان کو

عجب کی کوفت ہوئے لگی۔ بندر کی طرح ابھری ہوئی بیٹھائی، سانولا رنگ اور سب سے خاص اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں چلی ہوئی عجب کی ہراساں چنک اور خاص اور عجب بات کہ وہ دیکھ کر بجائے حیران ہوں گے مسکرا رہا تھا اور چھوٹی چھوٹی ساپ جیسی خطرناک آنکھوں سے گھر نکھر رہا تھا۔ سلطان کو خبر نہ تھی کیوں اپنے بدن میں ایک زبردست جبر جبری کی ہوئی محسوس ہوئی اور مزاح کی ہڈی میں ایک سوردہ دوڑتی محسوس ہوئی اور ایک خوف سا ہونے لگا لیکن حیرت ناک بات کہ اس بوڑھے کے دیکھنے کے بعد بھوک میں آگے سے زیادہ اضافہ ہو گیا جیسے اس نے گاڑی کی پیٹنگ کو تیز کر دیا ہو مجھے اپنے آپ پر کنٹرول مشکل ہو گیا کیا کہے رہ چھوڑا کہ وہ نگر کر دیکھے۔ اس کی باتوں کی آواز ابھری جو کہ اس کی شخصیت سے ہم آہنگ تھی تھی۔ سلطان نے جواب دوبارہ بوڑھے ہراساں نہیں کی آواز کی جانب متوجہ ہوا اور پھر بڑی مشکل سے اپنے منہ سے چند آوازیں اور الفاظ نکالنے میں کامیاب ہو سکا۔ کون ہو تو تم؟ سلطان نے کہا۔ لیکن اس سوال کے جواب میں اس بوڑھے کی مسکراہٹ اور کہری ہوئی اور پھر اپنی جھوٹا آواز میں بولا۔ جو کوئی بھی نہیں ہیں تھیں ہمارے کام کے اچھا اب چھوڑ دے ان باتوں کو بالک اور جلدی سے آ جا اور کھانا کھا لے، سوچ گیا کہ یہاں ہے یہ سب تیرے لئے ہی ہے۔ سلطان جو کہ بوڑھے سے اس جواب سے خوفزدہ اور حیران سا ہو چکا تھا، اس کے ساتھ کھانے کے بارے میں سوچنے لگا اور دل اور ذہن دونوں اس کھانے کو کھانے کے کاکہرہ رہتے تھے لیکن کھانے کیوں اس کی بھوک اور زیادہ بڑھ گئی اور آخر کار نہ چاہتے ہوئے بھی بھوک کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور جلدی سے سلطان نے اس جگہ سرخون پر بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ سلطان بڑے سے بھرے انداز میں کھانا کھا رہا تھا جیسے اس سے اس کھانے کو کوئی چیزیں ہا ہو اور بوڑھا بڑی شیطانی مسکراہٹ سے

سلطان کو گھور رہا تھا۔ کھانا چونکہ سلطان نے کئی دنوں سے نہیں کھایا تھا اس لئے اس نے بیچ میں بھر کھایا اور بے کھجک کھایا کشادہ پھر بھی کھانے کا دوش ہو گئے بھی کہ نہیں۔ کھانا ختم کر کے سلطان نے یکدم اس بوڑھے سے سوال کیا کہ بابا جی آپ کون ہیں۔ کوئی کئی بھر ہو یا بہت سے بڑے ساہو جو آپ کا ہو؟ سلطان نے اس بوڑھے کے لئے اندازہ لگا لگائے کہ سلطان سوال کیا کا بے لاگے ہے؟ بوڑھے شخص نے بھی بجائے جواب کے سوال کیا تو بے اختیار سلطان کے منہ سے نکلا تو آپ کئی بہت بوڑھے ساہو گھر رہے ہو۔ تو بھی بھولو ہاں میں ہیں بہت بڑے ساہو یعنی کرام زائے نام ہے ہمارا اور ہم تمہاری سیداکر کے آئے ہیں اور ہم ہی نے تجھے یہاں بلایا ہے۔ چونکہ سلطان نے اس بوڑھے ساہو کی باتوں سے متاثر ہو کر اس کے دریاغ میں چلی گئی تھی اور خیال آیا کہ یہ ساہو کس کام کا نکل آئے تو وارے خارے ہو جا میں گے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ اپنا تمام کام بنیں بھوتوں سے کروائے ہیں۔ کیوں نہ اس لیے اپنے بھی کام کروائے جائیں اور پھر سامنے خیالات ذہن میں جاگ اٹھے۔ جن کے تصور میں وہ رات رات سوچتا رہا تھا۔ ارے اوہ چھوڑے کیا نام ہے تیرا؟ بوڑھے نے پوچھا اور آج تو کس کام کے لئے نکلا تھا؟ بوڑھے کے اس سوال سے سلطان حیران سا ہو گیا۔ بوڑھا پھر بولا۔ میں باتوں یا تو خود بتائے گا۔ سلطان نے سوچا۔ لگتا ہے کہ یہ کوئی بہت بوڑھا ہے چھپانے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا پھر سب سمجھ نہ دیا جائے اور سلطان نے اپنی دروازہ سنا شروع کر دی۔ میرا نام سلطان ہے، اپنی محنت اور لالچ اس کی کوششوں سے بی اسے فرست ڈوڑین میں پاس کیا۔ قریب ہی گاؤں میں رہتا ہوں، میرا والد بھی مزدوری کر کے پیٹ پاتا تھا اور اپنے والدین کی انوکھی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کی ساری امیدیں مجھ سے وابستہ تھیں۔ میرے والد کے انتقال کے بعد گھر کی تمام ذمہ

ایوان بچھ رہا تھیں۔ کچھ عرصہ میں والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ گھر کی جمع پونجی ختم ہو چکی تھی، اپنا گھر کچ کر کرمان پر ایک گھر لیا، کچھ چھ پرش داروں کو دے دیئے۔ گرامہ ادا نہ کرنے کے باعث مالک مکان نے گھر سے نکال دیا اور پھر دوستوں کی مدد پر پیچھے ایک گاؤں سے دور جھوپڑی لٹی کی اور اس میں رہنے لگا۔

سارا سارا دن پھرتا اور کچھ نہ کچھ کام کر کے اس معاوضے سے پیٹ پاتا لیکن وہ دن بڑے اذیت ناک تھے گرامہ ایک ایک دن مزدوری کرتے کرتے مجھے شام ہو گئی اور پھر سے چل دیں وہاں آئے گا کہ ایک سال سے آئی ہوئی گاڑی نے ایک نوجوان لڑکی کو جو کہ پتھر پتھر سے اس گاڑی کے سامنے آئی تھی مگر مادی اور جلدی سے اس گاڑی والے نے اس زخمی لڑکی کو چھوڑا اور بھاگ گیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن ہر طرف سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ جلدی سے آگے بڑھا اور اس دو تیز رو کو اپنے کندھے پر اٹھا یا اور تیزی سے اپنی جھوپڑی کی طرف بڑھنے لگا جو کچھ بھی دور تھی۔ اس لڑکی کے خون سے میرے کپڑے تھوڑے تھوڑے تھے۔ جھوپڑی میں پہنچ کر کھڑی ہے میں نے اس کے زخموں پر نگہ لگی اور اپنی پلینٹا رہا۔ جلدی میں نے بہت سے زخموں کو باندھ دیا اور پھر اس کو ایک گہم ہستر میں لپیٹا۔ وہ دین دن کے بعد اس لڑکی کو ہوش آیا تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اپنی بادشاہت کو بھولی چکی کیونکہ اس کے سر میں بہت زیادہ زخم لگ گئے تھے۔ اس نے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں نے اس کے ساتھ ہی کٹاچ کیا اور اس کا نام دینہ رکھا اور ایک سال کے بعد ہمارے پاس راجا نام کا ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا۔ اب میرے گھر میں شان افرا ہو گئے تھے۔ دو دین دنوں سے ہم بہت محبت جوئے تھے لیکن کوئی مزدوری نہیں رکھ رہا تھا اس لئے میں آج رات کو چوری کرنے کا پروگرام بنایا اور اس وقت اس گھر کو دیکھنے جا رہا تھا۔ جہاں پر میں نے چوری کی ہے کہ ایک سال اس طرف نکل آیا ہے یہ کی میری داستان۔ سارا وہ بابا سلطان نے

تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

رام نرائن سلطان کی پوری داستان سننے کے بعد بجائے اظہار افسوس کے مسکرایا اور بولا۔ ایسے موکرہ تیرے قصب میں تو حکمرانی سے اور تو ذریعہ اور مزدوریوں کے پیچھے اور چوری کرنے کے خیالات سوچتا ہے۔ تیری ہر خواہش پوری ہوگی باگ! شہزادہ بن جائے گا جو نہ سے نکالے گا وہ پورا ہوگا۔ حکمرانی کرے گا حکمرانی پورے منظور ہے۔ سلطان اس بوڑھے سا دھو کی باتیں سنو خولے ایسے نہ رہا تھا کہ پیسہ بڑھاسا کی اور سے گفتگو کر رہا ہو سلطان نے نہیں۔ کہتے ہیں کہ غرت کے ہاتھوں لے ہوئے کو اگر سولی پر چاھانے کا معاوضہ کی دے دے تو وہ اپنے آپ کو ختم کر کے پیسے لینے پر خوش ہے آزاد ہو جائے گا یہی حال سلطان کا بھی تھا کہ اس کو بوڑھے کی باتیں اپنے دل میں اتار لی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس نے اخیر سوچے کچھ اپنے آپ کو اس بوڑھے سا دھو کی غلامی میں دے دیا۔ بابا سلطان کا آتی آسانی سے بوڑھے کے قابو میں آ جانا برا عجیب سا تھا اور اس بوڑھے کی آنکھوں میں جو خفا نہایت ناچ رہی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی اس لئے کھٹے سلطان نے وہ مستقبل قریب میں بہت سے ناجائز کام لینے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس کے لئے اس کو بڑے آرام سے شکار کرنا تھا۔

یہ ایک بڑے اور مضبوط پہاڑ میں جو کہ معلوم جزیرے پر تھا اس کا منظر ہے اور اس کے ایک سائینہ پر ایک بہت بڑا دریاں غار بنا ہوئے۔ اندر کا منظر بڑا ہی عجیب ناک ہے۔ جگہ جگہ انسانی ڈھانچے اور اوجڑی ہوئی لاشوں کے ڈھیر موجود تھے اور ان پر جگہ جگہ خنزوار چوہے، سانپ اور چھوٹے چھوٹے ہونے تھے۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ غار چونکہ آگے کی طرف کسی سانپ کی طرح تل کھائی ہوئی خاصی لمبی تھی اور سب سے خرابی والی اور دھشت سے ہلاک کر دینے والا منظر تھا کیونکہ وہاں ایک بہت بڑا بت اس طرف بنا ہوا

تھا کہ اس کی شکل و صورت سے وہ کسی چیلری سے مطابقت کر رہا تھا اور حیرانگی کی بات کہ خون سے وہ اس طرح سرخ نظر آ رہا تھا کہ جیسے کسی گوشت پوست کے انسان کو زخم لگائے جائیں تو خون اس کے جسم پر سواکھ جائے لیکن اس بت کے اوپر تازہ خون جس سے دھواں اٹھ رہا تھا اور گرد کے منظر میں قریب ہی چند لڑکے اور لڑکیوں کے مردہ جڑے ہوئے تھے اور ان کو کسی نے بے وردی سے فوج کیا ہوا تھا۔ اس بات کے آگے بھی ایک پیالہ میں زہرہ خون موجود تھا اور ایک شخص اس بت کے آگے سجدہ میں پڑا کچھ عجیب و نامالوسی اس آواز میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ پھر ایک انٹھا اور اداں کی آواز میں بولا۔ آگے آئے چلے دیوئی..... میری بیٹی کو قتل کر اور میری کھٹیاں پورا کر اور مجھے ابدی زندگی دے اور اس دنیا میں تیرا جھنڈا بلند کرنے کی توفیق دے اور ساری دنیا کی بادشاہت تاکہ ہر روز تجھ کو اس طرح کی بیٹی دی جائے۔ اس پر سارا شخص منہ سے یہ الفاظ نکلے کی دیر میں کہ ایک ایک لڑکا جا ہوا اور ہر طرف اندھیرا پھیل گیا۔ غار میں ایک ایک بوڑھی بوڑھی عجیب کی کھٹیاں کھینچ کر بہت سی آوازوں نے ہر طرف شور مچایا ہوا تھا جیسے گڈ، گڈ، جھنجھیرے، ہلایاں اور کتے ایک ساتھ کچھ چڑھ رہے ہوں اور کتلی کی چٹکیں اندھیرے میں اور بھی برافراں ہوا میری کھٹیاں کے ایک ایک اندر رات ہو گیا اور ہر طرف خاموشی کا راج ہو گیا اور اب کا منظر بڑا ہی عجیب تھا کیونکہ نہ ہال اس بات پر کوئی خاص اثر تھا نہ لاشیں موجود تھیں اندازاً اس شخص کی بیٹی بچول ہو گئی کی

ایک ایک وہ شخص دوبارہ جہد میں گر گیا اور اس بت میں حرکت پیدا ہوئی اور آواز گونگی۔ اسے ہمارے بیروکار رام نرائن تھے ہم کو بہت خوش کیا ہے اس لئے ہم اس تم کو خوش ہو کر ایک مل جو کہ تہاری جادوئی کتاب میں موجود ہے لیکن پیچیدہ ہے اس کو غائب کرتے ہیں اور مل کو لے کر کی اجازت دیتے ہیں۔ اس مل کی وجہ سے تم ایک بہت بڑی دیوی جس کو ایک بزرگ نے

اس پہاڑ کے دامن میں کسی جگہ قید کر رکھا ہے، اس کا تم پتہ نہ لگاؤ گے اور پھر ایک مسلمان کے ہاتھوں اس جگہ سے تم اس کو آزاد کرانا تم چلے یا مل پر اکرانے کے بعد اس پر قابض ہو جاؤ گے لیکن جس وقت تک تم اس کو قید سے نہیں نکال لیتے اس وقت تک تم کچھ نہیں کر سکتے لیکن ہاں جس شخص کا تم نے اس تالیف کو کھلاؤ گے اس کے خون کو لازمی تم نے اس دیوی کو چلائے گا تاکہ اس کی کوئی ہوئی بھڑاں ساراں سے طاقتیں ختم نہیں دو بار مل جائیں۔ اگر تم نے اس دیوی کو پایا تو کچھ سبھو کچھ پایا۔ اتنا کہتی تھی ایک زرد روٹی تھی اور رام نرائن کے جسم میں سانگی اور پھر ایک سکوت جاری ہو گیا۔ رام نرائن جلدی سے اٹھا اور اس خون کے پیالے کو اٹھا اور غرا غراٹ پٹ پٹ۔ جب ختم ہو گیا تو میری کسی خوشی کے قوت سے لگنے لگا جو کہ کسی انسان کے نہیں لگ رہے تھے۔ رام نرائن کے اس کھٹن چاپ کے بعد جو اس نے پچھلے دیوی کے لئے اپنے پاس موجود ایک کتاب سے لیا تھا۔ پورے ایک سوا ایک دن کا تھا لیکن رام نرائن کے چہرے پر کسی کھٹن کا احساس نہیں تھا قہقہے کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہو۔ رام نرائن نے چلے کھل کر گئے کہ بعد ایک پیالہ جس میں کچھ عجیب سا گاڑا سا معلول موجود تھا۔ ٹھاٹھ لی لیا اور پھر اس کے چہرے پر ایک پراسر اور کمر باندھ دینی جیسے اس مخلوق کے پیٹے کے بعد اس کی تمام طاقتیں واپس آ گئی ہوں۔ یہ کھن چاپ اس نے چیلری دیوی کے بت کے سامنے کیا تھا۔ جوئی اس نے اس چلو کو کھل لیا تو اس کو ایک منظر نظر آیا جو کہ اس پہاڑ کے دامن میں موجود جیسے کہ اندر تھا وہاں ایک کنواں تھا جو کہ بند تھا اور اس کے اندر ایک تالیف نظر آ رہا تھا اور اس پر کچھ الفاظ و کلمات کندہ تھے جو کہ یہ بتا رہے تھے کہ اس کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد رام نرائن نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور اس غار سے باہر نکلیا۔

رام نرائن نے اپنے علاقے میں اپنے علم کی

رشتی سے نظر دوڑائی تو اس کو ایک شخص کا چہرہ نظر آیا جو اس وقت جھوک سے سے حال ہو چکا تھا اور کسی جگہ چوری کرنے کی جگہ تلاش کرنے میں مصروف تھا۔ رام نے انہیں چلنے سے اس کے راستے میں آگیا اور اس نے اس شخص کو قابو کر لیا تھا اس لئے اس نے جلدی سے ایک جست بھری اور ایک عتاب کی شکل میں اس طرف جانے لگا جہاں اس کا شکار موجود تھا۔ چند ہی لمحوں میں رام نے انہیں اپنا چال پھیل کر شکار کے سامنے منتقل کر دیا تھا اور وہی ہوا۔ وہ شخص بھی سامنے سے ہوا۔ ان کا چہرہ رام نے بہت سے دنوں سے اقام کے کھانوں کا دھڑنوں لگایا ہوا تھا اور جلدی رام نے ان کے شخص کے بارے میں تمام باتیں معلوم کر لیں اور صبر اس کو اپنی طاقت سے اپنے قابو میں کرنے میں چند ہی لمحے لگے کیوں کہ اگر سلطان کوئی پرہیزگار شخص ہو تو نماز قرآن کرنے والا ہوتا تو رام نے ان کو منہ کی کھانچ پڑتی لیکن یہاں تو صاحب ہی کچھ اور تھا یہاں تو شکار خود شکار ہونے آیا تھا۔

سن رہے بالک! اگر تو نے میرے احکامات کو پورا کر تو میں تم کو بالائے بارودوں کا ٹیکہ ہمارے آگے دلاؤں گا۔ کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر ہم چاہیں تو تمہارے ارد گرد ساری چیزیں سنواں ہیرے، جواہرات ہیں جن میں کوہِ ہمنوں میں اس ملک کا بادشاہ بنا سکتے ہیں لیکن یہ سب اگر ہماری تابعداری کرے گا۔ رام نے انہیں سلطان کو یہ سب باتیں بڑھا دیا اور سلطان کی بے کی طرح تابعداری کے سے اعزاز میں من رہا تھا اور پھر سلطان بولا اسے بزرگ بابا میں آپ کی تمام زندگی تابعداری کروں گا اور کسی غدا کی کو سوچوں گا بھی نہیں کیونکہ اس کے دل میں لالچ آگیا تھا کہ ایسے لوگ تو انسان کو واقعی بادشاہ بنا سکتے ہیں اور وہ اس بڑے اور بڑی کے ہرکارے کے ساتھ دیکھ کر اسے دودھ بھول گیا اور بڑی کے ہرکارے کے ساتھ دیکھ کر اسے بھی کر لیا لیکن اس بد بخت نے اپنے بے رحمی سے وعدہ کیوں نہ کیا کہ میں اب بڑے کاموں کو چھوڑوں گا

اور ٹیک کام کروں گا اور اللہ سے اپنے بے کی صفائی بٹکانا کیا حارث اب اس کو روک پڑے نہیں وہ سکتا تھا، کیا اس کو کوئی گناہ گزاری نہیں وہ سکتا تھا آپ سوچئے دربار ہوا سا حیرت جب سلطان کے دل کا حال دیکھا تو وہ بھی اندر ہی اندر خوش ہو گیا کہ واقعی تو ایک دن بڑا آدمی ہے گا۔ شاہ شایر میرے بچے بڑے سے پیار سے بچھی دیتے ہوئے کہا اور کہا چل رہے بالک اب میرے ساتھ۔ کہاں بزرگ بابا؟ سلطان نے حیرانی سے کہا۔ چاہے ہم بچیں گے۔ لیکن بزرگ بابا میرے بیوی بچے کی دینی سے بھوکے ہیں ان کا کیا ہو گا۔ سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ تو ان کی فکر چھوڑ ان کے ہم تمہیں ہیں۔ اب تو ان کو بھول جا کیوں کہ خوشحالی تیرا مقصد نہ والی ہے اس لئے اب چل میرے ساتھ تیرے بیوی بچے کی حفاظت کی ذمہ داری ہادی ہے۔ اب سب کے لئے زیادہ سوالات مت کرنا کہہ کر رام نے انہیں سلطان کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف چلنے لگا اور اب سلطان نے کوئی سوال نہیں کیا کیوں کہ اس کو نہیں پتہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ قسمت اس غریب کے ساتھ کیا مذاق کرے گی۔ اس کا ذہن میں تو اس وقت رام نے ان کے قابو میں تھا وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس کو کئی بھی کہ بزرگ بابا اس کے گھر کا خیال رکھیں گے لیکن یہ اس کی بھولی تھی۔ سلطان کا دل اس کو ایک بڑے خطرے کی اطلاع دے رہا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی بخانے کیوں اس کے ساتھ چل پڑا۔ ایک بہت ہی تاریک غار میں دونوں داخل ہوئے یکدم وہاں روشنی بجھ گئی کیوں کہ رام نے انہیں اپنے ایک منتر سے وہاں روشنی بجھائی دلی تاکہ سلطان کو نہ جانے آئے۔ اب بچے لگا اور وہاں غار کے آخر میں ایک بہت ہی بڑی دھرتی کے ساتھ تھکی اسی طرح ہر طرف بڑے اعزاز سے سامان رکھا ہوا تھا۔ رام نے انہیں بولا۔ یہ میرا گھر ہے اور میں اس میں رہتا ہوں اور یہ کہتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے سلطان کی طرف دیکھنے لگا جو کہ حیرانی سے چاروں طرف

دیکھنے لگا اور کہا۔ تم آرام کرو اور پھر ایک کام کو جانا بڑے گا۔ میں اسی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر رام نے انہیں وہاں سے واپس مڑا گیا اور سلطان کو وہیں چھوڑ کر خود واپس غار سے باہر نکل آیا اور غار کے منہ پر کچھ بڑا اور غار غائب ہو گیا۔ رام نے انہیں کا شکار اس کے یعنی سلطان کے بیوی اور بچے کو لپی دینا تھا۔ اس کے لئے ان کو وہ بلی وہ سکتا تھا لیکن اس سے پہلے اس نے وہاں دونوں کو عبادت خانے میں پہنچانے کی سعی کی تاکہ نام چل جائے اور پھر رام نے انہیں سے خود پر کچھ بڑھ کر چھوڑا کہ وہ ستر عام سے غائب ہو گیا۔

گہری تاریک رات کے بعد ایک ہمارا غار میں رام نے انہیں اپنے عبادت خانے میں لپکا کر رہا تھا اور اسے قریب ہی مضیہ اور اس کا بیٹا راجو بندھے ہوئے بڑے سے ٹیکہ ان کو رام نے انہیں اپنے جادو سے بے ہوش کر کے لے آیا تھا۔ اب وہ دونوں اندر میرے گھر کی دھڑکیں کر رہے تھے۔ رام نے انہیں سے ان کی آواز میں ان کے منہ میں ہی بند کر دی اور خود غل کر کے عبادت خانے کا دروازہ سے پیدا کر لیں۔ کچھ اندر میرے میں اب دونوں کی آنکھیں بانوں میں چھیں اور ان کو اپنے سامنے ایک بہت بڑا اور ڈاکٹا منظر نظر آ رہا تھا۔ اسے پہلی دنیا ایک شخص اور ہر طرف بجلی آسانی بڑیاں آج ان دونوں کو اپنی موت نظر آ رہی تھی۔ اس لئے ان کے آنسو رواں دواں تھے کہ ان کا ایک رام نے انہیں اور اپنے بچہ کو اٹھایا اور بت کے قدموں میں رکھ دیا کہ آج ایک اس کی آواز اس کے منہ سے نکلا شروع ہوئی کہ خدا کے لئے مجھے معاف کرو میں مت مارو لیکن رام نے انہیں سے اسے زیادہ باتیں کرنے کی اجازت نہیں دی اور ایک بڑے چلن والے بچے سے ان کی گردن تن سے جدا کر دی اور یہی حال راجو کے ساتھ بھی کیا۔ سلطان کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے بزرگ بابا نے اس کے خاندان کو مصیبت سے ہی ختم کر دیا ہے اور مکمل طور پر ان کو محفوظ کر لیا ہے۔ اب رام نے انہیں اٹھا دیے

گھات ادا کئے۔ اسے چڑیل دیوی میری بلی قبول کر جو کہ میں وہ دن ایک عورت کی اور ایک اس کے بے نیکی کے شے سے آگے پیش کرتا ہوں اور مجھے طاقتیں عطا کرے ایک کڑا کے دار کچلی چکی اور وہ خون جو کہ ان دونوں کی گردنوں سے بہے کر اس بت کے قدموں میں موجود بادل کے اندر گرنا تھا وہ دونوں لاشیں سب غائب ہو گئیں اور بلی قبول ہو گئی اور پھر وہی شیطانی آواز گونجی۔ رام نے انہیں تم سے بہت خوش ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تو مستقبل میں بہت بڑی چیز سے گا۔ اگر اسی طرح ہمارے آگے بلی دیتا رہا ہوں اپنا چل دیوی کو جلدی سے زانو کراؤ تاکہ وہ ہماری خدمت میں دوبارہ اپنی جگہ بنا سکے۔ اتنا کہہ کر وہ بت دوبارہ سا گیا اور رام نے انہیں اپنی بلی کے قبول ہونے کی خوشی میں کسی جانوری طرح سے ڈھنگے انداز میں تہنہ لگائے۔

آپ آگے حضور! سلطان نے رام نے انہیں کو دیکھ کر کہا۔ ہاں بالک اب چل تم نے ایک کام کرنا ہے لیکن ذرا باتیں اچھا۔ اور تاکہ کہہ کر رام نے انہیں سلطان کا ہاتھ پکڑا اور یکدم ان کے آگے پاس چھوٹا بیٹا اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں غائب ہو گئے تھے لیکن جلد ہی وہ دونوں اس پہاڑ کے دامن میں ایک چشمے کے قریب ظاہر ہو گئے۔ سلطان بڑی سے اندر دیکھنے لگا کہ رام نے انہیں بولا۔ بالک! چھوڑ کر آئی کو جلدی سے اپنا تہنہ کچھ بڑھ کر ایک پتھر کو اس پانی پر رام سلطان جلدی سے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ جوں جوں اس نے اس طرح کیا چشمہ دریاں سے چھوٹ کر وہاں پانی دھسوں میں بٹ گیا اور دریاں میں ایک گھوٹا نظر آنے لگا۔ اس پر ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا تھا۔ رام نے انہیں اپنی ہمارا سرگرمی کے ساتھ آگے بڑھا اور سلطان کو کبھی اشارہ کیا۔ اب اس پتھر کو اس پانی کا بڑھ کر لیا۔ سلطان جو پہلے ہی حیرانی میں اپنا تھا اٹھتے ہوئے پتھر کو کچھ کر دیا اور دریاں میں گھوٹا لیکن بزرگ بابا کی بات دیکھیں کی اور پھر جلدی ہی پتھر بھی

بکھر کر رہے اور بڑھ ہو گیا اور اندران کو ایک میز پر بیٹھے
اتر کر نظر اُڑا اور رام نرائن نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور
بغیر موچے سمجھے بیٹھے چٹانگ لگا دی۔ سلطان کے منہ
سے ایک ہیمایک بیج نکلی اور پھر وہ اندیر سے تین
دو تپا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں سلطان کی نظر میں اندیر سے میں
دیکھنے لگس اور مرے کی بات کہ اس کو کچھ کسی میں ہوا
اور رام نرائن وہی برادر مسکراہٹ کے ساتھ اس کے
پاس کھڑا تھا۔ بالک اب چلیں۔ یہ کہتے ہوئے رام
نرائن نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے نوک میں
ایک سرنگ کے اندر پھنسلے گا۔ جلد ہی وہ ایک تہ خانہ
میں داخل ہوئے اور پھر رام نرائن نے کہا۔ سلطان اپنی
حفاظت کا بندوبست کر اور جلدی سے وہ تم اپنے
حفاظت کے لئے کچھ پرستے ہو۔ وہ پڑھ کر اور
چھوٹ کر لو۔ سلطان کا ذہن اب بھی کسی بات کی سمجھ
نہیں آ رہی تھی۔ بزرگ کے سوال پر وہ کچھ پریشان ہو
گیا اور کچھ دیر کے سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں
آیت الکرسی کا خیال آیا۔ اس نے وہ فوراً پڑھ کر
چادوں طرف پھوٹی تو رام نرائن بولا۔ اب ٹھیک ہے،
اب چلو اور پھر وہ آگے بڑھا اور سامنے تابوت جو چڑا
ہوا تھا اس کے پاس پہنچا اور کافی فاصلے پر کھڑا ہو گیا
کیونکہ تابوت کے ارد گرد ایک حصار بنا ہوا تھا۔ رام
نرائن اگر اس کے پاس سے بھی گزر جاتا تو مل کر مارا
ہو جاتا۔ رام نرائن نے کہا۔ بالک جلدی سے آگے
بڑھو اور تابوت کو اٹھالے۔ سلطان اب کسی غلام کی
طرح آگے بڑھا اور جب اس نے حصار پار کیا تو ایک
چنگاری بلند ہوئی اور غائب ہوئی کیونکہ سلطان مسلمان
تھا اس لئے اس کو کچھ نہ ہوا لیکن اب حصار سلطان کی
وجہ سے ختم ہو چکا تھا اور رام نرائن خوشی کے انداز میں
اجدہ داخل ہو گیا۔ چنگاری کے اٹھنے پر خود راگھو راگھو
رام نرائن نے اس کی حوصلہ افزائی کی اور ایک چنگی دی
کہ بالک تو میرا شاگرد بن جائے گا کیونکہ تو خدہ ہے۔
اپنی تعریف پر کوئی نہیں خوش ہوتا۔ سلطان بھی بہت

خوش ہوا کہ وہ بزرگ سادو بولا۔ اب بالک! جلدی
سے اس بڑے تالے کو کھول دے اور اس تابوت کو بھی
کھول دے۔ جو بھی اندران نے قریب پڑی سلاخ سے
اس تالے کو کھولا تو یکدم ایک چمکنا اور کلا اور
تابوت کے ارد گرد دھواں چھا گیا۔ اس محل سے رام
نرائن بھی پریشان ہو گیا اور سلطان بھی پیچھے کر کے رہے
ہوئے ہو گیا۔ رام نرائن کچھ دیر تو دیکھا رہا اور پھر اس
نے ایک منتر پڑھ کر سلطان پر پھونکے تو وہ یکدم ہوش
میں آ گیا اور اس کو دیکھنے لگا۔ بالک! جلدی
سے اٹھو اور اپنا کھڑچھوٹ۔ کیونکہ جو جیسے کسی سے
زبردستی کھڑا کیا ہو اور پھر سلطان نے کھڑچھوٹ پڑھ کر
چھوٹ ماری تو کچھ ہی دیر میں دھواں چھٹ گیا اور اب
کی بار تابوت کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس
کے اندر ایک ڈھانچہ جو کہ صرف بڈیاں دہن میں چڑا
ہوا تھا۔ اب رام نرائن نے سلطان کو ایک طرف کیا اور
پھر کچھ منتر ادا کی ڈاڑ میں بڑھائے۔ اس نے پہلے
اس کے ایک چال کو بھی اپنے منتر سے ظاہر کیا جس
کے اندر انسانی خون تھا۔ اس کو لے کر رام نرائن نے
منتر پڑھا شروع کیا اور تابوت کے ارد گرد سات چکر
لگائے اور پھر وہ خون سارا تابوت کے اندر اس
ڈھانچے پر بکھیر کر ڈال دیا۔ خون کا پڑنا تھا کہ یکدم
تابوت غائب ہو گیا اور وہ ڈھانچہ کھڑا کھڑا ہوا اور پھر
اس کی شکل بدلنے لگی۔ اب ڈھانچے پر کوشٹ نمودار
ہوئے لگا اور کرتے کرتے وہ ایک خوبصورت لڑکی میں
تبدیل ہو گیا۔ سلطان جو کہ منتظر دیکھ کر خوف سے تنگ
ہو گیا تھا بے ہوش ہوئے ہوئے سوئے چلا گیا۔

میرے آقا رام نرائن! میں آپ کی بہت بہت
شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وہ ہادہ زندگی بخشی
مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ آپ نے میری خاطر نہیں اس
کھن چلے گا کہ اب رام نرائن میں پوری زندگی میں سوائے
آپ کے کسی کی غلام نہیں بن سکتی لیکن آقا اب آپ
میں آگے ہیں لیکن جب تک میں آپ کو یہاں سے
نہ نکالوں تب تک آپ واپس نہیں جاسکتے لیکن اس

کے لئے مجھے ایک مسلمان کی تازہ خون اور کوشٹ
چاہئے جس نے مجھے آزاد کیا ہو۔ اس خیال دیوی نے
نہایت تعظیم انداز میں رام نرائن کے آگے جب تک
بات کر دی تھی۔ دیوی جی اس کا بھی ہمارے پاس حل
موجود ہے، ہمیں پتہ ہے کہ جب تک تم خون اور
کوشٹ نہیں کھاؤ گی تب تک تمہاری مدد میں سے
پاکیاں روح سے قرار ہوئی اور تمہاری طاقتیں سوئی رہیں
گی۔ اس لئے ہم نے یہ حل پہلے ہی کر دیا ہے۔ یہ جو
تمہارے سامنے سلا جیسا ہے اس پر سے کوئی اپنی
ہیبت لے لو کیونکہ اس نے تم کو آزاد کیا ہے۔ یہ
کہتے ہوئے رام نرائن نے سلطان کی طرف اشارہ کیا
اور سلطان رام نرائن کی بات میں کہ چڑکھ سا گیا اور
خیال دیوی سلطان کی طرف لپٹی ہوئی نظروں سے
دیکھنے لگی اور پھر اس کی طرف بوجھنا شروع کر دیا۔
سلطان نے جب اس بزرگ سادو کی باتیں میں تو وہ
سوچ نہیں نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہوگا۔
اس کے سامنے اس دیوی کو کھڑا پایا جس کو اس نے
آزاد کیا اور تھا۔ یکدم اٹھ کھڑا اور لیکن کسی غیر
مرئی طاقت نے اس کے پاؤں بری طرح جکڑ لے
تھے۔ بزرگ بابا بزرگ بابا مجھے بجا لو کیونکہ میں نے
تو تمہارا ساتھ دیا تھا۔ مجھے اس بدروح سے بچا لو جس
کو میں نے خود زندہ کیا ہے۔ بالک آج تیرے مرے
کے دن پورے ہو چکے ہیں اب تمہیں دنیا کی کوئی
طاقت میرے سے نہیں چاہی کیونکہ اگر تم زندہ ہوئے
تو ہم مر جائیں گے اس لئے تمہارے جیسا ہی آدمی
اس دنیا سے چلا جائے تو اچھا ہے، سنا تم نے۔ نہیں
نہیں خدا کے لئے مجھے جانے دے میں زندہ رہنا چاہتا
ہوں۔ میرے گھر والے میرا انتظار کر رہے ہیں گے۔
کہوں گھر والے! وہی ناں جنہیں میرے ساتھ آئے
تو پہلے ہی اٹھا اور بے سہارا چھوڑ دیا تھے اس دن دونوں
کو بھی اٹھا اور بے سہارا سلا دیا ہے۔ اس کی فکر
چھوڑو۔ سلطان کے اب ہوش صحیح طرح بحال ہو چکے
تھے۔ اس نے جب سنا کہ وہ اپنی ساری دنیا اجال چکا

ہے تو وہ گونگڑا کر ماحالیاں مانگنے لگا۔ مجھے معاف کر
دو۔ خدا کے لئے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دو
میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ سلطان کے پاؤں کو بھی ان
دھیمی طاقت نے اور مضبوطی سے جکڑ لیا۔ اس میں
لپٹنے کی بجائے بالکل طاقت نہ تھی۔ آج اس کے گمنا ہوا
اس بری طاقت نے بلکہ کھنا تھا وہ بنا کھڑا تھا
اور اسوں کہ رہا تھا کہ اگر وہ اس بزرگ کا ساتھ نہ دیتا
تو آج شاید اس حال کو پہنچ پاتا۔ خیال دیوی کو رام
نرائن نے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا پھر اس کا ہاتھ آگے
بڑھنے لگا اور اس کے ہاتھ کے بائیں ہاتھ سے تم
نہیں لگ رہے تھے۔ اس نے بغیر نامہ شائع کے ایک
پچھو اس کے دل میں اتار دیا اور دل نکال کر۔ مذہ میں
ڈال دیا۔ سلطان ہراساں ہے۔ پیچ کر گیا۔ وہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے گندی موت مر چکا تھا اور اب خیال دیوی
اس کے خون اور کوشٹ کھانے میں مصروف تھی اور رام
نرائن اپنی بی پرہت ہی عیسا کی قہقہہ لگا رہا تھا جو اگر
کوئی عالم آدمی نہ لیتا تو مرکز باک ہو جاتا۔

خیال دیوی اس آہ تم بھٹھل گئی ہو لیکن میں نے
امر ہوئے کے لئے کیا کر دیا۔ رام نرائن خیال دیوی
سے سوال پوچھنے لگا۔ آقا آپ کو چاہیں دن چاکرنا
پڑے گا اور چڑیل دیوی کے چروں میں آپ نے ایک
لڑکا اور ایک لڑکی کی دینی ہے۔ ہر دن دن بعد لیکن
آخری دن کے چلے میں آپ نے ایک لڑکے کی بی
دینی ہے اور وہ ہوگا صرف اماں کی رات پڑنا ہونے
والا تب آپ امر ہو سکتے ہیں۔ چلے کر نے کہ بعد آپ
کو کچھ حیات کے چشہ کا چل جائے گا اور آپ
آسانی سے اس بانی کو بی کر مر سکتے ہیں اور پھر اس
چلے کر نے کی ساری مملو مات دینے کی جس کو کون کر
رام نرائن ہمیں خوش اور اسی دن سے اس چلے کو پورا
کرنے کے لئے مجھے گیا اور خیال دیوی اس کے لئے
لڑکی اور لڑکے کا بندوبست کرنے کے لئے نکلی کڑی
ہوئی جو کہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا کیونکہ رام
نرائن چڑیل دیوی کے چروں میں بیچ کر گیا کہ

اس لئے اس کا تمام کام ان خیال دہوی کے ذمہ تھا جو کہ کام کو بخوبی انہماک دے سکتی تھی۔ اس لئے خیال دہوی کی کئی صدیوں سے قید میں آج اس نے ہوا میں اڑنے کا پروگرام بنایا اور جلد ہی وہ ایک خوبصورت کبوتر کی شکل میں ہوا میں پرواز کرنے لگی۔

○

گاؤں کا علاقہ اس وقت بڑا انسان تھا، ہر طرف گھب اندھیرا تھا، کہیں کہیں دور سے کتوں اور گیدڑوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس گاؤں میں زیادہ آبادی نہیں تھی، ٹھوڑے سے لوگ تھے، شہر پھر کئی بہت دور تھا۔ اس اندھیرے میں ایک کبوتر کی قطب کی طرح گاؤں کے ایک مکان کے اندر موجود درخت پر چڑھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ باہر میں اس کا ایک بڑا ہڈا اور بڑی عورت سو رہے تھے اور ایک طرف ایک لڑکی الگ چادر پائی ہوئی تھی۔ دونوں جوان لڑکے بھی ایک طرف سائیز پر شہب خواب تھے۔ ایسے ہی دور کبوتر نیچے اترا اور زمین پر بیٹھ گیا اور پھر گنا بدود بدلنے لگا اور جلد ہی وہ اپنے درخت میں اب کی بار وہ ایک خوبصورت دو تیزہ و تیز بنی کی تھی یہ بھی خیال دہوی۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا جو کس سال کا تھا اور پھر اس لڑکے پر بھی اور اس لڑکے کی شہد گھر میں اپنے رات گاہہ دے لگا کھڑی دیر تو باری اور بغیر کچھ آواز نہ لگے سنا کہ ہو گیا پھر اس نے اس کا کوشش اتنا شروع کر دیا کہ اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے ایک منتر پڑھا تو اس نے وہ دونوں لڑکا اور لڑکی اپنی چادر پائیں سے سوتے ہی غائب وہ گئے اور خوشحال دہوی ایک خوبصورت ادا سے تھہر گیا اور پھر وہاں میں کھڑے ہو گئی۔ کتوں و عات و سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور اب اس کو روکنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ یہ کسی کے ہاتھ آئے والوں میں سے نہیں تھی۔ ایک چاندنی کی، ایک خوبصورت چھلادہ۔

میں ہفتوں سے مسلسل گاؤں میں کتوں و عات شروع ہو گئی تھی، روزانہ رات کو ایک نوجوان لڑکا اور

لڑکی غائب ہو جاتے اور پھر ان کا کوئی آواز نہ ہوتا۔ پورے گاؤں میں وحشت مچ گئی ہوئی تھی کوئی بھی ڈر کے مارے اپنے گھر سے نہ نکلتا اور ہر کوئی بے سوچتا کہ آج کس کے لیے آواز مچا رہی کی پڑی ہے اور خوف کا گاؤں میں بھی عین واداش ہو رہی تھی۔ ہر طرف خوف وراس پھیلا ہوا تھا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تو حد سے زیادہ ڈر گئے تھے کیونکہ یہ غائب ہونے والے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ بیٹھ جڑے ہی غائب ہوتے تھے اور پھر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے علماء اور تعویذوں والوں نے اپنی طرف سے ہر کوئی جتن کئے لیکن کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ بہت سے پنڈتوں اور سادھوؤں کو بھی بلایا گیا لیکن جب بھی کوئی اپنے معمول کے علم کے مطابق معلوم کرتا تو پھر یہی الفاظ کہتا ہوا بھاگ جاتا۔ مہاراجا نہیں بتا کر دیکھتے تھے غلطی ہو گئی اور بھاگتے بھاگتے ان کو آگ لگ جاتی اور پھر ان کی راکھ ہی نظر آتی۔ بڑے بڑے بزرگ بھی اس معاملے میں کچھ نہ بتا سکے۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے لوگ اپنا گاؤں کو چھوڑ کر نکل مکانی کرنا شروع ہو گئے کیونکہ بات بس سے باہر کی کیونکہ ان کو اپنی نسل کے ختم ہونے کا ڈر تھا۔ اپنے بچوں کے حفظ کے لئے ان کو مجبوراً وہاں سے بھگانا پڑ رہا تھا۔

نور احمد کو پانچ چھ دن سے ایک ہی خواب رات کو سوتے ہی نظر آ رہا تھا کہ وہ بے بس ہے اور ایک بڑھا اس کو بت کے آگے ذبح کر رہا ہے۔ آج چار دن گزرنے کے بعد آخراں نے اپنے والد بدر مرشد نواز احمد سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے پریشانی سے کہا۔ بیٹا مجھ کو پتہ ہے کہ تم رات کو کیا دیکھتے ہو مجھ سے کچھ نہیں چھپا ہوا۔ میں بھی تم سے کہنے والا تھا کہ شکر ہے تم نے خود ہی بات کر لی۔ بیٹا شام کو بات کرتے ہیں، آج کا نام تو ہے والا ہے اس کے لیے چلو پہلے مغرب کی نماز ادا کر لیں۔ یہ کہہ کر نواز احمد مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے گئے باہر نکلے چلے گئے۔ نور احمد جناب نواز احمد کی اپنی کئی اولاد

نہیں تھی بلکہ ان کو ایک جگہ پر ہوا ملتا تھا۔ نواز احمد نے اب تک شادی نہیں کی تھی اس لئے انہوں نے اس کو ہی پال کر بڑا کیا اور صرف اللہ کی عبادت اور نور احمد کی پڑوسی میں زندگی گذار دی۔ کچھ رئیس شخص جن سے وقت گزارتا تھا۔ نور کے اندر بچپن سے ہی پراسرار طاقتیں موجود تھیں اور کچھ طاقتیں نواز احمد نے اس کو دی تھیں تاکہ وہ لوگوں کو ظلم سے بچا سکے۔ ان کی مدد کرتے نواز احمد نے اس کو دی تھیں کہ وہ لوگوں کو ظلم سے بچا سکے، ان کی مدد کرے۔ نواز احمد کے حکم پر وہ بہت دیر تک مہمات سرانجام دے چکا تھا اس میں یہ خوبی کی کوئی مشکل آئے سے پہلے اس کو اطلاع ہو جاتی تھی۔ ان دنوں میں نواز احمد پھر بریٹان نظر آ رہے تھے اور وہ زیادہ تر مسجد میں اور مراقبہ میں وقت گزارتے تھے۔ یہ حالت ان کی چندوں پہلے شروع ہوئی تھی اور وہ بے قرار نظر آ رہے تھے جیسے کہ کچھ ہونے والا ہو۔

شام سے رات ہو گئی، وہ صبح صاحب واپس گھر آئے اور پھر انہوں نے نور احمد کو اپنے پاس بلوایا۔ نور احمد ان کی فرمائیاں مانہ کر کے ہوئے خرافہ حضرت ہوا۔ نور احمد کو دیکھتے ہوئے نواز احمد نے نور سے کہا۔ بیٹا تم اس بیچ مغرب کے نام ایک بات کہہ رہے ہیں، اپنے خواب کے متعلق بتا بیٹھے سب بات معلوم ہے اور ان میں تم کو حقیقت بتانا چاہتا ہوں۔ خیالے پھر کون لے سکے یا کہیں۔ بیٹا تم میرے بچے نہیں ہو ایک ایک جگہ تم پڑے لگے تھے میں جنہیں اپنے گھر لایا اور تم کو پالا پوسہ میں نے شادی نہیں کی تھی اور خاص بات کہ تم چونکہ لاواں کی کالی تاریک رات کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ تمہارا دل عام آدمیوں کی طرح نہیں ہے تم چونکہ پھر نورانی طاقتوں کی حفاظت میں پلے ہوئے ہو اس لئے تمہارے اندر بہت سی طاقتیں موجود ہیں اور پھر میرے توسط سے ہیں۔ تم کو خواب اس لئے نظر آ رہا تھا کہ وہ بڑھا شخص جو تم نے خواب کے اندر دیکھا تھا تم کو ملی دینے کی کوشش

کرتے گا کیونکہ وہ اس روئے والے چلے میں مصروف ہے اور تم اس دنیا میں ایسے ہو جو اداں کی رات پیدا ہوئے ہو تم کو خیر اور کرنے کے لئے قدرت کی طرف سے اطلاع مل رہی کی۔ بیٹا! کہیں ایک ایک آدمی پر جانا ہے جو ان تمام مہمات سے خطرناک ہے جو تم نے انجام دے سکے ہو اور یہ تم کی ہم ایک جگہ ہے جو کہ ازل سے اب تک اوروں کی کے درمیان میں ہوئی آ رہی ہے۔ میں نے دیکھا اور بدی کے درمیان میں ہوئی آ رہی ہے۔ تم کو یہ بات کہہ دوں گا کہ لوگوں کی ضرورت ان کو چڑنے کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں ہم ہی ابتدا کریں۔ ابو جی! نور اور ہلا۔ آپ نے جو کچھ بتایا وہ مجھے سب پتہ ہے لیکن پھر بھی میں آپ کی چوکت قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ حکم کریں میں خطرناک سے خطرناک مہم پر جانے کے لئے تیار ہوں۔ نور احمد نے اپنے والد کا حکم کر کے موندنا نہ لے لیا۔ بیٹا مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اب میری بات غور سے سنو۔ بیٹا یہاں سے تقریباً میلوں کمپوں دور ایک علاقہ ہے جس کا نام کالی وادی ہے۔ وہاں کی ہر چیز ہی کالی ہے۔ یہاں تک کہ پانی بھی وہاں پر ایک پھاڑ میں ایک جادوگر اور بہت ہی بڑا شاطر اور سادھو بھدو جس کا نام راجا زکریا ہے موجود ہے۔ اس سے ملنے خدایہ پر ظلم کے پھاڑ زکریا کے ہیں۔ اس نے کئی سو دنوں کا چلہ کر کے بہت سی بلیاں دیں اور کتوں و عات کا تار اور بہت ہی طاقتور قسم کی بدی کی طاقتیں حاصل کیں اس کے پاس جادوی کتاب موجود تھی جو کہ اب اس نے پاتال میں بیچ دی ہے کیونکہ اس میں موجود سب چلے اس بدیت نے کر دیے ہیں۔ اس نے اپنے جادو سے جادو سے جادو سے ہمارے ایک معزز بزرگ نے اس خیال دہوی کو قید کیا تھا جس نے ہر طرف کتوں و عات اور تیز و نساہر پکایا ہوا تھا۔ ایک غریب اور غلٹ مسلمان کے گھروں میں اس کو چھکا دے کر آزاد کر دیا کیونکہ وہ خود ہی زندگی میں اس کو آزاد نہیں کر سکتا تھا جو کہ اس کے غار کے نزدیک ہی ایک چشمے کے اندر اندھیرے کوئیں میں قید

تھی۔ اس نے اس دیوی کو حاصل کرنے کے لئے ایک کھن چلے کیا اور چلے کو پورا کرنے کے بعد یہ کھیل کھلا کر کھینچ کر اس کو اسی ہونے کے لئے اس دیوی کی ضرورت تھی۔ بعد میں اس شاطر رام زنائن نے اس شریک کا خاندان سمیت اس کو مار ڈالا۔ بیٹا! وہ ہندو مساحوب جالیس دن کا چلہ کرتے میں موجود رہے۔ ہر روز وہ ایک لڑکا اور لڑکی کی بی بی دیتا ہے اور پچھل دیوی اس کو یہ بھی مہیا کرتی ہے اور صدیوں کی پچاس مٹائے میں سب بدستور تگی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کے ارد گرد کے علاقے میں خوف و حراس اور دہشت پھیل گئی ہے۔ پچھل دیوی نے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اس کا ذمہ دار رام زنائن ہے۔ پچھل دیوی کو آزادی عطا کر کے وہ اپنا کام نکلوا رہا ہے اور اس کے چلہ کے لئے آج ہی خور و در وہ بیٹھ چکا ہے۔ بیٹا چھپیں دیاں جا کر اس دیوی کو قابو میں کرنا ہو گا اس کے لئے تم کو انیس دن کا چلہ کرنا ہو گا۔ اس چلہ کی کامیابی کے بعد وہ دیوی تمہارے تابع ہو جائے گی۔ تم جو چاہو گے وہ کرے گی۔ اس دیوی کے جادوگر کے بیٹے کے بعد اس کی بہت سی طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ بیٹا اس ماحو کو غلط سمجھو کہ اب کوئی اس پچھل دیوی کو سمجھ سے نہیں سمجھیں سکتا کیوں کہ جس میں اس کو قابو کرنے کا منتہی ہے وہ اس کے پاس ہے لیکن یہ اللہ کی قدرت کو متاثر نہیں سکتا۔ بیٹا! یہ چلہ بڑا خطرناک ہے اس کے لئے تمہیں بہت اور بھاری سے کام لینا ہو گا۔ جب وہ دیوی تمہاری غلام ہو جائے تو پھر اس کے بعد تم جادوگر سے مقابلہ کرنا ہو گا اور اس کو ختم کرنا ہو گا۔ بیٹا میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور پھر اس کو تمام طریقہ کار ملے گا۔ اس کے بارے میں بتانے لگے۔ کچھ دیر بعد بولے۔ اب بیٹا تم آرام کرو لیکن وہ ہم نہیں وہاں بیٹھا رہیں گے۔ انکے دل میں ان تمام پر لکنا ہو گا۔ پھر صاحب نے کہا۔ جیسا کہ اب کا حکم بلانا اور ہم نے کہا اور پھر اس سے اجازت ہے کہ دوسرے کرے میں اس کو آگیا اور کھانا کھانے کے بعد اپنے بستر پر دراز ہو

کمرے میں آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں ایک دیشو سارا سامان لے کر حاضر ہوا۔ دیشو عجیب و غریب کی نظروں سے نور کو دیکھ رہا تھا۔ نور نے اس بوڑھے دیشو کی بات نوٹ کی ابھی وہ پوچھنے ہی والا تھا کہ دیشو خود ہی ہل پڑا۔ صاحب میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ دیشو نے نور کے سامنے کھانا پیش کرنے کے بعد کہا۔ کیا بات ہے نور نے جرات سے پوچھا۔ صاحب آج کل ہمارے گاؤں بلکہ ارد گرد کے بہت سے گاؤں سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں رات کو سوتے میں غائب ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا یہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے۔ صاحب آپ بھی نوجوان ہیں اس لئے میں کہہ رہا ہوں رات ہونے سے پہلے آپ چلے جائیں کیوں یہاں سے مارے گاؤں کے نوجوانوں کے اور لڑکیوں شہروں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ یہاں اب صرف بوڑھے رہ رہے ہیں کیوں کہ ابھی تک غائب دینے والے صرف نوجوان ہی ہیں۔ ہمارے بھائی کا سارا عملہ عشاء کے بعد اپنے گھر لوں کو چلا جاتا ہے اور پھر صبح کو دیکھی آتا ہے۔ دیشو نے بڑے رازدارانہ لہجہ میں کہیں جیسے ان کی باتیں کوئی نہ لے۔ تم فکر مت کرو یا نہیں انہیں دیکھ لوں گا۔ نور کی بات سن کر دیشو یوں دیکھنے لگا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو کوئی دوسری مخلوق ہو جو یہ بات سن کر اس طرح کہہ رہی ہے۔ دیشو کے جان کے بعد نور احمد نے اطمینان سے کھانا کھایا، چائے پی اور پھر آرام کی خاطر سو گیا اور کچھ ہی دیر میں وہی دلی نے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ لیکن کن سارا رات کا وہ چہرہ تھا کہ نور کو رات بے سانس رہیں دیکھی محسوس ہوئیں۔ کوئی ان دیکھی چیز کو دیکھ کر اس کا گلہ دار رہی تھی۔ نور کو بھیجیں آ رہا تھا کہ کیا کرے گا چاکا اب اس نے آیت الہی کا رد و شروع کر دیا جوئی آیت الہی ختم ہوئی ایک جج گونڈی اور نور کو کھڑکی کے پتہ دود سے بند ہوتے محسوس ہوئے۔ نور جیسے بہت خیر ہوا چیزوں کو کوڑی ہوئی گزری ہو۔ نور نے اللہ کا شکر ادا کیا کیوں پچھل دیوی کے حمل سے

ہو جاتا اور ایک گڑگڑاہٹ ہوئی اور قارور کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اندر داخل ہونے سے پہلے نور نے جیرو مرشد سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا اس لئے اس نے جیرو مرشد کو آواز دی لیٹا شروع کر دیں وہ بھی اپنے دل میں، کچھ بھی دین میں اس کے اور دگر اس کے والد صاحب کا کس نمودار ہوا۔ انہوں نے کہا بیٹا۔ سب سے پہلے بہت بہت مبارک ہو جو تم نے یہ کیا بیٹا۔ کہ لیا۔ دوسرا اس جادوگر نے اپنے ارد گرد کو حصار قائم کیا ہوا ہے، اس حصار کو ختم کرنے کے لئے تم نے لپٹا دیا ہے ہاتھ سے خون کے قطرے اس کے حصار پر پڑ گئے وہ حصار ختم ہو جائے گا اور دوسرا یہ تبار اور یہ تو موویہ جیتم اندر داخل ہو گئے تو اس گوار کو سامنے رکھنا وہ طلسمات تیار کیا کچھ کھینچ کر رکھیں گے اور دوسرا اپنی زبان پر اس درد کا تسلسل جاری رکھنا۔ اندر بچ کر ختم نے اس سے پہلے تو فرمایا اس سے جادوگر کی آدھی سے زیادہ طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد جادوگر سے مقابلہ کرنا۔ اب بیٹا جلدی سے داخل ہو جاؤ۔ آج رات آخری ہے اس لئے تم نے اپنی زندگی یا موت کا انداز لیا ہے۔ جاؤ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہو۔ یہ کہہ کر جیرو مرشد چلے گئے۔ نور نے اس گوار کو ہاتھ میں پکڑا جو سات گلوں سے مل کر بنی ہوئی تھی اور تو موویہ کو نکلے میں ڈال لیا اور اللہ کا نام لے کر قار کے اندر داخل ہو گیا۔ جگہ جگہ انسانی ہڈیاں اور ڈھانچے پڑے ہوئے تھے لیکن نور ان کو دیکھنا آگے بڑھتا گیا اور پھر جلد ہی وہ اس عبادت خانہ میں پہنچ گیا۔ نور نے دیکھا کہ درام نمازن نے ہر طرف مختلف شے پھیلا رکھی ہے اور ان شعلوں سے رام نمازن اور نور کے دو جانان ایک شے کی دیوار بنا رکھی ہے۔ نور نے اللہ کا کافر ہو گیا اور گوار کو زور سے اس دیوار پر دے مارا۔ جو بھی گوار اس دیوار سے ٹکرائی ایک دھماکہ ہوا اور دیوار وہاں سے غائب ہو گئی۔ ابھی دیوار ختم نہیں ہوئی کہ ہر طرف سے ڈھانچے نمودار ہوئے اور نور پر حملہ کر دیا۔ نور نے ان کو ایک درم عظیم پھر کھ دیں جلا دیا اس

طرف مختلف طرحے رام نمازن نے آڑے لیکن کچھ نہ ہوسکا۔ نور جلدی سے آگے بڑھا اور ایک دفعہ پھر اس نے اللہ کا کافر کر دیا اور اس سے کو توڑنے لگا اور کائی در کے بعد اس بت کے ٹکڑے ٹکڑے اس بت کے حصوں میں پڑے ہوئے تھے کہ اچانک ان گلوں سے دھواں نکلا شروع ہو گیا اور ہر طرف چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ رام نمازن ابھی بھی اپنے چلے میں مصروف تھا۔ وہ جھوٹا تھا کہ اس لڑکے سے ہر طرف چاہی جاؤی ہے لیکن پھر بھی یہ میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا کہ اچانک اس کو اپنے حصار میں سے دھواں نکلا اور پھر کچھ ہی دیر میں ختم ہو گیا۔ رام نمازن نے اپنی جلدی اپنا سارا کچھ بیڑہ غرق ہوتا دیکھا تو خستہ سے اس کا ہرا حال ہو گیا کیونکہ رام نمازن کی سوچ کے مطابق کچھ نہیں ہونا تھا بلکہ انا ہو رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کو کوری آواز دہائی۔ رام نمازن اس اٹھ بھی جا موت تیرے سر پر کھڑی ہے۔ یہ آواز سننے ہی رام نمازن نے یکدم چھانک لگائی اور نور کے حملہ سے خود کو بچا لیکن ابھی نور نے حملہ کیا کہ قارور اس سے سوچا کہ جیٹھ کے پیچھے سے حملہ کرنے والا بہادر نہیں ہوتا اس لئے اس نے رام نمازن کے چلہ کو ختم کر دیا اور اس کو لگا دیا تھا۔

رام نمازن نے اپنے کچھ ہاتھ پائیے جادو کے وار کرنے لگے کچھ بھی نکل کر آتا اور ابھی زہر کے بیجے ہوئے تیر اور بھی ڈھانچے حملہ کرتے اور بھی پڑھیں نور کا زور کھینچنے کے لئے آتیں لیکن نواز اجمہ کے دینے ہوئے تھے کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ رام نمازن نے سے چھانک کر لگا کہ نور دیوال۔ اوکتے کی اولاد دمرنے سے پہلے جو کچھ کر سکتا ہے کر لے ورنہ بعد میں یہ نہ نہا کہ موت تو نہیں دیا تھا۔ سالے تیری جہ سے میرا چلہ ناکام ہو گیا۔ میری ساری فوج اور میری تمام طاقتیں اور میری دیوی بھی ختم ہو گئی۔ میں نے بڑی محنت سے یہ سب کچھ کیا تھا اور تو نے سب کا بیڑا افرق کر دیا۔ اب میں تم سے

جلدی سے اپنے سینے سے لگایا اور کہا مبارک ہو میرے بچے تو نے آج اسلام کو دوبارہ زندگی دے دی۔ تو نے وہ کام کر دیا جو ہر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس رب نے ہماری بڑی بددلی سے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم نے اس بددلو کو اس کے کانٹے کا پھیل دے دیا۔ نور کی اس مہم کی کامیابی پر انہوں نے ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور صدقہ و ذکوۃ کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایک تو نور کی جان بچ گئی اور دوسرا انسانی زندگی سے کھینچے دامتے ہو گئے اور جیت حق کی ہوئی۔ تو قاضیہ اور مجھے میرے ایک انگل نے اپنی جی رواد ستانی کھی جو کہ لندن میں رہے تھے اور پرائس کے دوست تھے جو کھاس وقت کشریف میں رہا تھا پیر ہیں اور وہاں خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ میرے انگل نے ان سے سنی اور پھر انہوں نے مجھے بتائی اور اس ناچنے سے یہ واقعہ آپ تک پہنچا دیا۔ آپ کو کیا لگا، ضرور بتائیے گا!



خوشی اور یادیں

خوشی سے آیا تھا ہے غم بن کر آیا تھا تیری چاہت سے بڑھ کر تم سے دل لگایا تھا محسوس ہوتا ہے پیار تیرا تیرے جانے کے بعد جان یہ سوچا کہ میں تمہیں بھول آیا تھا کچھ رات کی گھبراہٹ میں تیری یاد آتی ہے دل تم سے دل لگایا تھا اور تیرا بھی ساتھ لیا تھا عجب میں تنہائی مل جایا کرتی ہے جان اس بات میں سادہ ذر بھول جایا تھا ہر وقت تیری یاد میں گزر جاتا ہے محبت رات کو خوابوں میں تمہیں دل میں بلایا تھا نہ غم تھی تھی اور نہ بھی غم میں آتی تھا آج تیری یاد میں ہر غم یاد آیا تھا ☆..... احمد کی کو رونا نہ لگتا زوال

بھیا نک تعبیر

تحریر: پرنس کریم - پشاور

ساجد اور احمد دونوں بہت گہرے دوست (کمراسان) کا کیا ہے کسی بھی وقت طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لے) دونوں کا لے جاؤ گے ماہر تھے آج سے کئی سال پہلے احمد نے بہت سی شیطانی طاقتوں کو قید کر لیا جن میں کچھ بار سا مخلوق کو بھی شیطانی مخلوق بنا کر قید کیا اور اپنا ظلم بنایا مگر ایک دن ساجد اور احمد میں کسی بات پر لڑائی ہوئی تو ساجد نے احمد کو مار ڈالا۔ چونکہ ساجد نے احمد کو غلط طریقے سے مارا تھا یعنی اسے مارنے سے پہلے اس کی شیطانی طاقتوں کو ختم نہیں کیا تھا اس لئے احمد تو مر گیا مگر اس کی شیطانی طاقتیں زندہ بچ گئیں جو زمین پر ہی قید ہو کر رہ گئیں اس مقصد کے لئے کہ اپنے آقا کا انتقام ساجد (اپنے دشمن) سے لے لیں۔ یہ شیطانی طاقتیں ساجد ہی کے گھر میں ایک کمرے میں بند ہیں ساجد بھی اپنے ہی گھر میں روپوش ہے (کیونکہ وہ ان شیطانی طاقتوں سے خوفزدہ ہے) اس لئے اپنے پورے بچنے کے لئے کمرزدہ کر دیا، جاوید پور سے بچنے میں سوائے اس کمرے کے جس میں شیطانی طاقتیں رہ رہی ہیں کس کمرے کا وہ کچھ نہ کر سکا کیونکہ شیطانی طاقتیں بھی خوب مزاحمت کر رہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ساجد انہیں مار کر اسرہ ہونے کی تعبیر بالے گا یا یہ شیطانی طاقتیں ساجد کو مار کر واپس کوہ قاف جائیں گی۔ اس کے علاوہ اس کہانی کے اور افراد کو (جو اپنی آنکھوں میں خواب سجائے آئے ہیں) اپنے خوابوں کی کیا تعبیریں لیں گی۔۔۔۔۔ پڑھئے بھیا نک تعبیر!

وہ مجھے گھور گھور کر دیکھتا ہے بلکہ یوں کہتا ہے کہ۔ یوں کہنا چاہئے کہ مجھ پر ڈور سے ڈالتا ہے۔ میں کیا کروں بڑی آ؟ اسے قریب میں پھاس کر اس کی دھت بھی تو نہیں اڑاؤں گی۔ میرے دانت بھی تو ٹوٹنے سے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت نکال کر پریشان ہو گیا پتلی کی۔ تب مجھے۔۔۔ اسے متحس کی پیر نہیں آتی تھی اکثر متحس کے ٹیسٹ میں سب ہو جایا کرتی تھی اور Exam میں اس کے متحس کے پیچہ میں مارکس بھی کم آتے تھے جبکہ میں متحس میں انتہائی ذہن تھا جبھی تو وہ اور اس کی پتلی روز چھٹی کے بعد میرے پاس بیٹھ کر متحس کی روڈین کرکٹ مگر ایک دن۔۔۔۔۔ لا لوب کیا ہوتا جاتا ہے تمہیں؟ تم ہر جہرات کی رات کو بیٹھ سے اٹھ کر باہر کی جانب بھاگے گی ہو۔ کیا آج پھر وہی خواب دیکھا ہے جو ہر جہرات کی رات کو دیکھتی ہو؟ کیونکہ آج بھی تو جہرات کی رات ہے۔ زائد نہ پریشان ہو کر پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں، زائد!

میں ڈانٹن ہوں۔۔۔۔۔ ہاں، میں ڈانٹن ہوں۔۔۔۔۔
ارے کوئی ایسی ویسی ڈانٹن انتہائی خطرناک ہوں اور میرے کمرے کے ایسے ضد خیال ہیں کہ کسی کمزور اور کمزور دل والے آدمی کو بھی ہی نظر میں مارنے کے لئے کافی ہیں۔ اب آپ مجھے کالی ڈانٹن کہہ لیں یا سفید ڈانٹن مگر میں یوں ہی بڑی مکار ڈانٹن۔۔۔۔۔ بوقت ضرورت اپنا پورے چہرہ بھی انتہائی حد تک کالا کر دیتی ہوں تو بھی سفید پتہ ہے میں اب انسانوں میں ہی رہتی ہوں اپنی فوج



سمیت۔ میری فوج میں ایک عدد چڑیل (محرّمہ)، ایک عدد جن، ایک عدد دیو (محرّم)، ایک عدد سموت، ایک جن، زارہ، ایک جن، زادی (دووں میاں بیوی ہیں)، ایک پری (محرّمہ) شامل ہیں اور کچھ تھے۔ یہ سب میرے غلام ہیں، ہم سب پہلے کو قاف میں رہتے تھے، انسانوں کی دنیا کی سیر کرنے کو سب کا دل چاہتا تو ہم آگے مگر کیا معلوم تھا کہ ایک ننھوں میں صاحب ہم کو اپنے کالے جادو کے زور سے قید کر لے گا اور اپنا غلام بنالے گا۔ سات سال ہو گئے اس کی غلامی کرتے ہوئے اور پھر اس سے جان چوٹ گئی کیونکہ دو سال پہلے وہ چاہا مارا کیا مگر چونکہ اسے غلط فہمی ہے مارا گیا تھا (مارنے والا اس کا اپنا ہی دست تھا) اس لئے مرنے کے بعد اس سے بظاہر تو جان چوٹ گئی مگر ہم سب اب بھی اس کی قید میں ہیں (ان کی شیطانی طاقتیں جو ظہریں)۔ ہم کہہ قاف داج نہیں جا سکتیں کیونکہ بوڑھے کا انتقام لینے کے لئے دشمن پر دہی ہیں جب تک انتقام نہ لے سکتیں ہر بندی اور رہیں گے۔ ہم سب (جن میں اور میری فوج) قافل ڈر کے مارے چھٹا پھرتے ہیں اور ہر رنگ کے چلنے کے ہمیں قسم کرنے کی کوشش میں ہے جسے میں دو سال سے ناکام بنا رہی ہوں۔ آخر ڈائن بھی کوئی چیز ہوئی ہے۔ مگر وہ ڈھب بوڑھا کسی طور ہار ماننے کے لئے تیار نہیں وہ اپنے گھر سے نکلتا ہی نہیں۔ خبر ہم نے ہی اس کے گھر میں ڈپر ڈال رکھا ہے اب فوج سمیت، جب ہمارے قافل کا تب خان میں گئے اس کا تیسہ۔ جس گھر میں میں اپنی بیوی کے سات چاہتا ہوں اس میں ایک جڑوا (میاں بیوی) بھی رہتے ہیں اور نوکر جاگزی مگر کیا کہئے کہ وہ بوڑھا اپنے جادو کے زور سے ہمیں ان میاں بیوی اور دو لڑکوں کے قریب بھی نہیں چھینکے دیتا (کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہم سب شیطانی طاقتیں اس کی تان میں ہیں)۔ دو سال ایک امیر گھیر کر اس امر کا شفت ہو گیا تھا اپنے بچے کو سنا تھا کہ اس کے ہمیں معلوم ہوا تو ہم سب اس کے پاس پہنچ کر ہنس دیا کہ اس نے کہا کہ کالائو سے دانہ بھر (پہلے ہم جنگل میں رہتے تھے)۔ میں اپنی فوج

سمیت اس بچے میں بڑی خوشی ہے رہتی تھی انسانوں پر بھی کڑی نظر میں رکھی تھی مگر کسی اور اپنا پٹا بظاہر کیا اور نہ ہی ان کی طرف دینی کا ہاتھ بھی بڑھا دیا۔ اپنی فوج کے ہوتے ہوئے میں بھلا کیوں انسانوں سے دوستانہ کرتی پھر۔ ضرورت نہ تھی کیا ہے؟ چاروں کی تو ان کی زندگی ہوئی ہے ہمیں خواہ وہ ان سے انصاف ہو جائے گی اور یہ مرکب جائیں گے تو دل تو ہمارا ہی دیکھے گا ناں۔ میری فوج کی عمریں بھی اتنی زیادہ نہیں ہوئیں مگر ان کی عمریں اس کی عمریں زیادہ نہیں ہوتیں۔ بڑی کسی زندگی ہوئی ہے ڈائن کی، اس لئے تو میں کہتی ہوں ڈائن تو آخر ڈائن ہوتی ہے۔

ایک دن وہاں ہم لوگ یوں کر نہیں اس کے بعد وہ بنگلہ چھوڑا تھا اور پھر ہم اپنے وطن کے بچے میں آکر رہنے گئے (اور وہ ہم سے خائف رہنے لگا)۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن میری غلام چڑیل بڑی پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئی (ابا سے آوارہ گردی کر کے ہوئے)۔ کیا بات ہے سنگھار میں نے اس کی پریشانی کو سمجھتے ہوئے پیار سے پوچھا تو وہ اپنے بچے ہوئے ہوئوں پر ہیکل سرکراتے جا کر بچھے اپنی اپنی بولی آکھوں سے بڑی ہے کسی سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس کی سرکراہٹ بے جان کی ہنس میں تبدیل ہوئی۔ پتے ہوئے اس کے ٹوٹے ہوئے دانت (پہلے پہلے) مجھے صاف دکھائی دے رہے تھے (ایک دن غصے میں آکر میں نے اپنے حوصلے ہاتھ کا گھونسا بنا کر اس کے منہ پر مارا تھا جسے اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اور دانت اذخو سے رہ گئے تھے) وہ بڑی آبا یک انسان ہاتھ دھو کر میرے پیچھے لے ہوا ہے، پتہ نہیں میں اس کیسے نظر آ رہی ہوں۔ وہ مجھے گھور گھور کر دیکھتا ہے بلکہ یوں کہتا جانیے کہ مجھ پر ڈور سے ڈالتا ہے۔ میں کیا کروں بڑی آبا؟ اسے قریب میں رکھ کر اس کی دولت بھی تو نہیں اڑا سکتی کیونکہ میرے دانت جو ٹوٹے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت نکال کر پریشانی گھوٹا گیا تھی۔ مجھے تب نعمت نے آیا

اور میں غصے میں ہو گئی کہ کاش اس کے دانت نہ ٹوٹتو تو اب اس کے کام ہی آ جاتے مگر اب کیا ہو سکتا تھا پھر میرے ذہن میں ایک خیال نکلا۔ ڈور سے ڈالنے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ میں نے اپنی بھئی آواز میں پوچھا۔ ظاہر ہے آبا ڈور سے اسی پر ڈالے جاتے ہیں جس سے پیار ہو اور مجھے بھی میں محسوس کروایا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی کرخت آواز میں شرم کا ہاف اپنا اس کا شرابا اس کے انتہائی بد صورت چہرے کو بڑے بد صورت بنا دیا تھا (اور خوشی کا اپنے جوتن پر آ کر بھی) اس نے شرمناک چہرہ دکھا لیا تھا اور اس کے کندھے اور بدبودار ہال (جو کھڑے کھڑے تھے) اس کے چہرے پر آ گئے اور اس کے کھٹے ہوئے چہرے پر شرم اور خاکے رنگ پانگل، رو رہے تھے۔ میں اب بھی اس کے جواب پر غصے میں تھی یہی تو تھی۔ میں نے پتھیا اس وقت کی خصوصیت لڑکی کے روپ میں ہو گئی تھی تو وہ تم پر ڈور سے ڈالتا ہے۔ میں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ نہیں بڑی آبا میں تو اسی روپ میں اس کے سامنے جاتی ہوں۔ اس نے مجھے شامی نظروں سے دیکھے ہوئے کہا۔ کیا میرے ہوش اڑ گئے۔ ارے بادی ہو گئی ہے کیا؟ میں نے ہاتھ دھو کر کہا۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے (میرے سوچنے کی دیم سے بدل نہیں میں جو انسانوں نے سمجھ کر بھی گئی تھی ان سے کوئی امید نہیں رہتی تھی مگر اب) ایک انتہائی سرور دھل والی بد صورت چڑیل پر آ کر کوئی انسان، مگر کیسے کوئی انسان مرمت سکتا ہے ایک بھیما کچھ چہرے پر۔ کیا فوٹ ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر مجھ میں کیا کی ہے سنگھار سے تو کسی اور سے خوبصورت ہوں۔ مونا سے، مجھے پیار ہوا اور چھوٹا تو خبر نہیں مگر بدبودار اچھے ہوئے (سنگھار سے نہیں زارہ) اور ہال، مونا نے موئے ہاتھ لیے لیے ناخنوں سمیت اور مونا نے موئے چہرے لیے لیے ناخنوں سے لبر (ملا ناکہ سنگھار کے ہاتھ اور پاؤں کوشت سے ماری ہیں۔ آواز میں میری بھئی جاتی نہیں (اس کی آواز چلتی، کرخت اور ٹوٹتی ہے جو سیدھے بندے کے کالوں سے ہو کر اس

کے دماغ میں تھوڑے سی طرح لگتی ہے جبکہ میری آواز بھئی اور بارب ہے)۔ کیا ہوا آبا؟ مجھے بچوں سے نکلنے والی سنگھار ہی تھی۔ اب میری سوچیں سے سرے سے شروع ہو گئیں۔ نہیں ایسا ہو ہی نہیں سکا وہ یقیناً سنگھار کو دھوکہ دے رہا ہے اگر پری ہوئی تو وہ یقیناً خوبصورت ہے مگر سنگھار دیکھو سنگھار تم جیسا سوچ رہی ہو دیا ہرگز نہیں ہے۔ تم بہت بڑی غلطی کر کا سنگھار ہو چکی ہو۔ اس نے ہم کو ہم پر ڈور سے نہیں ڈالنا کہ ہمیں گھبراہٹ گھور کر دیکھتا ہے۔ وہ انسان ہے سنگھار اور انسان تو حوس کے دیوانے ہوتے ہیں (ہروانے ہوتے ہیں)۔ وہ تم بھی مگر دھل والی چڑیل سے محبت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ارے محبت تو دور کی بات نہیں تو کوئی بھی اپنی نظریں دیکھ کر کسی بے ہوش ہو جائے اور وہ کسی ہو گیا۔ میں نے ہوا کیونکہ وہ آدمی مجھے کوئی جادو کر یا ساحر لگتا ہے جو ہمیں دیکھو سکتا ہے اور یقیناً چھوٹا سکر کرنا چاہتا ہوگا۔ میں نے صاف گوی سے کام لے کر اپنے دل کا بوجھ لگا لیا (کیونکہ اس سے پہلے مجھے سنگھار سے حد ہوئے تھی مگر بعد میں معاملہ میری کھٹی میں آ یا تو حد جاتی رہی) میری باتوں سے سنگھار مجھ کو مری (شاید اس سے خواب نہ گئے تھے) اس کے چہرے کے ایک پھر میں صرف ہی سمجھ گئی ہیں؟ اب میرے دل میں اس کی ان دیکھے آدمی کا خوف بیٹھ گیا۔ آبا وہ سنگھار کو تیر کے جلا دے گا۔ کل گنار (پری) کو اس کے بعد پرستہ اور پریم (میاں بیوی) جو جن اور جن زادی ہیں، اس کے بعد باگو (دیو) کو، اس کے بعد (گھمبیر جن) کو اور پھر اس لئے آگے میں سوچ نہ کی۔ نہیں میں اسے سمجھ کر نہیں سکتی تھی۔ انسان بڑے غلام ہوتے ہیں۔ سنگھار اپنی سب کہاں ہیں؟ میں نے سنگھار سے پوچھا تھا۔ سب آوارہ گرد ہوا کر گئے ہیں۔ ہوائے گھمبیر جن کے جو جنگل میں ہی موجود ہے۔ اس نے او اس ہو کر جواب دیا۔ اچھا تم دونوں جادو اور اس آدمی کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ پھر مجھ میں اس کی کسی دولت نہ جانی ہوں۔ اس کی اہمیت کیسے ہوئی میری پہلی (ظاہر) پر

دور سے ڈالے گی۔ میں نے سنگھار پر طنز کیا تو وہ ہراسا
منہ نہ کر باہر کچل دی۔ میرا بھی دل چاہا اس کے ساتھ
چلے کو کرکے خیال نے آقا کیا کہ میں کیوں جاؤں۔
میں شہری سردار بنی اور بے میر سے غلام (میری مولیٰ
گردن اکثر کی تھی اس وقت)۔ جہاں اب مجھے اس
آدی کا انتظار تھا بسے گیا وہ بدوہ۔ میرا سونا دل دھڑک
اٹھا۔ مجھے ایسا ہو گیا تھا اس وقت مجھے خوشخبریں پھر سے
تخت سے اٹھ کر (اپنے مخصوص کمرے میں ہی) یہاں
سے وہاں اور وہاں سے یہاں وہم دم مچنے لگی اس کے
انتظار میں۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور مصیبتیں جن اور
سنگھار ایک چیتنے چالے آدی کو کھینچے ہوئے لا رہے
تھے۔ وہ بڑھاپہ مرکا خوفزدہ سارو دہائی بڑا خوشدوست تھا۔
میرا تو موٹا دل ایک بار پھر دھک رہ گیا۔ وہ سنگھار
اور مصیبتیں جو کوئی دیکھ کر راج راج تھا چار ہاتھ (بواسی
کیوت کٹ لہا تھا) کمرے میں جو دیکھ کر وہ بے ہوش ہو
گیا (سنگھار اور مصیبتیں جن کو دیکھ کر اس نے نہیں بے ہوش
ہوا تھا کیونکہ سنگھار کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور مصیبتیں
جن کے سینکے۔ بے ہوشی کے خوف مجھے حاصل تھا۔
میں نے ہی تو ڈرے تھے غصے کے عالم میں میری گھڑی
جوانی اور رنگڑے دانت دیکھ کر وہ فوراً سے پہلے بے ہوش
ہو گیا تھا اسی لئے تو میں ہوں ڈر کر خزانے میں
(ہے)۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی اس کے ہوش ٹوٹ گئے
گئے تب میں اس سے مخاطب ہوئی۔ کیوں بے میری
سہلی کو قید کرنے کے پکر میں ہو گئی جاؤں ہو یا کچھ
اور ہو؟ میں نے اس سے انسانوں کے لیے میں بات کی
(اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر) دیکھتے خوف سے
دیکھنے لگا (ظاہر ہے چار تو کیسے نہ رہا)۔ تن
نہیں۔ بے میر سے پہلے پڑی ہوئی ہے اس کے کپکپا کر
کہا۔ کبھی لڑکی کا روپ دھار کر تو کبھی کسی کی کاپی کر
اسے پہچان جاتا ہوں لیکن جب بات نہ بنی تو اپنے اصل
روپ میں آئی تب میں نے بھی اسے پریشان کرنا
شرع کر دیا کیونکہ تموا بہت جاودہ مجھے ہی آتا ہے۔ اس

نے خوف سے کہا تو میں نے سنگھار کی طرف جلی آگھوں
دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔ جھوٹ بول رہا ہے کہ میں اس نے
اپنی منافی میں صرف انتہائی ہی کیا۔ جب میں نے اسے
سوچ کر ہی۔ چل چھوڑ اس لئے کو بس ختم کر۔ تو یہ جتا
مجھے سے شادی کرے گا۔ میں نے بلا جھجکا اپنا ساتھ ہلا
کر کہا تو میری صرف اس آدی نے ہلکے مصیبتیں جن اور سنگھار
نے بھی مجھے چونک کر دیکھا تھا اور میں نظریں چرائی۔ سن
..... نہیں نہیں میں چرچاؤں کا کمرے سے شادی
بے ہوش ہو گیا۔ میں سوچ رہی تھی کہ میں نے خوف کو کب
بشت ڈال کر کہا اور میرا سونا دل دھڑک رہا ہو گیا۔ تب
مجھے احساس ہوا کہ میں کبھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ کاش میں
سختیں ہوتی۔ میں نے انہوں سے سوچا۔ تو پھر ٹھیک ہے
پھر تم چرچاؤں کیونکہ زور دہر کر تو مجھ سے شادی کر کے
میں نے۔ اس کے بعد غصے میں آ کر میں نے اپنے سونے
سوتے ہاتھوں سے اس کی خوب چالائی کی (اس کی بیجوں
کی پرواہ نہ تھی)۔ لے لے ہاتھوں سے بھی کا لیا اور
اس کے جیسے پر خراشیں ڈال دیں اور بالآخر اس کی
گردن بھی مروڑ دی کیونکہ میرا غصہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا
(اور میں اپنی خوفناک دکھائی دے رہی تھی کہ یہاں کرنے
کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں) اسے چارہ جان سے
گیا۔ پھر جیسے تب سے ہم تھیں اس کی بولی بولی نوح
کرنا لگی۔ یہ تہہ تو میں نے ڈال کر دیا۔ اسے چٹ کر جانے
کے بعد سنگھار نے اپنی کسرت اور آواز میں کہا۔ ہاں میں
نے کیا کر دیا۔ میں نے انجان بن کر کہا اور سنگھار پر خوب
غصہ کیا (مجھے تنگی میں رہی اور خود اس آدی سے شادی کا
کہہ ڈالا۔ بڑی آقا تم تو بڑی مار گئی اور کتنی بھی اس
اس سے پہلے کہ اسے اپنے منہ سے کوئی اور لگا کر لکائی میں
نے ایک زوردار درمکا (اپنے سونے کے ساتھ) اس کے منہ پر
دس بار۔ اس میں وہب کی آواز آئی تھی اور پھر سنگھار کے
بے ہوشی دانت (جو پہلے سے اچانک تھے) زمین پر
پڑے اس کا منہ چڑا رہے تھے اور وہ خود اپنی بزرگ
آگھوں سے زور دہر رہی تھی جبکہ مصیبتیں جن اپنے ڈرے
ہوئے سینگوں پر ہاتھ رکھتے مجھے خوف سے ایسے دیکھ رہا

تھا جیسے اسے اس بات کی بھڑ سے امید ہو کہ میں ابھی اس
کے بھی سچے سچے سینک تو ڈوں گی۔ میرے سامنے اس کے
پھر بولی ہی اس طرح سے پھر بدینری کی تو تہا رہا ہے
کندے بدوہ اور بال چڑوں سے پھر کھڑوں کی جو میرے
میں میں آئے میں کروں گی ابھی سنگھار تک۔ میں غصے
انہوں نے نہ جانے اسے کیا ہو گیا بولی میں اور وہ کمرے
آ نہو یہاں سے نکلتی رہی۔ اس کے بعد بدینری کرنے کی
نوبت نہیں آئے کی بولی پاپا آ گیا مجھے جلا دیں۔ اب
میں زندہ رہ کر کہا کروں گی اس نے انتہائی کرب میں
اپنے نچلے منہ سے کہا تو مجھے اس پر ترس یا بل نہ آیا
کیونکہ اسے اب زندہ رہ کر کیا کیا مارنی تھی اس لئے
میں نے چپ چاپ بڑی بے دردی سے اسے جلا دیا
کیونکہ سنگھار کو میرے علاوہ وہ اور مار بھی نہیں سکتا تھا۔
ہمارے آقا بھی زندہ نہیں سمجھے جو اسے جانتے رہتے ان
کے مرنے کے بعد تو میں سب پر راج کر رہی تھی۔ سب
کی مطابق العنان سردار بنی تھی۔ جب بھی غصے میں آتا
کچھ نہ کچھ ہنسی (اپنے ساتھ تو کڑکھیں اپنی نوح کے
ساتھ) پیچھے گھار پڑی کے لیے ہال (غصے میں) میں
نے نوح نوح کر کے دم کی طرح کر دیے تھے۔
جن زادی اور سن کو پھر دقت آگ کی کو دینی رہتی (غصے
کے عالم میں)۔ جھوٹ کا لالہ مجھے کھڑوں کے دل کو کچل
دینا وغیرہ اور دایا کرنے سے پہلے ہلا کر روک کر دیکھا
سب کی سرداری ہوں۔ اس کے بعد پر ہی کے ساتھ بھی
سنگھار سے ملتا چلا واقعہ پیش آیا اور مجھ پر بھی جانا
پڑا اور وہ بھی کسی لڑکی پر عاقب ہو گیا تھا اس لئے اس کو
بھی آگ کے خولے کر دیا تھا۔

اس کے بعد ہوا کچھ یوں کہ محلے کے لوگوں کو
ہمارے بچنے پر شک ہوئے لگا کہ اس میں جن جنوت ہیں
تو وہ ایک بچے ہوئے حال کو لے آئے اور مجھ پر
پریم اور پریم اور محبت کے ساتھ وہاں سے بھاگنا پڑا
(میں اور قید میں کیوں آئی تھیں اسے آقا کا انتقام
بھی تو لینا تھا) پھر ہم اپنے دین کے گھر میں رہے
لگے کبھی حالت میں اور ہمارا جن (جس نے ہمارے آقا

کو کبھی اپنے ہی دوست کو مار ڈالا تھا) ہم سے اسے ہی
گھر میں چھپا بیٹھا ہے لیکن کتاؤں میں کسکا۔ دو سال
ہو گئے اسے میں کتاؤں میں لانے کے لئے کیا نہیں کیا
اس نے عمر میں اس کا ہر حربہ ناکام بنا ڈالا مگر اس بار
اس نے جو بال چلی اسے اس نے میں بڑی خوفزدہ ہوں
وہ۔ ہر محضات کو ایک آدی کی بتا رہی تھی کہ مجھ کو تھ
اور بندہ کو بھی دیتا ہے۔ یہ سب میں قابو کرنے کے لئے
میں گھر میں بھی کوشش کر رہی ہوں کہ کسی طرح اس بچے
میں رہے ہوئے افراد میں سے کو کتاؤں میں لے لوں
اور اس کے ذریعے اپنے دشمن کا خاتمہ کر کے وہ کاف
واپس چلی جاؤں عمر میں ہی اہل ایسا بھی نہیں کر سکتی
کیونکہ یہ پورا بچہ اس نے اپنے والد کے عمر میں ڈوبا ہوا
ہے سوائے اوپر والے کمرے کے جس میں ہم رہتے
ہیں۔ یہ کمرہ غلط ہے کیونکہ یہاں میرا علم ہے۔ میں
اپنے ساتھیوں سمیت یہاں قید ہو کر رہی ہوں اور وہ تو
کب سے والد کے گھر میں قید ہے۔ اب دیکھنا ہے
ہے کب وہ دل کر میں ختم کرے۔ امر ہو جائے یا پھر
میں اسے ختم کرنے میں کامیاب ہوں گی۔ میں اپنی
کوشش میں ہوں اور وہ اپنی کو ششیں جاری کئے ہوئے
ہے۔ یہ نہیں جس کی ہوگی؟

○

ظلمت کے مہتاب کو ڈھونڈ رہا تھا وہاں جہاں وہ
اکثر جھپٹتا ہے مگر مگر مہتاب کہیں ہوتا تو نظر آتا۔ اب
صرف ایک جگہ رہی تھی اور وہ تھا پارک (پارک ان کے
ہوشل کے قریب ہی تھا) دونوں ترک سے کراچی آئے
تھے، کراچی بڑھنے کے لئے۔ دونوں ابھی انیف ایس
ہے فاصل نرم کے احاطات دینے تھے اور زلزل میں
ایک ایک مہینہ بانی تھا اس نے دونوں فارغ تھے۔
مہتاب زلزل کے آنے تک وہاں اپنے گاؤں جانا نہیں
چاہتا تھا اس لئے ظلمت کو بھی اس کے ساتھ ہوشل میں
رکنا پڑا۔ ظلمت میں بات تو مہتاب کو کھو یا کھو یا سوچ
میں کم پا کر اس کا پارہ پانی ہو گیا کمرے کا واسن قائم کر
اس کے پاس آہ۔ آہ۔ تو تم یہاں بیٹھے ہو اور وہ بھی

حسب عادت کسی سوچ میں کم بلکہ کسی کی سوچ میں کم۔
 طلحہ نے مہتاب سے کہا تو مہتاب نے اظہارِ نیت سے
 آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو اپنی سائیں
 درست کر رہا تھا کیونکہ ہوش سے دکان اور دکان سے
 باہر گز رہا تو مہتاب کی طرف آیا تھا۔ اسے غصہ جو بہت
 آیا تھا مگر مہتاب پر غصہ نہیں ٹھیل سکتا تھا کیونکہ جب
 بھی مہتاب پر غصہ کلاتا مہتاب وہ جھپٹتی چھوڑ کر چلا جاتا
 اور طلحہ کا دل اصرار سے کہہ رہا تھا۔ کیا بات ہے؟ ہمیں
 سانس کیوں چڑھا ہوا ہے؟ مہتاب نے سپاٹ لکھے میں
 پوچھا۔ تیرے اس امریکہ والے بچے کا کون آیا تھا، کہہ رہا
 تھا کہ مہتاب سے کہاں کہیں سے اپنے بچے کو پاکستان
 روانہ کر دیا ہے صبح اسے ریڈیو کرنے انٹرنیٹ سے جانے۔
 دینے مہتاب یار تیرا ہی لڑکھن۔ کیا نام ہے اس کا (طلحہ
 نے مہتاب کو سوجا) ہاں (چنچ کر) جی جی جی جی۔ یار
 یہ جی جی بچے باگل لگتا ہے امریکہ میں رہتے ہوئے اسے
 پاکستان کی یاد ستانے لگی ہے اور پاکستان دوڑا چلا آتا
 ہے۔ یاد ہے ہمارے فرسٹ ایئر میں بھی وہ آیا تھا اور
 اب پھر آ رہا ہے۔ ویسے دو سال بعد وہ بدل تو گیا ہو گیا
 ہی اور اس کی باتیں۔۔۔ طلحہ پلینر۔ مہتاب نے تیزی سے
 اس کے تان تان ہوئی بات کو دیکھ کر کہا کہ اچھا تمہارا کام
 سوچ کی بات تو ہے کہ وہ امریکہ کی گوری گوری لڑکیوں
 کو چھوڑ کر۔۔۔ طلحہ! پڑی اسے اتنے کی کوشش مت کرو۔
 کتنی بار کہا ہے تم سے میرے سامنے ہونگیاں مت مارا
 کرو۔ مہتاب نے انکاری سے ایک بار پھر اس کی بات
 کاٹی۔ لو کر کوئل اچھے تو زبانی ہی دریا میں تو نہیں خبر
 دینے آیا تھا اور تم آپ سے بے ہوا ہو رہے ہو۔ وہ لڑکی
 ناں خبر۔۔۔ خرد کے کہ بے ہوشی پر ایک باتم جاؤ جو وہی
 مہتاب نے منہ سمیٹ کر کہا۔ ہاں میں چلا جاؤں اور ایک
 بار پھر تم اپنی اپنی کی سوچوں میں کم ہو جاؤ تو ہمیں ہی بھی
 نہیں۔ تم یوں کرو کہ تم کسی میرے ساتھ چلو جو ہوش
 میں لگیاں مارنے سے بچ رہے کہ تیرے ساتھ ہوش
 چل کر نہیں نہیں مار لو اور دیکھو مجھے بھی شام ہونے والی ہے۔
 آج رات کو جلدی سونا ہوگا کیونکہ میں جلدی کیج سوریے

جی کو سیر کرنے انٹرنیٹ پر جا نا ہوگا۔ کل جمعہ ہے ناں یا
 جمعرات ہے؟ طلحہ نے مہتاب سے پوچھا مگر جواب میں
 وہ منہ پھیرے خاموش رہا۔ چلو جادو جمعرات کو چھوڑو
 بلکہ ہوش چلوں یا رہا یہ جس کی سوچیں تم سوچ رہے ہو
 ناں یہ تم ہوش میں بھی منہ سے نکلتے ہو۔ ہوش میں ہونے پر
 کوئی پابندی یا کس نہیں لگا ہوتا طلحہ میں کم کیا ہوا ہے
 تم نے پڑا کیا کاکی کو ناک کا کھیل بنا دیا (طلحہ غصوں پر
 اتر آیا)۔ ایوں اکی خود کو ازیت دینے جا رہے ہو اور یہ تم
 منہ اٹھائے پاک میں کیوں آ جاتے ہو ہوش کے کمرے
 میں بیٹھنے سے نہیں موت آتی ہے کیا؟ طلحہ کی ناں ناں
 گفتگو مہتاب کو بے حد مار گزری تھی اس لئے غصے
 سے طلحہ کی طرف دیکھا تو وہ مہتاب کی چوڑیوں کو بھانپ
 گیا۔ یار تمیں اس وقت ہوش میں ہونا چاہتے ہو۔ طلحہ نے
 کہا ناں انداز میں کہ تو مہتاب اچھے کراس کے ساتھ ہوش کی
 طرف روانہ ہو گیا۔ ویسے ہمارا رات پتہ نہیں کب آئے
 گا میں تو بہت ایکسیٹڈ ہو رہا ہوں آف ہے ایک مہینہ
 انتظار کا کہ کڑے سے طلحہ پلینر کو اس مت کرو اور بات
 کرتے وقت اسے جھلن پر غور کیا کہ تم کیا منہ سے
 جھگر رہے ہو طلحہ کو گھبرایا کہ وہ مہتاب کے سامنے اس
 طرح کی تحریک کرے اس کا دل بھلا نا چاہتا تھا مگر اس
 ہی طرح سے اسے سراسر مل گیا تھا۔ وہ جتنا مہتاب کو باتوں میں لگتا
 کی کوشش کرتا تھا ہی مہتاب کے چپ کا راز وہ دور دور پکڑتا
 جاتا۔ اس لئے مہتاب خاموشی سے اس کے ساتھ جا رہا
 تھا۔ ہر وقت اور ہر جگہ سوچ سوچ کر یہ نفسیاتی مریض ہو
 جانے لگا۔ طلحہ نے غلطی سے سوچا۔ تو اب مہتاب پر
 ترس آ رہا تھا جو جینے کے انداز میں اس کے ساتھ جا رہا
 تھا۔ اسے اور کہہ لگا تھا طلحہ کو نہ لگا تھا بلکہ اس کی
 کیفیت کو بھی دیکھ سکتا تھا۔
 صبح دوڑوں جلدی اٹھ گئے اور بھی کو ریڈیو کرنے
 انٹرنیٹ تک پہنچ گئے۔ دونوں جی سے بہت گرم جوشی سے
 لے اور اسے لے کر ٹیلی ویژن پر اور ہوش کی طرف آ
 رہے۔ مہتاب سارے راستے میں خاموش رہا تھا جبکہ طلحہ
 اور جی باتوں میں صرف تھے۔ کائی بدل گیا ہے بھی اور

باتوں کا انداز تو اور بدل گیا ہے۔ طلحہ نے راستے میں
 سوچا تھا۔ باتیں ہوش میں موجود تھیں۔ جی کا کافی بول
 گئے وہ مہتاب سے معافی سکرابت چہرے پر پھیلا کر
 کہا۔ اودھ۔۔۔ نہیں کھوں میں انھیں صاف بے حیا ہے غصہ
 بڑھنے ہوئے نظر آ رہے ہو۔۔۔ غصہ ٹھہرا رہی تھی بھی
 کہہ۔ (طلحہ کو اس کی باتوں پر خواہ مخواہ آتی آتی غصہ وہ
 ضبط کر جاتا) جی نے بغیر مسئلہ جھڑ اور سیکل بھاٹ یہ
 کس قسم خوش ہو بہت funny اور کھڑے تھے اب تمہارا
 کھسے serjouse ہو گیا ہے، اودھ تمہارا نہیں کھسے کھلا
 ہو گیا ہے۔ یہ کھ کھو گیا ہے کیا ہے؟ اسے باری ہے۔
 پیار میں مہتاب کی طرح نے جواب دیا تو مہتاب
 اسے غور کر رہا تھا۔ کیا؟ what؟ اسے حیرت سے پوچھا۔
 عشق یعنی Love۔ اودھ تو مہتاب کی بھی کوئی Love
 story موجود ہے۔ جہم کو حیرت ہوئی۔ موجود ہے نہیں
 بلکہ میں جواب رک چکی ہے جی صوفیہ عشق میں بری
 طرح سے ناکام ہو چکا ہے اور۔۔۔ طلحہ پلینر اپنی زبان پر
 قابو رکھو اور جاؤ گا جی کس کی جانے بنا کر لاؤ۔ جی تم
 پلینر فریض ہو جاؤ، وہ ذرا بائیک سے ہو کر آتا ہوں۔
 مہتاب نے پہلے طلحہ کی بات کاٹی (جس سے وہ کافی ترز
 ہو گیا) پھر اسے اور بھی کو رعایت دے کر غور دیکھ اٹھ گیا
 جی مسلسل خانے میں گھس گیا اور ڈال کر جگہ میں جبکہ مہتاب
 باہر نکل گیا۔ جی مسلسل کر کے نکلا اور طلحہ جانے بنا چکا تھا پھر
 دونوں جانے پہنچے گئے اور ساتھ میں باتیں بھی کرتے
 گئے کہ کھ مہتاب بہت کمرے میں آیا اور ہوا۔ دونوں سے
 چونک کر اس کی جانب دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو
 بھلا رہا ہے تھے اور چہرے پر کرب کے آواز موجود تھے
 کیا ہوا تم راکٹ سے خالی ہی آ گئے؟ طلحہ نے حیرت
 سے پوچھا کہ مہتاب خاموشی سے بند پر لونڈ سے منسلک
 گیا۔ کچھ کچھ گیا۔ اودھ لگتا ہے اس نے پھر اسے راکٹ
 میں دیکھ لیا ہوگا۔ لے اپنے ساتھ بیڑ بڑایا۔ کس کو دیکھ گیا؟
 جی نے پریٹانی کے عالم میں اپنے مخصوص انداز میں طلحہ
 سے پوچھا۔ میرا خیال ہے میں اسے اکیلا چھوڑ دیتا

جانیے۔ طلحہ نے جی کی بات کو نظر انداز کر دیا مگر کیوں،
 اس کی کیا سسٹری ہے؟ جی کی پریٹانی ابھی نہیں تھی۔
 یہ سسٹری تم اپنے لڑکھن سے ہی خود بن لینا۔ ابھی نہیں
 اسے اکیلا چھوڑنا گا اور وہ یہ میں اکیلا چھوڑ کر پارک چلا
 جائے گا اور وہاں چند گھنٹوں سوچتا رہے گا اور اپنا دریاغ
 خراب کرے گا۔ اس سے اجماع تو یہ ہے کہ ہم پارک میں
 جا کر باتیں کر لیں اور اگرنا جا کرنا چاہتے ہو تو میں
 نہیں۔ دونوں کانٹیں۔۔۔ No, No, No میں یہی کہتا ہے ساتھ
 چلوں گا۔ اور یہ بھی سیری ٹھیک اب تم ہو چکی ہے۔
 جی نے کہا اور دونوں ہوش سے باہر نکل گئے۔ مہتاب کو
 روتا دھتا چھوڑ کر کی یاد میں۔

○
 اُس وقت رات کے دو بج رہے تھے جب لائبریری کی
 آکھن کھلی گئی۔ کھن کھن کھن کے بعد بھی اندھیرا ہی تھا
 اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی کے آواز وہی تھا
 لائبریری خوف سے جلت میں ٹھیل لیپ روشن کیا تو اس
 کی آنکھیں دیکھنے لاقی ہوئیں۔ اس نے اپنے شوہر زاہد
 کو جگنا گا مگر بڑے پر تھا۔ کہاں جا سکتا ہے؟ لائبریری نے
 سوچا اور پھر ایک خیال کے تحت ہاتھ درم کی طرف آئی۔
 دروازہ کھلیا کر زاہد ابھرا ہوتا تو جواب دیتا۔ اس نے
 ہاتھ درم کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہانکا سا زور دیا تو
 دروازہ کھلتا چلا گیا۔ زاہد آمد نہ لائبریری پریٹانی کی ہوتی
 اس لئے کمرے سے باہر نکل کر بالکونی میں آ گئی جہاں
 سے باہر کا سارا منظر آسانی نظر آتا تھا۔ اس کی نظر
 اچانک دور کھڑے شخص پر پڑی جو سامنے ہی کھڑا تھا
 لائبریری طرف اس کی پیچھے گیا اور وہ اچانکی دور تھا کہ
 لائبریری سے بچاؤ نہ سکے (لائبریری اسے ڈرا پیچھا کر لاتی اور اس
 کی پریٹانی خوف میں سرخیز اضافہ ہو گیا۔ رات کے دو
 بجے زاہد کمرے سے باہر کیا کر رہا ہے؟ اس سوچ سے لائبریری
 کھپکھپا کر رہی تھی۔ وہ جگت میں بیڑھیال انکر ڈرائنگ دوم
 سے ہٹتی ہوئی باہر صحن میں آئی اور پھر صمد دروازے کی
 طرف آئی جو کھلا ہوا تھا وہ باہر آ گئی۔ زاہد ابھی اسی
 پوزیشن میں کھڑا تھا۔ نہ جانے کیوں لائبریری اس کے خوف

کا دل شدت سے چاہا کہ لائبہ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دے مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ آپ لائبہ ہو؟ پچھلے جی لائبہ کو دیکھ کر حیران ہوا تھا مگر اب ہونے کی باری لائبہ کی تھی۔ جی..... جی..... جی میں لائبہ ہوں مگر آپ مجھے کیسے جانتے ہیں، آپ کون ہیں؟ میں تو آپ سے پہلی بار مل رہی ہوں؟ لائبہ نے حیرت کا اظہار کیا۔ ا know کہ آپ ہم کو نہیں جانتی مگر ہم آپ کو جانتے ہیں۔ actually میرا نام جی ہے اور میں امریکہ سے آیا ہوں اپنے کزن کے پاس رہ رہا ہوں، جس نے مجھے آپ کی پتھر دکھائی تھی، جی کی خود بخود میں نہیں، آپ رہا تھا کہ لائبہ سے کس اعزاز میں بات کرے کیا پوچھو اور کیسے پوچھے کہ لائبہ لائبہ سے پہلی ملاقات تھی اور وہ ایسے حالات میں کہ..... جی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا وہ ایسے حالات میں دوست، جیسے کہ پاس میری تصویر ہے؟ لائبہ مشتعل ہو گئی۔ don't worry جائز آپ غصہ مت کریں آ کی picture جس کے پاس ہے میرا کزن متاب ہے۔ جی کے منہ سے متاب کا نام سن کر لائبہ کی جھڑپیں لے ترتیب ہو گئیں۔ اس نے لائبہ سے کہی کو دیکھا۔ لائبہ نے دے میرے کزن کے ساتھ کیا کیوں کیا؟ کیا وہ بہت برا تھا۔ لائبہ نے بات بات بھر دل کی خواہش وہ زبان پر لے لی۔ لائبہ پھلو پھل کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر ایک سایہ سا بھرا ہوا تھا۔ ہم..... میں آپ کے لئے ہلدی ملازم دو لگا دی ہوں۔ آپ جائز زادہ ہاتھیں مت کریں آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی۔ لائبہ نے انھیں پیچھ کر کہا اور فوراً جان میں چلی آئی۔ دودھ گرم کرنے دودھ گرم کرنے سے دوران میں کسی گہری میوچ میں بھی کسی گھی..... دودھ گرم کر کے وہ دودھ گرم میں آئی مگر یہ کیا تھی تو اٹھ چکا تھا صوفے سے اور سبز چوٹی کی طرف چل رہا تھا (جیسے کسی نے اس پر سحر کر دیا ہو) ارے آپ کہاں جا رہے ہیں جی..... دیکھیں آپ بیٹھ جائیں آپ کو ڈاکٹر نے فی الحال آرام کرنے کو کہا ہے۔ لائبہ نے کہا مگر وہ دستور پڑ گیا کیا پھر مزرک لائبہ کی جانب دیکھا تو لائبہ کانپ کر رہ گئی کیونکہ جی

کی سبزا نکلیں اب لال سرخ ہو رہی تھیں اور اس کا پورا وجود جیسے سمیت دشت میں ڈوبا ہوا تھا۔ لائبہ کے تو روٹنے لگوے ہو گئے۔ وہ کہنے لگی۔ اس کے بعد جی سبز حیراں اترنے لگا۔ جی کہاں جا رہے ہو۔ مگر لائبہ کی آواز پر اس مگر حیراں نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور سبز حیراں اترتا چلا گیا۔ ایسے اعزاز میں جیسے کوئی دیوت ہو اور دیوتوں کو سنا رہا ہو۔ چل رہا ہو۔ (مگر دیوت کس کے ہاتھ میں تھا وہ نظر نہیں آ رہا تھا) وہ سبز حیراں اتر چکا تھا بس اب راہ راہی میں کڑ کر مسرور دم کی طرف جانے لگا تھا غنائے لائبہ نے جی کی منگوا تھا یہاں آ کر لائبہ کو بے حد خوف محسوس ہوا تھا (لائبہ جی غلط میں سبز حیراں اترنے آ گئی تھی..... جی..... جی..... جی تم کہاں کہاں جا رہے ہو؟ اسے سمجھیں کہ آپ کی سبزیوں کی طرح سے رو دے جی سے مسرور دم کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا لائبہ سبز چوٹی پر کھڑکی کی دودھ کا کلاس اب بھی اس کے ہاتھ میں وہ بے حد پریشان تھی کہ ایک اس کی ساعت سے جی کی آواز گرائی۔ Help help me please save me please save me. جی کیا ہوا نہیں؟ لائبہ کے دل کو کیسے صاف لگا وہ دل چاہتا کر رہی تھی۔ اسے کسی آواز دیکھی مگر صاف سنائی دے رہی تھی (جیسے کسی نوکریں سے اس کی آواز آ رہی ہو) اب لائبہ ہانکوں کی طرح سبز حیراں اترنے لگی کہ ایک اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ سبز چوٹی پر پہنچتی چلی آئی۔ دودھ کا کلاس اس کی کمری کچھ ہوا تھا چائیک لائبہ کا مسٹر کو پھیل گیا سبزی سے ٹکرا آیا اور پھر وہ میں ہوں ہو گئی۔ وہ زمین پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی اس کا دماغ آہستہ آہستہ تار بیلوں کی طرف کا جزن تھا۔ اس کے ہونے سے لائبہ نے جی کی آخری کرب میں ڈوب کر دوں چھینیں جی نہیں۔ No.ooo جو اسے گھر سے نوکریں سے لائی محسوس ہوئی تھی اس کے بعد لائبہ کو اپنا آپ کی کسی گھر سے نوکریں کی گرتا ہوا محسوس ہوا تھا اور پھر اسے کچھ سو نہ رہا۔

===O===

نیاں کاوش! جائز تم لائبہ سے جی کا پچہ کے ہیں

انفارم کر دینا کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں..... ارے کہاں کہاں کہ وہ میرا کزن ہے..... اچھا تم مجھے اس کے گھر کا ایڈریس دے دو میں طرک کو چن دوں گا..... کیا؟ اس نے سنج کیا تھا..... چلو ٹھیک ہے پھر میں انتظار کر لیتا ہوں..... خدا حافظ کاوش! سے باتیں کرنے کے بعد متاب نے فون رکھ دیا۔ طرک کی ساری باتیں سمجھ چکا تھا اس لئے چھوٹ پوچھا غامضی ہی رہا۔

○

جب لائبہ کو ہوش آیا تو وہ اپنے کمرے میں اپنے بند پر موجود تھی۔ اسے اپنے سر میں دو گھومے ہوئے ہاتھ اور کچھ جسم میں انتہائی قناعت۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اسے دھیرے سے کچھ کھینچ کر دھنکڑا اور زہیدہ اس کے سامنے موجود تھی۔ جی کا دھان لائبہ کی طرف تھا بلکہ اپنی باتوں میں کہیں نہیں..... ہاں، میں تو کہتی ہوں جی ابھی اپنے بیٹے کو اس پتھر سکول سے اٹھا لیا بھی اپنے کچھ کو اٹھا رہی ہوں دن بے دن لالاق ہوتے جا رہے ہیں جیسے سکول سے آتے ہیں کی گلی کے کندھے گھنٹے بچوں کے ساتھ کھینچ کر شرا کر دیتے ہیں۔ وہ درک کے باسے میں پوچھوں تو آگے سے جواب دیتے ہیں اماں دیا ہی نہیں۔ میں بھی سکول کے پھسل سے بات کر رہی ہے انہیں انھوانے کی مگر وہ شوقیت دیتے پر ماری ہی نہیں ہو رہا۔ بھانے بنائے جا رہے ہو چاہے بچوں کے لیے اس بارے میں سو بات پر بات کر لوں کر پوچھنے لے کر آ جاؤں اور یہ بچوں کے سکول کا مسٹر خود کمرے میں تو کھینچ کر اسکی سکول کے اس کھڑوں پر پھسل سے شوقیت دیتی نکلوں گی۔ اسے غرقہ کی کہی بات اب جا فتم ہوئی تھی۔ ہاں باقی فرخندہ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ میرے بچے کچھ اپنے سکول سے آ کر کارڈہ کروایاں ہی کرتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک آگے پر بھٹا چلتا ہے کہتا ہے۔ اماں سکول کے بعد کا کاج اور پھر بیکریڈ کی جاؤں گا۔ باقی دو کا دھیان پر دھانی میں بائیں نہیں ہوتا۔ تو سوچتی ہوں ان دونوں کو کیوں میرا کزن میں ڈال دیتی ہوں اور میری سکول سے شوقیت

بوسا یکا تعبیر

لانے کی بات تو وہ خود فرسے آؤ گی۔ کیوں نہیں دے گی میں بال نوچ لوں کی سکول کے پھسل کے اور آٹھوں میں اٹھایا..... س..... اچھا ایک اس کی نظر لائبہ پر پڑی تھی اس نے بات منہ میں ہی رہ گئی۔ ارے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے بی بی آپ ہوش میں آ گئیں۔ زہیدہ نے کہا اور فرخندہ نے بھی شکر ادا کیا کیوں لائبہ کو کچھ تک یا نہیں آ رہا تھا کہ وہ بے ہوش کیے اور یوں ہو گئی تھی۔ چلو باقی فرخندہ بی بی جی کے لئے دودھ گرم کر کے لاتے ہیں۔ زہیدہ نے فرخندہ سے کہا اور دودھ کا لفظ سن کر لائبہ کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا سارا واقعہ رپوائنڈ ہو گیا اور تب وہ جی کے لئے بے حد پریشان ہو گئی اور سخت اپنے کا کھانے کو کھانے لگی۔ اس نے کمرے سے نکلتی ہوئی فرخندہ اور زہیدہ کو کھانا تو دونوں کو کھانے اور سوائی نظروں سے اندیشہ دینے لگی۔ اب لائبہ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان سے کیا کہے جی کے بارے میں اگر لائبہ ان سے ایک سوال کرتی تو وہ مومولات لے کر کھڑی ہو جاتا تھا اور وہی جی جس وقت لائبہ کو بے ہوش حالت میں اپنے گھر لائی تھی اس وقت یہ دونوں تو گرائیاں اپنے گھروں کو جا چکی تھیں۔ بی بی جی کی؟ زہیدہ نے کھانے کی ٹیبل لائبہ کی روک کر اسکی سوچ میں جوگ ہو گئی تھی..... وہ وہ کیا نام کیا ہوا ہے؟ لائبہ نے چونک کر پوچھا جلت میں سببی فرخندہ بنا پائی تھی وہ (بچہ) دماغ میں ٹھیک طرح سے کام نہیں کر رہا تھا (دوبی بی جی اس وقت تو مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا اور یہ اسے اور کھڑکی کی بجھے تھیں جس کا کیا نام کیا ہو رہا ہے۔ زہیدہ بولے۔ آپ کو پچھ سے تھی آپ کو لائبہ اور بعد ہوش آیا ہے۔ آپ کے سر میں گہری چوٹ آئی ہے اور نہ جانے وہ کیا ہو گیا ہے پٹی چلی گئی۔ لائبہ کے تو فرخندہ کے پہلے ہٹنے سے ہی پیسے ہوش آ گئے۔ اس کی حیرانی پر دیشانی ایک مدنی ہو گئی۔ ارے بے چینی کے اس نے اٹھنا چاہا مگر سر میں میس ہی اٹھی اور غمازت کی وجہ سے بھی اٹھ نہ پائی۔ بے بسی سے دوبارہ آپ کو ہیلا چھوڑ دیا۔ یہ کیا کہہ دیا اس نے۔ اب جی جس حال میں ہو گا۔ لائبہ

علاوہ تمہارے پاس کوئی اور چارہ نہیں اس کے بعد عالم بابائے فون بند کر دیا تھا۔ اب لائبہ نے پریشانی کے عالم میں زامہ کا نمبر ڈائل کیا تو اس کا نمبر بند تھا۔ لائبہ کو بڑا غصہ آیا۔ تو گویا ہر طرف سے ہوائی سی ہوائی ہے۔ اس سے سوچا اور انکھیں پھرا آئیں۔ ہوائی کسی ضرور کر رہی ہوگی۔ اس طرف سے تو پر نہیں جی جہاں سے سب کو سب کچھ ملتا ہے۔ ہوائی بھی تو حالات اور انسانوں کی طرف سے بھی جس نے پیدا کیا اس کی طرف سے تو رہ ہوئی ہے مگر اندر نہیں اور لائبہ نے اپنا مسئلہ اس ہستی سے بیشتر کا مناسبات ہی نہ سمجھا تھا۔ اس نے تو جس کی فراز بھی نہ پرچی تھی۔ قضایا بڑھ چکیں مگر وہ تو اس شخص سے غفلت برقرار ہی چلی تھی۔ دین سے لائبہ دور ہوئی جا رہی تھی اس لئے مائل میں گھرنی چلی جا رہی تھی۔

زبیدہ اور فرخندہ کے آجانے کے بعد لائبہ نے انہیں ضروری ہدایات دیں اور کاوش کے کھر چل پڑی۔ دس منٹ کی ڈرامیٹک کے بعد اب وہ کاوش کے گھر کے باہر کھڑی اس کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔ اندر کاوش کی بڑی دلی اور اس بھی تسلیج کرنے میں مشغول تھی۔ وہ بڑی دلی اور اس (نچھو نچھو سے) جس میں بھی دستک نہ رہی تھی مگر تبھی باہر کی کڑی گھر ہو رہی ہے۔ آخر کار کاوش کو کمرے سے نکلتا ہی پڑا۔ اسے وادی اباں باہر دروازے پر کب سے کوئی دستک دے رہا ہے اور آپ ہیں کہ انجان ہی تھی ہیں۔ کاوش نے انجان بن کر شرارتیں کیجے ہیں کہا تو وادی اباں نے جسٹس کے اندر سے تھما ٹک کر اسے دیکھا کیونکہ کاوش نے دانت اوپنے آواز میں نہ تھی کسی۔ اسے ہاں پٹا ہوا کھٹے اور باہر تھپ تھپ کے ٹوٹ جی کب سے کوئی ان کے دروازے پر دستک دینے جا رہا ہے اور کوئی دروازہ ہی نہیں کھول رہا ہے نہ ہوں تو۔ وادی نے زیر لب کھٹے دالوں کو صلو تیں نائیں۔ اسے وادی اباں دستک ہمارے دروازے پر ہو رہی ہے۔ کاوش نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ گیمارے کے گھر۔ اسے ہمارے کھٹے ہاں۔ اسے وادی اباں ٹوٹ شاید سنے آئے ہیں تو یہ ہے لڑکی تم نے مجھے بتایا

تک نہیں۔ اب وہ کاوش کو تھما ڈیلائے کے موڑ میں تھیں۔ وادی اباں میں کبہری ہوں کہ دستک ہمارے دروازے پر ہو رہی تھی۔ کاوش نے اونچی آواز میں وادی اباں سے کہا تو انہوں نے سن لیا اور سمجھ لیا۔ کاوش نے دروازہ کھولا تو سامنے لائبہ کی مارے۔ لائبہ؟ کاوش نے اسے خوش ہو کر اس کے کھٹے کٹی کر اس کے زرد پرے چرسے اور سر پر ہنی کو کچھ کر مشہور رہ گئی۔ کیا ہو رہے تھیں آؤ اندر آؤ۔ کاوش اسے اندر لے آئی۔ وادی بھی کب سے لائبہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی مگر دور سے اسے لائبہ کی بیزلی کی طرف آئے پر لائبہ نے سلام کیا۔ کیا کہا؟ کلام..... اسے پٹا اب وہ زمانے کہاں جب میں کلام کیا کرتی تھی۔ اب تو بس باتیں کر لوں گی کئی خاص۔ اسے لائبہ نہیں..... کسی ہے؟ اسے وادی اباں سے مذاق کر رہی ہے اسے مر میں ان سے کلام سننے کو کبہری ہے۔ وادی اباں نے لائبہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ وادی اباں لائبہ نے سلام کیا تھا۔ کلام سامنے کو کب کہا تھا۔ کاوش نے اونچی آواز میں کہا۔ پھر لائبہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ کیسے آؤ ہوا لائبہ ہمارے غریب خانے پر کاوش نے کہا تو لائبہ نے چٹکی سی سکرابٹ سے اس کی جانب دیکھا۔ غریب خانہ..... جسے تم غریب خانہ کہہ رہی ہو ان میں نہیں پڑی تھیں کہ اس میں کتنا سکون ہے۔ مجھے دیکھو کاوش میں کئی اخیر ہوں کہ سکون کی مستانی ہوں۔ دولت سے میں سب کچھ خرید سکتی ہوں مگر سکون نہیں۔ لائبہ نے پھر مردہ کی طرح کہا۔ اب رہے مجھے دانتوں سے اور دانی۔ اسے بھی سوچ رکھا ہے کہ امیر زور سے اسے تھپ تھپ کر لوں۔ لائبہ نے شرارتیں کیجے کہ کہا۔ لائبہ نے ہنس کر اس کی جانب دیکھا۔ اچھا چھوڑو..... بتاؤ نہ کیا ہوا ہے تمہارے سر پر چوٹ کسی؟ کاوش نے پوچھا۔ وہ..... میں بیڑیوں سے گرنے لگی تھی۔ اچھا مگر..... کیا ہے اقسامی ہی برت گئی تھی؟ نہیں وہ میں کسی کو اپنے ساتھ لائی تھی گئے ہوش حات میں..... اسے پٹا کر لے ہوں کہ کاوش اور یہی کسی کوں ہے؟ وادی اباں نے سچ میں ٹانگ اڑا کر پوچھا تو کاوش نے تو کھٹکھٹا کر

ہنس دی جبکہ لائبہ بھی اپنے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ..... وادی اب میں آپ کو کیا بتاؤں وہ میری گاڑی کے سامنے آ گیا..... کیا..... وادی..... کسی کی واٹر؟ اسے میں پوچھ رہی ہوں کسی کوں ہے اور تم نے وادی کے قصے شروع کر دیئے۔ وادی نے لائبہ کو کسی خواہ توہم خواہ پٹائی تو وہ کھٹت میں جھٹلا ہوئی۔ لائبہ میرا خیال ہے میں جس میں جانا چاہتا ہوں۔ وہاں جائے گی میں ناں سے اب تو میں بھی ہوں لی اور وہی ہے کئی گھر میں اور وادی اس کے کھٹے کٹی کر اس کی کھٹیں لال سرخ ہو رہی ہیں اور علاوہ کوئی نہیں۔ یہاں جتنے کر تو ہم کوئی بات نہیں کر سکتے کیونکہ وادی اباں ہر بات میں ٹانگ اڑتا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ کاوش نے کہا تو دووں اٹھ کر چلن چائے لگیں۔ ہائیں..... کوں مار قرض؟ وادی اسے ساتھ بڑھا دیں..... لائبہ نے سب کچھ کاوش کو سنایا تو وہ بھی خوفزدہ ہوئی اور لائبہ خوفزدہ رہی تھی۔ بیچرم دوست میں مہتاب سے بھی کے بارے میں کچھ نہیں سوچا۔ اس کی پہلے میں بھی کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر لوں پھر جنہیں بھی بتا دوں لی تم مہتاب کے پاس جا کر اسے بتا دینا..... لائبہ بہت پریشانی کی کہ کاوش کے لئے بات کر کے اسی کے دل کا پوچھا بھلا ہوا تھا اور اس کے بعد وہ گھر آ گئی۔

شام کے وقت لائبہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی کہ زبیدہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ کر کمرے میں گھس آئی۔ وہ..... وہ..... بی بی بی..... اسے بجا بیچھے، وہ رہ جائے گا..... اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس کی سانسیں دوکھنی کی طرح جلی رہی تھیں اس نے اس سے بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔ کیا ہو گیا، کیا اباں شام بکری ہو؟ بی بی بی وہ بانی فرخندہ شور میں چلی گئی تھی اور پھر صرف اس کی چٹکیں ہی سنائی دے تھیں۔ بی بی بی آپ آئیے ناں میرے ساتھ خدا کے واسطے فرخندہ کی باتوں سے لائبہ کو جبریت و خوف کے سمندر میں ڈبوایا ایک خوف کی لہر اس کی بڑھائی بڑی میں مرابت کر گئی تھی۔ دووں بھاگ بھاگ شور ورم کی طرف آئیں۔ شور ورم کا دروازہ کھولنے کی کوششیں میں کر

نا کام رہیں۔ زبیدہ ہر طرح سے رو رہی تھی جبکہ لائبہ بھی بے حال ہو گئی۔ باقی فرخندہ کو بھالو بی بی بی..... اس نے رو کر کہا کہ تم مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ سب کیسے ہوا؟ لائبہ نے رو کیا ہو کر پوچھا۔ میں اس وقت بچن میں تھی کھانا بنانے کے بعد باہر گئی تو کیا دیکھی ہوں کہ باقی فرخندہ شور ورم کی طرف اٹکوں کی طرح جا رہی تھی وہ ایک تک شور ورم دیکھنے سے سڑھیاں اتر رہی تھی کہاں جا رہی ہوں اس نے پوچھا تو اس نے کسی ایک کھٹے کٹی کر دیکھا۔ اف اس کی کھٹیں لال سرخ ہو رہی ہیں اور پورا وجود دشت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بھی انتہائی حد تک دشت میں ڈوبا ہوا تھا۔ زبیدہ کانپ کر رہی تھی اور لائبہ کا منہ کھٹکے کا کھارہ گیا۔ پھر اس نے میری طرف نہ دیکھا اور شور ورم کی طرف بھاگ گئی۔ میں اسے آواز میں دیتی رہی اور شور ورم کا دروازہ ابغیر چابی کے کھول کر اس کے اندر گھر گئی۔ اسے جیسے وہ کسی میں بکری ہوئی ہو۔ میں بھی بھاگ کر شور ورم کی جانب آئی شور ورم کا دروازہ کھولنا جا کر نہ کھل سکا اور جب سے اب تک بند ہے۔ بی بی بی پھر مجھے اسی کی ورد میں ڈوبی چٹکی سنائی دے۔ بجاؤ..... بجاؤ..... وہ چی رہی ہی چلا رہی تھی۔ لائبہ کوئی نہیں اور چلا گیا۔ Help..... help..... save me..... وہ ذہن میں تھی کی چٹکیں گونج رہی تھیں اور زبیدہ کے ذہن میں فرخندہ کی۔ بی بی بی مجھے ایک مرد کی آواز بھی سنائی دے تھی جیسے کوئی میں سے بول رہا ہو شاید وہ باقی فرخندہ کی چیخ پکار ہو رہی تھا اس لئے مجھے میں رھا اڑا تھا۔ خاموش۔ اور یہ بات یقیناً باقی فرخندہ سے کہی گئی۔ کیا..... مرد کی آواز؟ زبیدہ کے انکشاف پر لائبہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔ اسے ایک مرد کی آواز ہی تھی۔ اس کے بعد زبیدہ کی آخری درد مند چیخ سنائی دے تھی اور جب سے اب تک خاموشی ہی برآمد ہو رہی ہے شور ورم سے۔ اس کے بعد میں بھاگ بھاگ آپ کے پاس آئی زبیدہ نے بات کی اور روئے گئی جبکہ لائبہ جیروں کا بت ہے اسے دیکھ رہی تھی۔ یقیناً اس شور ورم میں کوئی ہے جس نے

یابی فرخندہ کو مار ڈالا ہوگا۔ یقیناً کوئی جن بیعت ہوگا۔
 زیدہ نے چپکے لے کر کہا تو لایہ نے پیش میں آ کر
 دروازے کو زور دے پھینکا شروع کر دیا۔ فرخندہ.....
 فرخندہ وہ اپنے پکار رہی تھی جسے اس کی پکار سن کر فرخندہ
 اچھی سہا سہا سے باہر آ جائے گی۔ کون ہے اندر.....
 کون چھوڑا بیٹھا ہے اندر..... اسے میں کہتی ہوں ہاں سامنے
 آؤ..... ہمارے بھوکے بڑے لایہ گم غصے سے باہل ہو رہی تھی
 اس نے دروازے کو لٹائی اور کے رمار مار چلائی اس کی اور
 جواب میں پورا بھگڑا زخما..... آ..... آ..... آ..... لایہ اور
 فرخندہ کی جھجک لگی تھی اور دونوں ایک جگہ کا پ کر رہ
 تھیں۔ اچانک ایک سر پر بھگڑا زخما اس سر پر جگہ جگہ
 بہت تھکتا تھا فرخندہ وہاں سے پھلتے چلے گئے تو دیکھا کہ وہ
 تھی جبکہ لایہ خوف سے جھجکت کر رہی تھی۔ وہ کانپتے
 کانپتے فون کے پاس آئی۔ عال بابا کا گھر اس نے
 دانتہ طور پر ڈھکی تھیں کیا تھا۔ ہاں زاید کا گھر کا پچنے
 باقوں سے ڈھکی تھا کہ وہ بھی بند تھا..... آ..... آ..... آ.....
 آ..... اس نے جی مار کر فون زین پر پڑا اور باہل
 بھل رو دی۔ اس نے اپنی بے چارے سے جھجکا غصہ ا رہا تھا
 اور آج وہ ٹوٹ کر رو رہی تھی۔ لایہ بھی کانپ رہا تھا
 میرے ساتھ۔ یہ سیکرٹ کھوس ہے جس نے دوسانوں کو
 نکل لیا۔ لایہ جتنے بھی خوف آ رہا ہے، مجھے معاف کر
 دے میں نے یہ حد کرنا گوارا نہیں میری مدد فرما۔ وہ اللہ کے
 سامنے گڑا رہی تھی۔ اس ذات کے سامنے جو اپنے
 اچھا بگاڑ بندے کے اندر میں رہتا ہے کہ معاف کر دوں
 معافی مانگتا اور میں اس کے سامنے کہہ معاف کر دوں
 چاہے سندر کی جھاک کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اپنا
 گناہگار بندہ جسے رب سے مل کر چاہتا ہے تو وہ
 برا خوش ہو کر اپنے بندے کی طرف دوڑا چلا آتا ہے۔
 انسان جب بھی کوٹھا ہے اور وہ اللہ سے مدد مانگتا ہے تو
 وہ ضرور اپنے خلیات حالت انسان کو اپنی رحمت کی خوشی میں
 لے لیتا ہے۔ وہ کسی کو اپنا نہیں کرے۔ ہر گھٹو دیکھا اور
 سنتا ہے۔ اس کے ہاں دوسرے گناہ گار نہیں ہے۔ لایہ اور
 رو کر اپنے سب سے بڑا گناہ کا وہ ہے جس کی تو وہ ہرکون

ہوتی جا رہی تھی۔



آ فرما ہر جرات کا دان بھی آئی گیا۔ لایہ نے نکل
 ہی سے سب کو روک کر اس کی عارضی چھٹی کر دی تھی۔ زاید کا
 بھی کچھ پچھل رہا تھا۔ لایہ زاید کی طرف سے کبھی
 حد پریشان کی اور آج تو بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔ کبھی
 کبھار خوف سے جھجکتی رہتی۔ پچھل آج بھی
 ہو گا میرے ساتھ کون ضروری تو نہیں کہ میرے ساتھ جو
 بھی ہوتا ہو وہ آج ہی اس ہجرات کو ہو جائے۔ دوسری
 بات سوچ کر وہ کچھ ہرکون ہو چائی کہ پہلی سوچ سے وہ
 دوبارہ افسردہ ہو چائی۔ آج کا سارا دن بھی زاید کے
 انتظار میں رہا تھا۔ لایہ کو دولت تو مل گئی تھی کہ گھر
 سکون کا نام اور دو رک اس کی زندگی میں تھا اب یہی
 دولت اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی اس کا سسر تک
 اسی دولت کی وجہ سے اس نے درو تھا اور وہ بے بس۔
 رات ہوئی تھی وہ اپنے کمرے میں دیکھ رہی تھی اور
 باہل لایہ کی صرف انتظار میں تھی کہ اب اس کا ساتھ کیا
 ہوگا؟ کیا وہ اپنی طاقت پر مانے کی نہیں۔ یہ کتنی عجیب
 بات ہے کتنا عجیب۔ لایہ نے جس کا جواب کیا ہے
 خود اس کے پاس اپنے آپ کو ہر طرح سے سمجھا رہی تھی
 ہر طرح سے کوشش کر رہی تھی کہ خوف سے باہر آ جائے مگر
 کسی طرح سے بھی اس کا خوف نہیں نہیں ہو رہا تھا۔
 جب رات کے بارہ بجے تو وہ نہ چاہتے ہوئے کسی اپنے
 کمرے سے باہر آ گئی۔ بالگونی میں اور کانپتے ہوئے
 باہر کا نظارہ دیکھ رہی تھی اس کی بی بی بھی کانپ رہی تھی
 اسے ابھی کب نہ آئی تھی۔ اچانک لایہ کو جانے کی مدد
 روٹی میں گھر سے باہر کی کا بولہ دکھائی دیا جسے وہ پہچان
 گئی..... زاید..... اس نے جھجکتی رہی کہ کون سا
 گھر بھاگ کر بیڑیاں اترے گی۔ وہ بھاگتے بھاگتے گھر
 سے باہر آ گئی مگر یہ اب تو زاید وہ نہیں تھا لایہ خوف
 سے کانپتے ہوئے سامنے درخت کی طرف بھڑکی کہ ہو
 سکا ہے اور کیا ہوئے سامنے اپنے پیچھے کی سرسراہٹ کا
 احساس ہوا تو اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا اور نظر اٹھائے

کے صدر دروازے پر پڑی۔ اسے محسوس ہوا جس کی اندر
 گیا۔ اب لایہ مزید کانپنے لگی وہ بتی اپنے گھر کے
 بین کمرے کو دیکھ رہی تھی پھر اچانک اس کی نظر سامنے
 بالگونی پر پڑی تو اس کا اور کا سا اور اور پچھل کا سا
 عجیبہ رہ گیا کینک اب بالگونی میں زاید کھڑا تھا۔ لایہ
 بھاگ کر کمر میں گئی اس کی اور بھاگتے ہوئے کمرے میں سے
 بیڑیوں کی طرف بھڑکتے گئے۔ اس کی بی بی نہیں
 اچھل اچھل جاتی تھیں۔ وہ غلٹ میں بیڑیاں پھرتی ہوئی
 بالگونی میں آ گئی مگر اب وہ بالگونی میں بھی نہ تھا۔ لایہ کو
 کچھ حد نہ آ رہا تھا۔ اسے اپنے ذہن پر شک ہو رہا تھا کہ
 کس نے باہل تو نہیں ہوئی یا نہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ
 رہی۔ اس نے اپنی لایہ پر چٹکی لی اسے سر پر بھی دو تھیں
 دھبہ رسید کر رہا تھا وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔
 اسے کچھ بھی نہیں آ رہا تھا کباب کیا کرے۔ اچانک اس
 کا ذہن شوروم کی طرف چلا آیا اور ساتھ ہی اس کے
 جسم میں ایک سی سی ڈوڑی اور وہ اسی بیڑیاں اتر کر
 شوروم کی طرف آ رہی۔ شوروم کا دروازہ کھلا ہوا تھا
 یعنی بند تھا جسے دیکھ کر لایہ دنگ رہ گئی۔ شوروم کا
 دروازہ آج کھلا ہوا ہے کچھ آج مجھے میرے خواب کی
 تعبیر مل جائے گی۔ او..... نہیں زاید شوروم میں تو نہیں
 چلا گیا؟ ہاں وہ شوروم میں ہی ہو گا۔ لایہ نے خوف
 سے سوچا اور کانپتے ہوئے شوروم میں چلی گئی جس میں
 گھپ اندھیرا تھا۔ وہ پہلے زاید شوروم میں نہ آئی تھی
 آج پہلی بار آئی تھی۔ اس نے دیوار پر اپنے گھر سے
 کر کشا یہ یہاں کو بلب بھی ہو جس کس نہیں مل جائے اور
 واقعی قوتی کی کوشش کے بعد اس کی انگلیاں اس کی گھٹنے
 ساتھ لگ گئیں۔ اس نے جلدی سے دیا پتھر اور دیوار پر
 خیر رنگ کا زیرو واٹ کا بلب آن ہو گیا جس کی مدد
 روٹی میں شوروم میں گھبرا کر کھڑا نظر آ رہا تھا لایہ نے
 اس میں ہرگز دھکی نہ لی۔ شوروم کی زمین کی بہت گرد
 آلودگی۔ لایہ کو زمین میں ایک چوکور سوراخ نظر آیا۔
 لایہ سوراخ کے پاس آئی اس میں چھانکا تو اسے بیڑیاں
 نظر آئیں جو پیچھے کی طرف جا رہی تھیں۔ یعنی یہ ایک تہہ

خانہ تھا۔ اب لایہ کا خوف کم اور جس بڑا تھا باہر۔ وہ
 تہہ خانے میں اتر گئی جس کی شروع شروع دانی بیڑیوں
 پر اوپر شور سے ہلکی ہلکی روٹی موجود تھی اور آخری
 بیڑیوں پر تہہ خانے میں موجود سرخ زرد لانت کی مدد
 کی روٹی میں تو زہری کی جگہ بیڑیوں کے پتھوں چھ باہل
 اندھیرا تھا۔ دوسری بیڑیوں کے سچ و سچ کھڑی ہوئی۔ سامنے
 کا نظروں بالے دینے والا تھا ایک تو سنور پر بے تحاشہ حق
 موجود تھا اور دوسرے کے بھوکے لایہ کا دماغ ناف کر رہے
 تھے اس نے دوپٹے سے اپنی ناک چھپائی۔ سامنے زاید
 اور کوئی اور چیز کا بیڑیا کھڑے تھا۔ زاید کو کچھ کہ لایہ
 چونک پڑی اور بوڑھے کو دیکھ کر کھٹکی تھی۔ اس دنوں کا
 دھبائ لایہ نہ تھا۔ لایہ نے دائیں جانب نظر لی
 دوڑا میں تو لایہ کی نظریں خوف سے پھیل کر ایک
 جانب رک گئیں نہیں کیوں ان دنوں کے قریب ہی تو تھی
 اور فرخندہ کی ادھڑکی ہوئی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور
 ڈھانچوں کا ایک ڈھیر بھی پڑا ہوا تھا۔ لایہ پھر کر رہ گئی۔
 بڑی مشکوں سے ڈھکے ہوئے کھانے کے سامنے روٹے کھڑی
 تھی۔ ابھی اور فرخندہ کی موت پر اس کی آنکھوں سے آنسو
 رواں تھے۔ زاید کی حقیقت اس پر آشکارا ہو چکی تھی۔
 اسے گھبراہٹ ہو رہا تھا۔ وہ ایک لمحے میں سمجھ گئی کہ زاید
 جاوکر کو نہ ہو مگر یہ بیڑیاں جاوکر جو جاوکر ہے مگر
 کے افراد کو کھڑ کر کے شوروم کی طرف بھیج کر تہہ
 خانے میں اس کا سر کھڑا تھا ہے۔ شوروم کے دروازے پر
 رہی یقیناً اس کا سر ہو گا جو جسے جان ہو چکر کرنا ہو گا۔
 کیا مطلب ہے تمہارا میرے صرف دو دکھاروں کی ضرورت
 ہے اور تم کمرے ہو کہ اور وہ لٹوی کر دوں آج۔ کیونکہ
 آج شکار نہ ملتا..... اسے کیسے اور لٹوی کر دوں آج
 میں نے شیطان دینا کا کوشش نہ کیا تو وہ بھی میری جان
 نہیں چھوڑے گا۔ اور اگر آج شکار نہ ملتا تو مجھ پر تہہ
 ہوئی پھر چھوڑ کر اسے یہاں لایہ کی شیطانی کے سامنے اس
 کی بی بی دوسرے۔ تو دوسری شادی کر لینا کیونکہ تمہاری
 بی بی کو تو اپنی بیوی میں دس گے۔ بوڑھے کی باتوں پر

وہ مرید ہو چکا ہے۔ انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح سے بے بسلا ہے کہ میں اس کے لئے ہر جہت کو ایک بندہ لاؤں اور کسی بھار جہد اور جتنے کوشش کر جنہیں سرگرداں ہو چکے کہ شیطان کو پتہ خوش کر دے اور شیطان اسے شکلیں دے کہ اس کی مدد کرے، شیطان طاقتوں کو مارنے کے لئے انہیں مارنے کے بعد میں آزاد ہو جاؤں گا اور دوبارہ مسلمان ہو کر نالائی کو خیر آباد کہہ کر معمول کے مطابق زندگی گزار دوں گا۔ مگر میں نے سادہ بھائی کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اس نے مجھے بھائی ہونے کا واسطہ دیا، ماں باپ کے واسطے دیکھے مگر میں نے پھر بھی انکار کیا تب وہ غصہ ہو گیا اور مجھے دھکی دیا کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ مجھے مار کر میری روح کو اپنا قیدی بنا کر کسی یہ کام سے نہ سکے۔ یہ سن کر مجھے بے حد خوف آیا کہ میں نے مجبور ہو گیا اور ان کی سن ماننی ہی پڑی اس لئے میں ہر معصرت کو کسی نہ کسی بندے کا اختتام کر کے اس کے پاس لے جاتا۔ اکثر یہ کام میں رات کو ہی کرتا تھا۔ پھر میں نے سوچا کیوں نہ کی عامل کو بلا کر شیطان طاقتوں کو جانے دے میرے مرادوں اس طرح عیاں کر دوں کہ آزاد ہو جائے گا۔ میں نے اسے ایسا کیا اور ایک عامل کو لے آیا کہ اگر وہ مجھے اس بارے میں گھر آیا اسے میرے بھائی کے کمرے کے جکڑ لیا اور دوبارہ جاکر سرگوردر چلا گیا اور تھپتھپے میں جا کر اپنی جان نکوادی۔ جب میرے بھائی نے مجھے بہت ڈانٹا تھا اور مجھے استفسار کیا تھا کہ میرا راز اس موئے خال کو بتا تو میں دیا۔ میں نے کئی سو بار بلیا تو اس نے سکون کا سانس اٹھا اور مجھے بھی منع کیا کہ ان کا راز کسی کو نہ بتاؤں ورنہ دوسرے دن بھائی نے مجھے فوراً شادی کر دے گا۔ کہا۔ اصل میں وہ میری شادی نہیں کرانا چاہتے تھے مجھے ایک طرح سے بیچک میل کرنے کا ایک ذریعہ ڈھونڈتا تھا اس نے۔ انہوں نے مجھے صرف شادی کرنے کو کہا بلکہ ملازمین بھی رکھنے کو کہا۔ پہلے میں نے ان کے خوف سے ملازمین نہ رکھے تھے اور نہ ہی شادی کی تھی کہ کہیں میری عیوی اور ملازمین ان کے خوف میں جکڑ کر مر ہی نہ

جائیں۔ مگر اب تو بھائی نے خود کہا تھا۔ مجھے بہت پسند تھی کہ میں کالج جانے ہوئے میں اکثر دیکھا کرتا تھا اور پھر میں نے تمہارا ہاتھ تمہارے والدین سے مانگا اور یوں ہماری شادی ہو گئی۔ ملازمین بھی مار گئے۔ اب صرف دو شکار دہ گئے ہیں ان کو مارنے کے بعد بھائی شیطان طاقتوں کو کھنکھارے آزاد ہو جا چکے کہ مجھیں پتہ ہے ہم شادی کے بعد میں نے بھائی کی ہر بات بھائی پابندی سے مانی شروع کر دی تھی کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تمہیں مارنے کی دھمکی نہ دے دے لیکن آج کی رات جب میں نے غلطی بتائی تو اس نے مجھے فوراً بلکے میل کرنا شروع کر دیا۔ زابہ نے کہا اور خاموش ہو گیا جیسے شادی ہو گیا ہو تو پھر تم کس کیوں تجھے وہاں کے گئے شکار کرنا بدست کر دینا کیوں کرتے۔ وہ دیکھو اور صاف ہے تمہارے لیے تم اب جلدی سے..... لائے نام ہو گئی کہ وہ اپنے شوہر کو کیسا مشغور دے رہی ہے مگر وہ مجبور تھی۔ لائے مجھے لگتا ہے جیسے سادہ بھائی شیطان طاقتوں کو مارنے کے بعد آزاد ہو جائیں گے مگر وہ مسلمان..... جا چکا زابہ کا سر پیکر گیا۔ لائے نہ چوک کر اس کی جانب دیکھا۔ زابہ اپنی ہاتھ عمل کی نہ کر پاپا تھا کہ اس کے زہر بدلے کے لئے وہ اندھ کر کرے۔ ہر بار میں لگے کیا ہوا؟ لائے نہ حیرت سے پوچھا تو اس نے سڑ کر لائے کی جانب دیکھا اس کی لال سرخ آنکھیں اور دہشت زدہ چہرہ دیکھ کر لائے دل قائم کر دی۔ خوف کے مارے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ پھر وہ دو کانٹوں دوبارہ روانہ ہو کر اب پھر بھائی اس نے لگائیں۔ لائے کہ میں نے لگائیں۔ زابہ میں نہیں سمجھتی کہ میں نے نہیں دلوں گی۔ زابہ کے پیچھے بدھوای میں بھاگی۔ وہ میرا بھائی اتر چکا تھا اور لائے تیزی سے سڑھیاں اتر رہی تھی کہ ایک اک اس پاؤں پھسل گیا۔ لائے کو یوں محسوس ہو جیسے کئی نے اسے دھکا دیا ہو۔ آ آ آ آ..... لائے کے منہ سے دلدہ دلدہ چیخ نکلی اور وہ میریوں سے پھسلتی چلی گئی۔ مگر اس بار میریوں سے گرنے کے بعد نہ تو لائے کو چوٹ آئی تھی اور نہ وہی ہے ہوش ہوئی تھی۔ زابہ شونہ

دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ لائے نے بھی بہت نہ ہادی اور بھاگ کر سٹوہ میں گھس گئی اس نے زابہ کو تھپتھپانے میں جانے سے روکا تو زابہ نے اسے دھکا دے کر کسی ٹوٹے پھوٹے میز پر پھینک دیا۔ ایک دہلی دہلی چیخ اس کے منہ سے نکلی مگر آج لائے کا مارا خوف اس کی بہادری میں دھک کر گیا تھا وہ بچھرا گیا اور تھپتھپانے میں اتر گئی۔ بس..... اب تم موت کے حق ہو صرف موت کے۔ مجھیں اور تمہاری عیوی کو مارنا ہوگا، ضرور مارتا ہوگا۔ کیونکہ تم نے میرا راز اپنی عیوی کو بتا کر میری مخالفت طاقتوں کو کھیر دیا ہے۔ مجھیں میں نے کتنی ہی منع کیا تھا تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے مجھیں بس فضول میں ہی غصہ کیا تھا۔ لائے نے مجھیں نہیں پتہ ہے ان کا لی طاقتوں کا کہ یہ اپنے مخالف کو مارنے کے لیے کسی کس رنگ کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ اب وہ شیطان طاقتوں آزاد ہو گئی ہیں۔ میرا سرخوہ کر دیا ہے کہ مجھیں نہیں پتہ ہے کہ اب مجھیں اور تمہاری عیوی کے ذہنوں کو اپنے کھنکھارے میں کر مارنا چاہیے ہے مگر میں نے انہیں روکے رکھا کہ تم نے میرا راز افشاء کر کے اپنا ہر احسان کیا ہے اس سے پہلے کہ وہ دم دھڑوں کے ذریعے میرا خون کریں میں تم دونوں کا خون کر دوں گا ہوں۔ وہ مجھے سے اپنی گردنار وار میں بولا۔ یہ..... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ بھائی نے آپ اپنے ہی بھائی کا خون کریں گے۔ میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ زابہ نے تجاہل۔ میرا مقصد ہوتا ہے جو تمہاری زندگی سے زیادہ اہم ہے میرے لئے۔ میں اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تمہیں سو بھائیوں کی قربانی دے سکتا ہوں۔ اگر مجھے اس مقصد کے لئے اپنے ماں باپ کی بیٹی دینی پڑتی تو میں دیتا ہر شے دے دے زابہ ہوتے۔ مجھیں کیا پتہ تمہارے بھوننے کے لئے میں کتنے جتن سے ہیں تمہارا انتظار کیا ہے۔ اپنی پوری جوانی دوڑا کر دی یہاں تک کہ اپنا جذبہ چھوڑ دیا اور اب خود کو موت کے حوالے کر دے نہیں ہیں۔ میں نہیں ہو سکتی۔ مجھیں یہ قربانی دینی ہی ہوگی۔ انہوں نے کہا اور کچھ پڑھ کر زابہ پر چوٹا تو وہ ہیں نہ بنا کھڑا رہ گیا۔ پھر وہ اپنی کواں افشاء اس

کے پاس آیا۔ کھیں چھوڑ دو زابہ کو، اسے کچھ بہت کھو۔ لائے نے درگزر فرمادی۔ اوہ، خوب نہیں پتہ تھا کہ تم نہیں ہو مگر کھرتے کہ تمہاری بہادری اس کے بعد اسے کی اس نے لائے کو دھکا دے کر پے پیچھک دیا اور اسے مٹوا کر زابہ کی گردن پر کر دیا۔ بس..... لائے کے منہ سے کانوں کو پھانسنے والی چیخ نکلی۔ کھج کی آواز کے ساتھ ہی زابہ کا سر کٹ کر دوڑ جا کر گرنے۔ لے لے لے لے۔ لائے کا دل چاہا کہ کسما سے کھڑے ہو دی کی یوں لائن فوج ڈالے۔ اب وہ کھوار لے لائے کی طرف بڑھا تو لائے خوف سے کھپ گئی۔ لائے کو اپنے خواب کی اپنی بھانجیکہ تعمیر لے گی یہ اس نے سوچا نہ تھا۔

..... لایہ؟ دونوں کو جبرست ہوئی۔ ہاں وہ اپنی عدت پوری ہونے کے بعد ہم سے ملنے کی متاہد ہے۔ کیوں ملے گی؟ یہ مجھے معلوم نہیں۔ کاوش نے کہا تو متاہد ہے دل میں انتقام کی آگ جھڑک رہی۔

عدت پوری ہونے کے بعد لایہ متاہد ہے ملنے اپنی کار میں پارک کی طرف آ رہی تھی اس نے پارک سے باہر اپنی گاڑی روکی جبکہ پارک میں ایک طرف کاوش، متاہد اور اعلیٰ موجود تھے جو کیڑوں سے آؤں میں تھے۔ پارک کے گیٹ پر انہوں نے لایہ کو آتے دیکھا تو کاوش کا غصہ فتنے سے اڑ گیا۔ وہ درمست کاوش نے تم کوئی آتی ہو گی طلحہ نہیں ہے۔ بس یوں کہ ہمارے پیچھے چھپ جاؤ۔ طلحہ سے فتنی خیر انداز میں کہا اور دونوں چپک کر کمرے ہو گئے جبکہ کاوش ان کے پیچھے چھپ گئی۔ مجھے لایہ سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ پیچھے سے کاوش کی ڈری ہوئی آواز آنے لگی۔ خاموش رہو جائیں۔ متاہد نے کہا۔ لایہ ابھی تک اس سب کو ادھر ادھر کی دیکھ رہی تھی۔ ہم یہاں ہیں۔ طلحہ سے اسے آواز دی تو لایہ ان کی طرف بڑھ گئی۔ متاہد کی نظر میں کب سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں وہ کافی نرگس ہو گئی اور اس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ پتلتے چہرے ہو گئے تھے۔ وہ متاہد کے سامنے اپنے کمرے کی کھڑکی پر کھڑی تھی۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا اور پچھل پچھل رو رہی۔ مجھے معاف کر دو متاہد! میں تم سے شادی کے بارے میں سوچا تھا اور نہ ہی تم سے انکار عہدیت کی تھی۔ میں تم سے شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی کیسے کتنی تم جو ہر وقت اپنی غریبی کے قصے لے کر بے نیچہ نہیں تم سے شادی کر کے اپنے خوابوں کا گاما گاموے کیونکہ سکتی تھی میرے خوابوں میں تو ایک ایسے بزرگ کا تھا جو مجھے مل بھی گیا مگر..... مجھے اب اس کا ذکر کرنا نہ تھا کہ درمست سے انسان کے چہرے پر ہنسنا ہے مگر کونسا اور خوش نہیں اس سے شادی کرنے کے بعد میں نے اپنا خوش تھی مگر ایک ککلی بھی دل میں ایک..... ایک طلحہ

دل میں وہ بھی کئی ہر وقت یوں لگتا جیسے میری کوئی تپتی شہ کوٹھی ہے اور لایہ اسے اپنا حال دل بیان کرتی تھی۔ اس نے درود کر متاہد کو سب کا تادیب انداز کی موت کے بارے میں بھی بتایا۔ اس نے جی اور فرخندہ کے بعد زید کو مار ڈالا میری طرف اپنی نگاہ لے کر بڑا تو میں ایک بچہ مار کر تہ خانے سے باہر جانے کے لئے اس کی پیٹھوں پر بھاگ بھاگ کر چلنے لگی۔ بس اب میں آخری میری جگہ پر کھڑی تھی اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا میں اس کی تہ خانے کے اندر کی اور دوپٹے پر اندر کے لئے باہر کی طرف ڈور کا رہی تھی اس کا زور مجھ سے کتنا زیادہ تھا اس لئے میں گھٹکی کی ایک سٹروم کو مار ڈور اور اپنی تیزی سے نکلا اور تھکا ہوا چھوٹا دل ہو کر مجھ سے گریا میں اس کے بعد پیٹھیں مجھے کہا گیا کہ میں اتنی خافت آگئی کہ میں نے ہنسنے سے انکسے بڑھ کر تہ خانے سے باہر چل گیا۔ میں نے نہ صرف گھسٹنا نہ لائی۔ وہ میرے سامنے کمرہ ہوتا ہوا باہر نکلا تو کب کی اس کے ہاتھ سے چوٹ کر تہ خانے میں ہی پڑی ہوئی تھی۔ اب وہ عجیب عجیب انداز میں کھڑکی سے سانس لے رہا تھا۔ اس نے سہلے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا پھر اپنا کب اپنے سینے پر اپنے دونوں بازو رکھے۔ وہ زور سے اس کا گاما دار بار بواوب اس سے۔ سانس لینا محال تھا۔ میں جھکی تھی کہ اس کے دوست کی شیطانی باتوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ وہ بے حد تکلیف کے عالم میں تھا اور مجھے اسے اس حال میں دیکھ کر ایک کینسی قی خوشی ہو رہی تھی۔ وہ میرے سامنے گھٹ کر میرا ہاتھ پکڑا تاکہ وہ حیرت انگیز طور پر نہ بین سے تین کر اوپر اٹھ گیا تاکہ وہ توجہ ہی نہ لگتی۔ اسے جس نے بھی اٹھایا تو وہ نظر ڈال رہا تھا۔ مجھ پر اس نے زین پر چڑھ دیا کہ اس کے منہ سے کتنی جھنجھکیاں نکلتی ہیں اور نہ سے خون نکلتا ایک قحویہ دیہ حد تھپنے کے بعد وہ مر گیا۔ تب اس

کی لاش کو کوئی ناکھوں سے پکڑ کر کھینچے گا۔ بس اب تو چھوڑ دیجئے اسے۔ میں نے ان دھکی طاقت سے کہا۔ کیوں؟ ایک بھڑکی آواز نے مجھے جواب دیا۔ ہم اسے دھکا دیں گے۔ میں نے کہا۔ میری پہلی بات ہے یہی ان دھکی طاقت سے اس کا ٹھکانا روک دیا تھا قہر میری دوسری بات کہ کر دوبارہ اسے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ یہ مسلمان نہیں ہے کہ اسے دنیا جائے اس کا جلا نا پھر ہے۔ ہمارے پیچھے آؤ۔ بھڑکی آواز نے کہا تو میں بوزرے کے کھینچنے ہوئے جسم کے پیچھے جانے کی ٹیکہ جو مجھ سے منکسار تھی مجھے نظر نہ آ رہی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے پیچھے آؤ تو میں کھینچنے لگی کہ ایک عورت ہی نہیں بلکہ دو تین شیطانی طاقتیں ہوں گی۔ وہ ساجد کو کھینچنے کھینچنے ہمارے کمرے میں لے آئے۔ ہم نے جا رہے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کیونکہ ہم آزاد ہو گئے ہیں اور جیت بھی ہماری ہوئی ہے ہماری سے اس کی لاش پر کھینچی کا تیل جھڑک کر جلا دینا۔ بڑے ہی خفا سے کہا گیا۔ سنو۔ میں نے کہا کہ تو کون کون ہو میرا مطلب کتنی شیطانی طاقتیں ہیں۔ میں نے خوف سے چوڑا ہے اور ایک ہوں، میرے ساتھ ایک میاں ہوئی کا جوڑا ہے۔ میں ڈان بھوت ہے۔ باقی شیطانی طاقتوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے مار ڈالا تھا ان کے کونوں کی وجہ سے۔ اب یہ میرت کہہ دیا کہ ہم ظاہر ہو جائیں کیونکہ اگر ہم ظاہر ہو جائیں تو ہماری بدصورتی نکھیں دیکھ کر تم بے ہوش ہو جاؤ گی۔ ڈان نے کہا کہ اب ہر جہہ ملے گئے۔ میں نے کہا کہ ساجدی لاش کو جلا ڈالا اور صبح ہی نوکروں کو بلوا کر تہ خانے سے اور فرخندہ اور ادھاری لاشیں نکال کر اسالی طریقے سے انہیں نکال دیا پھر میں نے نوکروں سے تہ خانے کی صفائی کی اور پورے گھر میں قرآن خوانی کی اس کے بعد سے میں نوٹ کر رہ گئی۔ یہ کاوش تھی جس نے مجھے حوصلہ دیا اور میری مروت سہاوت کے تم سے ملنے پر آمادہ کیا اور نہ میں تم سے نظر کب ملا سکی ہوں۔ میں تو بچر ہو گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو متاہد۔ میں لاگو کی اور اسی

غزلیں و نظریں

حمد باری تعالیٰ

[illegible]

زندگی

خواب کہوں تو ٹوٹ جاؤ گے

دل کہوں تو بکھر جاؤں

سورج کہوں تو ڈوب جاؤ گے

موسم کہوں تو بیل جادو کے

مارٹن کہوں تو برس جاؤ گے

چلو آج تمہارا نام زندگی رہتے ہیں

کم سے کم مرنے تک تو ساتھ نبھاؤ گے

☆ حسین کاظمی - منڈی بہاؤ الدین

غزل

کیلے چھوڑ جاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
ہمارا دل جلاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
کہا بھی تھا محبت ہے، محبت ہی اسے رکھو
تمنا جو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے

☆ ----- سید عارف شاہ جہلم

غزل

تا عمر تیرے ناز میں خوشی سے اٹھاؤں گا
میں اپنے دل میں پیار کی شمع جلاؤں گا
اس ڈر سے ہوں نہ راز محبت کا ہو آشکار

میں بھول کر بھی تیری گلی میں نہ آؤں گا
ہم خاموشی سے ہی گزرائیں گے زندگی اپنی
ہوٹوں پہ اپنے اب شکایت نہ لاؤں گا
تہائیں میں بھی نہ میں اکیلا رہوں گا
اپنے دل کے فریب میں تیری تصویر رہوں گا

☆ ----- سید عارف شاہ جہلم

غزل

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم
 نہیں خبر سے جوانی میں داخل رہی ہو تم
 بھی نہیں بھی دوغنی تھا سرد مہری کا
 کسی کے بس کو پا کر چکل رہی ہو تم
 بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو
 اب اک عرصے سے ہاتھ ل رہی ہو تم
 ہمارے دل کا کھلونا نہیں نے توڑا تھا
 اب اس کھلونے کی خاطر چل رہی ہو تم
 جسے گانے کے میں جانتا نہیں کچھ بھی
 مجھے خبر ہے کہ راستہ بدل رہی ہو تم

☆

فریاد

چلو خراب تھے میری آنکھوں میں
 پائے کی جاہت تھی
 لفظوں میں ہی لگتا ہوں
 تم سے بہت سی محبت تھی
 کیا چلوں جاہت کو
 جاتی تو پوچھتا میں
 جب ٹوٹ کے رہا
 رد تھے بھی ہوتا ہے
 خراب حقیقت ہو جائے
 اپنے نیسے سنگدل سے
 اے کاش مجت ہو جائے
 اپنے جیسے سنگدل سے

☆ حماد ظفر ہادی - گوہرہ
کنگن

گنگن

☆ کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا نشان ہوتا
تو بڑے پیار سے بڑے جاؤ سے
تو اپنی ناک کی کاٹی میں مجھ کو پہنچ
تو جو کسی بے خیالی میں مجھے دھمکا کرتی
اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے مجھے چھیڑا کرتی
جو بھی تو نیند کی دوا کی جالی
اپنے مژدیں ہاتھ کا ٹکڑے بنائی
تیرے ہاتھوں کی خوشبو سے میں مہک جا جاتا
تیرے کان سے لگ کے کسی باقیں کرتا
اور میں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
تو جو تیرے پیار سے مجھے چما کرتی
تیرے ہونٹوں کی تیری سے میں دہک جا جاتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا نشان ہوتا

یادیں

☆..... سید عبادت گاہ کی ڈوی آئی نان
ہر شب بخیر صورت وہی دکھائی ہیں تیری یادیں
عبادت بھلانا چاہتا ہوں جس صورت کو
جیسے پوچھے بغیر اسے تیری یادیں
جب مجھ جیسے بھلا ہے تیرے عیار کا دیا
روز و شب تجھے بھلائی ہیں تیری یادیں
لوٹ کر اب کبھی نہ آئے گا تیرے پاس
ہر شب تیرائی میں سناں ہیں تیری یادیں
مرد راناں کو میرے پاس آئی ہیں تیری یادیں

غزل

کسی کے غم میں وقار کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
یہ راتوں کو اٹھ کے روتا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
میں میں آیا تو خوب کھلا نظر سے اترا تو توڑ ڈالا
سک کا دل بھی ہے کیا کھلوانا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
زمانہ حسن و شباب کا ہے، حسین خراب و خیال کا ہے
یہ شب بیداری اور دن کو سونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
بھونچ میں مجھ کو جو چھوڑ آتے تو اپنی الفت کا راز رہتا
مجھے ساحل سے لا ڈبوئے کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
کہا جو ان سے دُور خدا سے اگر خدا کی کارڈ نہیں ہے
تو بس کے بولے گی چپ رہو، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
☆ شیب شیرازی جو ہر آباد

ملانہ پیار مجھے

ملانہ پیار مجھے پھرا میں مگر مگر
ہوا نہ ختم میرے درد کا یہ سفر
کوئی تو ہو جو میرے تن کو روشنی بخشے
کوئی تو ہو میرے خوابوں کا ہمسر
وہ تھا نہ ساتھ میں مگر یقین کرد
جدا ہوا تو پھرنا ہوں دورد
ملانہ ہوا جدا ہو گیا سدا کے لئے
یہ داستان محبت سے ذرا مختصر
وہ لئے آج بھی جن کو تلاش ہے مجھ کو
نہ پا سکا کھو کر چین میں عمر بھر
وہ دے گیا میری آنکھوں کو رات چکا
پھر بھی دینا ہی دلوں کا رات بھر
مجھے سکے گا وہی میرے درد کو
تو بھر میں کسی کے تڑپا ہو عمر بھر
☆ محمد عمر مظہری۔ تہلیان

یا گلِ پں

کچھ	عمر	ی	جلی	منزل	صی
کچھ	راستہ	بھی	تھے	انجان	بیت
کچھ	ہم	جس	پاگل	نکین	

کچھ وہ تھے نادان
کچھ اس نے بھی نہ سمجھایا
یہ دوستی نہیں آسان
آخر ہم بھی کھیل کھیل لیا
جس کھیل میں تھے نقصان
جب بکھر گئے تب یہ جانا
آتے نہیں یہاں نقصان
اب کوئی نہیں جو اپنا بہت
لئے کو تو ہیں انسان بہت
اے ساجن وہ دایں آ جائے
یہ دل ہے سنسان بہت
☆ رحیم ساجد کاش شیران بیلہ

کاش! تم آ جاؤ

پھر آج کھڑکیا دل کاش! تم آ جاؤ۔۔۔ تم ہی سے ملتا ہے
حاصل ہر پل مجھے۔۔۔ چاہئے آج تیری ہانپوں کا سہارا
کاش! تم آ جاؤ۔۔۔ برسوں سے مٹی رہا: دن تیرے
سنم۔۔۔ آج بھی گزر رہا: دل میں تیرے۔۔۔ کاش! تم
آ جاؤ۔۔۔ وقت کی رفاقت میں جیسے تم ہی کی۔۔۔ تم نہ
جائے میری سانس کاش! تم آ جاؤ
☆ نامہ شہزادہ دقا۔ ہری پور

غزل

یادوں کو بھلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
آنکھوں کو سلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
کسی شخص کو بھلا دینا اتنا آسان نہیں ہوتا
دل کو سمجھانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
بھری محفل میں جب کوئی اپنا کھاتا۔ یاد آ جاتے
پھر اٹک چھپانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
ایک ایک چلا جائے دور جو شخص بان سے بھی پیارا ہو
انعام پھر دل کو یقین دلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
☆ انعام علی۔ جٹ

غزل

ہے چین ایشوں کو بھلا کے چلے جانا
ہم تم کو نہ دیکھیں گے بس آ کے چلے جانا
لئے جو نہ آئے تم، صحنی کون سی بھجوری
جھونٹ کوئی انسانہ دُرا کے چلے جانا
جو آگ لگی دل میں وہ سرد نہ ہو جائے
بیت ہوئے شعلوں کو بھڑکا کے چلے جانا
اجڑی نظر آتی ہے جذبات کی ہریانی
تم اس پہ کوئی بادل برسا کے چلے جانا
فرقت کی اذیت میں کچھ صبر بھی لازمی ہے
یہ بات میرے دل کو سمجھا کے چلے جانا
☆ امیر عاصم ملک۔ میانوالی

مرنے کے بعد

زندہ تھے تو کسی نے نہ پوچھا حالات عکس
اب مر گئے ہیں تو مٹی میں دفن آ گئے
چھوڑ کے دنیا کو مدھوش ہوئے تھے ہم
وہ نہ جانے کیا سوچ کر ہم کو چگنے آ گئے
نہ جانے کس سے پوچھا ہے دفنانے پہ میرا
میری قبر پہ بھی ہم کو جانے آ گئے
ہم تو اندھیرے میں سونے کے عادی تھے
اور وہ بے دقا قبر پہ دیا جلائے آ گئے
زدہ تھے ایک فکر نہ دیکھا پیارے آ گئے
مگر مجھے تو اب قبر پہ آنسو بہانے آ گئے
☆ لعل شاہ رخ خان۔ کرک

ابھی تم عشقِ مت کرنا

سنو! ابھی تم عشقِ مت کرنا۔۔۔ ابھی مٹی سے کھلی تم۔۔۔
تم کو کہہ کر۔۔۔ ابھی عدمِ زہم۔۔۔ نہیں معلوم ابھی
تم کو کہہ کر۔۔۔ جب یہ پیار ہوتا ہے۔۔۔ کہ انسان کتنا دور ہے
ستارے ٹوٹ جاتے ہیں۔۔۔ سہارے چھوٹ جاتے
ہیں۔۔۔ ابھی تم نے نہیں دیکھا کہ۔۔۔ جب ساسی

بچھڑتے ہیں تو۔۔۔ کتنا درد ملتا ہے۔۔۔ کہ ہر فرست کے
موسم میں۔۔۔ ہزاروں غم ابھرے ہیں۔۔۔ سنو! ابھی تم
عشق نہ کرنا۔۔۔ ابھی مٹی سے کھلی تم
☆ ابرار امیں۔ گلگت مڈی

غزل

اداس شاموں میں وہ دلت کر آتا بھول جاتا تھا
کر کے بچا مجھ کو مٹانا بھول جاتا تھا
انہیں خصلتوں نے اس کی مجھے بدام کر ڈالا
وہ لکھ کے نام دیواروں پہ مٹانا بھول جاتا تھا
دست پوچھ محبت میں لا پڑا ہی اس کی
مے کر دھم وہ مریم لگانا بھول جاتا تھا
کٹتا دل نشین ہوتا تھا اس کی یاد کا منظر پرس
وہ جب بھی یاد آتا تھا زمانہ بھول جاتا تھا
☆ محمد عمران پرس۔ حاصل پور

غزل

کب دل میں تیری یاد کا سالما نہیں رہا
انگلوں سے تر کیا گوشہِ مژگاں نہیں رہا
دل مرا منتشر ہے غم روزگار میں
خوابوں کا آنا اب کوئی آسان نہیں رہا
روتا رہے گا اب تو ان آنکھوں کا عمر بھر
ایچھے دلوں کا اب کوئی امکان نہیں رہا
دینا ملے رہنے کے قابل نہیں رہی
چہرے معصی تو ہیں مگر انسان نہیں رہا
خیرگیاں دکھائی ہیں دنیا نے بابا
مدت سے محفلِ عقل بھی حیران نہیں رہا
مستی کسی کی آنکھ کی بھولا نہیں رہا
مجھ کو خیال گردشِ دواروں نہیں رہا
☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد گیلانی
اس نے یہ سوچ کر عکرا دیا ہم کو اسے نادان عامر
یہ غریب لوگ ہیں محبت کے سوا کیا دیکھ گے
☆ نامہ شہزادہ دقا۔ ہری پور

ہاں چاند کو بچنے کا نشہ یاد رہے گا
اس بچنے کی اس رنگ گل کی تراوت
وہ کس عزیز دوپہاں یاد رہے گا
ہم بھول سکیں ہیں نہ تجھے بھول سکیں گے
تو یاد رہے گا ہمیں ہاں یاد رہے گا
اس شام وہ رخصت کا ساں یاد رہے گا
وہ شہر وہ کوچہ وہ مکاں یاد رہے گا
☆ اے بی

شجر میں، لہجہ میں، خیام کی رباعی میں
میں نے غالب کے اشعاروں میں تجھے دیکھا ہے
وہ کن سی چیز ہے جس میں تجھ کو نہ ہو
میں نے فطرت کے باطن میں تجھے دیکھا ہے
یہ الگ بات کہ اردوں کو تو نظر نہ آئے
میں نے تو چاند ستاروں میں تجھے دیکھا ہے
☆ اے بی حافظ آباد

بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں ملانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں چرانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی نے آکھ بھی کھولی تو سونے کی ٹکری میں
کسی کو کمرہ بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی کا دل سیاہ راتیں ایک لمبی کی لکھی ہیں
کبھی اک لمبی جاتے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کھولا جو دروازہ تو چھائی ساتھ منزل
کبھی منزل کے آنے میں زمانے بیت جاتے ہیں
اک لمبی میں ٹوٹ جاتے ہیں عمر بھر کے رشتے
وہ رشتے جو بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
☆ اے بی حافظ آباد

دم توڑ دیا
محبتیں لٹ گئیں چنناٹ نے دم توڑ دیا
ماز فاشی ہیں ثنات نے دم توڑ دیا
ہر سرت شمع دی و زناں کا عنوان بنی
دقت کی گھوڑی میں لٹ نے دم توڑ دیا
ان گنت محبتیں خرم چماناں ہیں ابھی
کون کہتا ہے کہ خلقت نے دم توڑ دیا
آج پھر مجھ گئے بل بل کے امیدوں کے چراغ
آج پھر تاروں بھری رات نے دم توڑ دیا
جن سے افسانہ ہستی نہیں لٹلن خاموشی
ان محبت کی روایات نے دم توڑ دیا
جھلپتا ہوتے آنکھوں کی لڑی ٹوٹ گئی
جنگلاتی ہوئی برسات نے دم توڑ دیا
ہائے آداب محبت کے تھامے ساغر
لب ہائے اور شکایت نے دم توڑ دیا

قطعات
رات دیکھی ہے چمکتی ہوئی تصویر کوئی
مجھے بتلائے گا اس خواب کی تعبیر کوئی
پڑتے بیٹوں تو ابھر آتی ہے ہر صبح
بات کرتی ہوئی بیتی ہوئی تصویر کوئی
دن رات ماہ و سال سے آگے نہیں گئے
ہم تو تیرے خیال سے آگے نہیں گئے
لوگوں نے روز مالک بنا خدا سے کچھ
اک ہم تیرے سوال سے آگے نہیں گئے
کناڑوں میں دکھ کر سلا گیا ہم کو
آکھ بند کی اور بھلا گیا ہم کو
عجب مصور تھا جو اپناں میں
جنگی دیواروں پر بنا گیا ہم کو
قدرت کے کرشوں میں اگر رات نہ ہوئی
تو خواہوں میں بھی کبھی ان سے ملاقات نہ ہوئی
یہ دل ہر غم کی وجہ ہے ریم
یہ دل ہی نہ ہوتا کوئی بات ہی نہ ہوئی
☆ اے بی

تجھے دیکھا ہے
برقی جگنو میں شراروں میں تجھے دیکھا ہے
میں نے گل رنگ بہاروں میں تجھے دیکھا ہے
حسن کی بات آئے تو تجھ پر ہی آکر ٹھہرے
میں نے تو حدود کی قطاروں میں تجھے دیکھا ہے

غزل
مرطے شوق کے دھڑار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
وہ جو بج بولتے رہنے کی قسم کھاتے ہیں
وہ عداوت میں چھوڑا ہوا کرتے ہیں
صرف ہاتھوں کو نہ دیکھو بھی آنکھیں بھی پرہیز
کچھ سوال پوچھو دروازہ ہوا کرتے ہیں
وہ جو چہر یونہی رستے میں پڑے رہتے ہیں
ان کے سینے میں بھی شکار ہوا کرتے ہیں
صبح کی پہلی کرن جن کو دلا دیتی ہے
وہ ستاروں کے ٹرند ہوا کرتے ہیں
جن کی آنکھوں میں صدا پیاس کے صحرا پیچیں
وہ حقیقت وہی فنکار ہوا کرتے ہیں
شرم آتی ہے کہ دشمن کسے پھینچیں محسن
دیکھ کے بھی تو معیار ہوا کرتے ہیں
☆ اے بی حافظ آباد

بیت یاد آتی
تیری آنکھوں کے اشعاروں کی بہت یاد آتی
آج بہت بھڑبھڑاں کی بہت یاد آتی
لوگڑتا ہوا میکانے کے جب میں لگا
تیری ہاتھوں کے سہاروں کی بہت یاد آتی
تیرے بھی پونچھے بھی بھولے سے جو آؤ اپنے
تیرے دامن کے کناروں کی بہت یاد آتی
آج ویران سے اس شہر میں آئے جان کنول
مجھ کو بس اپنے پیادوں کی بہت یاد آتی
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

کچھ نہیں ملتا
کسی کی راہ میں آنکھیں بچھا کر کچھ نہیں ملتا
تیرا ہے دنا ہے دل لگا کر کچھ نہیں ملتا
کرتی بھی لوٹ کر آتا نہیں آؤں بیاتے سے
کسی کی یاد میں دکھ لا کر کچھ نہیں ملتا
کسی کے دل پر کیا گزرتے کسی کو کیا پتا ہے اس کی
☆

کسی کو اپنا حال دل سا کر کچھ نہیں ملتا
جو دل میں بات ہوتی ہے وہی آنکھیں بتاتی ہیں
کرتی بھی بات ہو دل میں چھپا کر کچھ نہیں ملتا
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

پیکر کو لگ
یادوں کی کرم ہواؤں سے، آنکھوں کی لکیریں بھتی ہیں
جب آؤں رو رہتا ہوں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب کالے ہاتھوں پر آؤں، اور بارش زور کی ہوتی ہے
روڑاؤں سے شور مچاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب اس کے قطرے پھولوں پر، کچھ دلی سے بن جاتے ہیں
جب ہم بھی انگ پڑاتے ہیں، اور لوگ بہت یاد آتے ہیں
ہم یادوں میں بس گم رہتے ہیں، اور چاند کو گتے رہتے ہیں
تاروں سے بھی بات چیتا ہوں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

آکھ کا تار
آؤ بھی سینے سے لگاؤں غم کو
رہو جو مجھ سے تو سناؤں غم کو
سیری ہاتھوں میں جو گھڑی خند آ جائے
پھر خود ہی میں پیار سے چٹاؤں غم کو
تو ہمیشہ کے لئے جو میرا ہو جائے
ایسا کوئی تعویذ کھلے کے بنالگوں غم کو
اس اعجاز سے تم سیری جان مانگو بھی
کہ میں انکار ہی نہ کر پاؤں غم کو
اپنی آنکھوں کا تار یا چاند کہوں میں
خدا ہی ہے تیرے نام سے بلاؤں غم کو
تم میرے دل کی دھڑکن بن گئے ہو مجھ اس طرح
پھر تم ہی تار کہ کیسے بھلاؤں غم کو
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

مسکرا بھی سکتی ہوں
سارے دوسرے کو بھلاکتی ہوں لیکن رہتے دو
میں جھپٹیں چھوڑ کے جا سکتی ہوں لیکن رہتے دو
تم جو ہر موڑ پہ کبہ دیتے ہو خدا حافظ
فیصلہ میں بھی سنا سکتی ہوں لیکن رہتے دو
☆

ہم نے جو بات کی دل کو دکھانے والی اس پر میں مسکرا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو شرم آئے گی جیہیں درد نہ تھامے وعدے میں جیہیں یاد دلا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو کاش تم بن کے جو رہتے میرے اس دنیا میں میں سب کچھ چھوڑ کے بھی آ سکتی ہوں لیکن رہنے دو

☆ راجہ عمر شہزاد خان

دل کو بہلانا

ہم تیری یاد کے بجنے میں قید پہنچی اڑنا چاہیں بھی تو یہ سوچ کر اڑ نہیں پاتے باہر تھما کی ہوا ہو گی ہے دم وقت کی لفافہ ہو گی کون ڈالے گا تیرے پیار کا دانہ ہم کو

☆ راجہ عمر شہزاد خان

غزل

اپنے دل کی حالت وہ کسی کو دکھاتا نہ تھا اسے کیا غم تھا وہ کسی کو بتاتا نہ تھا خزاں کا موسم جب سے اس کا نصیب بھی ٹھہرا اسے اب سے کوئی اور موسم بھاتا نہ تھا لوگوں کو بھانسنے کے واسطے زندگی بتا دی اس نے کتنا عجیب تھا وہ شخص جو خود مسکراتا نہ تھا جانے کس انتظار میں بیٹھا رہتا تھا وہ صبح شام شکل صورت وہ چلیں جھگاتا نہ تھا آج وہ روہ کے وہ بہت یاد آیا ساحل جو دعا دے کر دنا بناتا نہ تھا

☆ رئیس احمد شہزاد خان

غزل

میں تیرا بختگر ہوں مجھے مسکرا کے مل کب تک تلاش کروں اب آ کے مل یوں مل کے بھر چدائی کا کھنہ نہ آ سکے جو دریاں میں ہیں سبھی کچھ مٹا کے مل یہ کیا کہ ہم ملیں بھی ملاقات بھی نہ ہو ارشد بیٹے سے مت لگا مجھے دل سے لگا کے مل

☆ رئیس احمد شہزاد خان

غزل

کہل دے دل کی بات ہم تیرے دماڑ میں گئے ہر دوں آج ہر اک بات ہم تیرے دماڑ میں گئے مت سمجھا کہ تم کو دھوکا کریں گے زمانے میں تم ہے ہم کو تیری یاد ہم تیرے دماڑ میں گئے

سوریا

میری دنیا میں ہے ملک اندھیرا ہے تیرے لب پہ ہنسی کا ہمیرا ہے چہل قدمی میں تیرے چادوں طرف تیری ہر دست خوشبو کا ڈھیر ہے زندگی میں تیری شام آئے نہیں ایک چمکا دکھلا سوریا رہے تو میرے ہنگ ہو یہ شہر وہی نہیں ارشد بس تو جہاں بھی رہے صرف میرا ہے

☆ راجہ عمر شہزاد خان

اور ہے جلی نے فرت کے خزاں لہوں میں تو کسی سوچ میں ڈوبی جو سمجھتی مجھ کو میں تیرے ہاتھ کی خوشبو سے مہک سا جاتا جب بھی موز میں آ کر مجھے چڑا کرتی تیرے ہونٹوں کی حدت سے دھک سا جاتا کچھ نہیں تو یہی ہے نام سا بندھن ہوتا کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا ٹنگن ہوتا نور محمد اسلم کاش۔ سلاواولی

جانو کے نام

باندھ لیں ہاتھ پہ بیٹے پہ چاہیں تم کہ کی میں آتا ہے کہ غصہ نہ لائیں تم کہ کیا عجب خواہشیں اُفتخ ہیں ہمارے دل میں کر کے مٹا سا ہوش میں اچھائیں تم کہ اس قدر نوٹ کے تم پہ میں پیار آتا ہے اپنی بانہوں میں بھر لیں ہاں ہی ڈالیں تم کہ

☆ نور محمد اسلم کاش۔ سلاواولی

پلیسیر میرا جانو!

اپنے احساس سے چھو کر مجھے مندل کر دو میں کہ صدیوں سے اھورا ہوں مکمل کر دو تم جیہیں ہوش رہے نہ مجھے ہوش رہے اس قدر نوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو تم بھٹکی کو میری پیار کی بھندری سے رنگ اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کابل کر دو جیسے صحرائوں میں ہر شام ہوا چلتی ہے اسی طرح مجھ میں چلو اور مجھے تھلا کر دو مسئلہ ہوں تو کہیں نہ چڑاؤ مجھ سے اپنی چاہت سے توجہ سے حل کر دو

☆ نور محمد اسلم کاش۔ سلاواولی

سمیرا جانو کے نام

مٹھائے ہوئے آپہل کی ہوا دے مجھ کو انگلیاں پھیر کے ہالوں میں سلا دے مجھ کو جس طرح فائز گلخانہ پرے رہے ہیں

اپنے گھر کے کسی کونے میں لگا دے مجھ کو یاد کر کے مجھے تکلیف ہی ہوتی ہو گی اک قصد ہوں پرانا سا یاد کر کے بھلا دے روشتا تیرا میری جان لئے جاتا ہے ایسے ناراض نہ ہو جس کے کما دے مجھ کو نور محمد اسلم کاش۔ سلاواولی

فردیات

اک یہی آکس ہی کافی ہے مرے بیٹے میں دل نہیں آپ دھڑکتے ہیں میرے بیٹے میں نور محمد اسلم کاش۔ سلاواولی

غزل

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح صرف ایک بار کھانا کا موقع دے دے میری منزل ہے کہاں میرا ٹھکانہ ہے کہاں صبح تک تم سے چھڑ کر جاتا ہے کہاں سوچنے کے لئے ایک رات کا موقع دے دے پھول نہ تو یہ پیار کیا ہی کیوں تھا صرف دو چار سوالات کا موقع دے دے

☆ عمران نواز اور محمد علی

چھوٹ کے کہاں جیہیں ملے گا

تنگ مرمر سے تراشا ہوا یہ شرخ بن انا دکھش ہے ابلانے کو کئی چاہتا ہ سرخ ہونٹوں میں قہقہے سے رنگین شراب پی لے لی کہ کب تک چائے کو پی چاہتا ہے تم ہے کیا رش ہے کب اتر جانے کو پی چاہتا ہے لیکن اس صحن پہ مر چائے کو پی چاہتا ہے بے خبر سوئے ہیں وہ انگر نندیں میری چنبہ دل پہ ترس کمانے کو پی چاہتا ہے کب سے خاموش ہو چائے جہاں کچھ تو بلو کیا اور ستم ڈھاننے کو پی چاہتا ہے بیٹیں جیسے میٹیں مر جانے کو پی چاہتا ہے



ذہانت

ایک استاد اپنی کلاس کو A, B, C سکھاتا ہے۔ تھے اور ساتھ ساتھ مثالیں دے کر مطلب بھی بتا رہے تھے انہوں نے بلک پورڈ پر حرف M لکھا اور بولے۔ M کے لفظ Mother یعنی ماں بننا ہے جیسے شیدے کی ماں، کالوں کی ماں، بلیوں کی ماں، آبی دیر میں ہینڈ ماسٹر صاحبہ کے ماں میں آئے اور کلاس کی ذہانت کا جائزہ لینے کے لئے M کو ماسٹر W لکھتے ہوئے ایک لڑکے سے پوچھا۔ تاؤ کیا ہے؟ لڑکے نے کچھ دیر سوچا اور پھر بولا۔ کتنی تو شیدے کی ماں سے لیکن ماں کی اپنی ہوتی ہیں۔

☆..... ہانیے۔ ملتان

بلا عنوان

محبوبی میں ٹکڑا چل رہا تھا، ایک مسافر نے ٹکڑا لینے کے بعد ٹکڑا دینے والے سے کہا کہ ایک آدمی کا ٹکڑا اور بھی دے۔ وہ جھپٹا ایک ٹکڑا سوچی دینی کو پائی میں بھجھو کے کھاتا رہا ہے۔ ٹکڑا دینے والے نے کہا۔ اسی شخص کا ٹکڑا چل رہا ہے اور وہ شخص اس وقت کے حکمران حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

☆..... دارش آصف خان۔ والہ پھر ان

پاگل

ڈاکٹر باگل سے ہم باگل لیسے ہوئے؟ باگل: میں نے ایک برصا سے شادی کی اس کی جوان بیٹی سے میرے باگل نے شادی کر لی۔ میرا باگل میرا دادا بن گیا اور میں اپنے باپ کا سسر، بیوی میری بیٹی میری ماں بن گئی ان کے گھر بیٹی ہوئی تو وہ میری بہن ہوئی لیکن میں تو اس کی دانی کا شوہر تھا تو اس میری بہن میری نواسی بن گئی اس طرح میرا بیٹا اپنی والدہ کا بھائی بن گیا اور میں اسے بیٹے کا بھائی بنا ہوا۔ ڈاکٹر اسے چپ کر تو مجھے بھی پاگل کر

نصیب

انسان دوسرے کی دولت کو دیکھ کر اپنے حالات پر اس قدر رشیدہ کیوں ہے؟ یہ قسم تقدیر ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اس باپ ہی باعثِ تکرم ہیں۔ ہماری بچپان ہمارا گناہ پرہزہ ہوتا ہے۔ ہماری عاقبت ہمارے اپنے دن پر ہے۔ اسی طرح ہمارے اوزحالات ہمارے ماحول میں ہے۔ ہم کیسے بچپان کیسے کھلاں کے ساتھ ایسا کیوں اور ہمارے ساتھ ویسا کیوں۔ سوئی علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ اے رب العالمین! آپ نے مجھے کو کیوں پیدا فرمایا؟ اللہ نے جواب دیا۔ تجیب بات سے ابھی ابھی پیدا ہو چھ رہی تھی کہ اے رب! تو نے سوئی علیہ السلام کو آخر کیوں پیدا کیا؟ وہی بات ہے کہ انسان اپنے نصیب پر راضی رہے تو اطمینان حاصل کرے گا۔

☆..... اساج۔ مانا نوالہ

محبت

جب دل میں افسوس جاتے ہیں اور دل پر چاہے کہ کوئی اپنا ہو جو دل کی آواز سن سکے جس دل کی دھڑکن کسی کو دیکھ کر تیز ہونے لگے جب کسی کے لئے دل میں خواب جاتے ہیں اس سے اپنائیت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے ایسے بار بار دیکھنے کی خواہش پیدا ہو اور دل میں بیٹھی بیٹھی کیا درد ہونے لگے جو جسم میں ٹھوڑی سی کھراہٹ اور غریبی نہیں دیکھی اسے تو بس جب ہوتا ہوتا ہے جو جانی ہے۔ محبت کو صرف محبت کرنے والا دلی ہی محسوس کر سکتا ہے۔ پھر محبت کے لائق نہیں ہوتا۔ جس دل میں محبت ہوتی ہے اس دل میں وہی اور تار کی چھائی رہتی ہے۔

☆..... اساج مانا نوالہ

کافی کے لئے آج تو اصرار نہ کرنا آؤ ذرا سڑکوں پہ بلیں میرے سامنے سر دی تو ہے بے فکر کر انکار نہ کرنا گر چل نہیں سکتے تو چلو صحت ہی سن لیں یہ پاپ نہانے کا خطاوار نہ کرنا رات یہ غنیمت مجھے دیجے ہیں لوری تر سونے لگوں میں تو بیدار نہ کرنا خود ہی مجھے احساس ہے اپنی غفلت کی کراہی شکایت سے خرمداں نہ کرنا دیکھو مجھے ڈر لگتا ہے غم سے تمہارے تم مجھ سے خفا ہو بھی تو اظہار نہ کرنا جاتے ہوئے منو کار کو آہستہ چلانا پھر تیز خدا کے لئے رفیق نہ کرنا ایس اختیار احمد۔ کراچی

غزل

گھر بچتے ہیں خوں بہتا ہے محشر کا سال ہے میں خوش ہوں مرے شہر میں اب امن و امان ہے میں کیسے بتاؤں کہ کہاں میرا لاشیں پھیلا ہوا ہر سست گشتاں میں دھواں ہے محبت جانے کی تار کی بحر ہو گی یقیناً لیکن وہ بحر میرے مقدر میں کہاں ہے تلاؤ کہ اب دید کے قابل ہے نہ منظر جو سامنے چلا ہے وہ مرا ہی مکان ہے اس وجہ کرم سے میرے میاد کا مجھ بے اب مجھ کو قفس پر بھی لاشیں کا مگیاں ہے کیوں پوچھتے ہیں آپ خود اندازہ لگ لیں جو حال ہے میرا مرے چہرے سے عیاں ہے میں ڈھونڈنے نکلا خود اتیان۔ اس۔ مکالمہ کو

ایس اختیار احمد۔ کراچی

اپنے ہاتھوں سے کیا خوب سنو مارا ہے قدرت نے تجھے دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے نور کی فور چٹکتا ہے حسین چہرے سے بس نہیں جھڑے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے میرے دامن کو کوئی اور نہ چھو پائے گا جھین چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے چاند ہے چہرہ تیرا اور نظریہ ہے بجلی ایک ایک جلاوے سے مر جانے کو جی چاہتا ہے چاند کی سستی ہی کیا۔ ہر سامنے سورج ہو تیرے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے انتخاب۔ اے ڈی ٹول۔ کچھرو

غزل

ایک شخص جو راہ میں ملا تھا تصور جنوں بنا ہوا تھا ہر موج ہوا کی گرم زد پہ غنچے کی طرح وہ نکل رہا تھا تارے تھے نہ چاند تھا نہ سورج پھر بھی وہ غلام میں چھٹا تھا کانوں ہی سے نہ تھی اس کو دشت پھولوں سے بھی کچھ گریز تھا خود اپنی ہی آگ میں وہ شجر سونے کی طرح کھڑا تھا قافل بھی نہ تھا نہ ستم گردن کا شاکستہ چہرہ تھا عجیب کچھ اختیار وہ شخص تھا عجیب کچھ آنکھوں میں دلوں کو ڈھونڈتا تھا ایس اختیار احمد۔ کراچی

غزل

اب آئے ہو تو پھر وہی بھکار نہ کرنا پھر ذکر سیاست کا جھگڑا نہ کرنا سکریت نہ نکالو نغماؤں میں ہے خوشبو برباد میرے پھولوں کی مہیکار نہ کرنا تاراش نہ ہوتا میری درخواست پہ ہرگز

بہترین شعرا پر پیاروں کے نام

اگر یہی ہے نظام ہستی تو زندگی کو سلام اپنا
 محمود قاسم احمد حیدری - سہگل آباد

منیر سحری، کراچی کے نام

چھوڑ دے وقت دوستوں کی لاپرواہی کا گلہ
آج پھر تم ہی یاد کرو انہیں ہمیشہ کی طرح
ایم فاروق - رحیم بارخان

کھڑیاں خاص کے کسی دوست کے نام

تہا وہ دیکھنے سے لوگ مجھ کو جان جاتے ہیں
میں کوئی ہوئی اک چیز ہوں جس کا پہ تم ہو
عمر دراز - کھڈیاں خاص

احمد آباد کے بوبی کے نام

وہی خوشبو وہی رنگت وہی ہونٹوں پہ وہی ہنس
باغ میں پھول کھلے ان کا سراپا بن کر
محمد اسحاق انجم۔ سنگھن پور

عالیہ منیر، منڈی بہاؤ الدین کے نام

سہانہ موسم تھا۔ ہوا میں نمی تھی
آنسوؤں کی بہتی ندی ابھی ابھی تھی
ملنا تو ہم بھی چاہتے تھے مگر آپ کے پاس
وقت اور ہمارے پاس سانسوں کی کمی تھی
ربیعہ ارشد - منڈی بہاؤ الدین

مس شبنم، منڈی بہاؤ الدین کے نام

آنگھوں میں جو تحریریں تھیں ہونٹوں پہ وہ بول نہ تھے
ہم تھے تیرے عاشق باتوں میں سرگلوں نہ تھے
ہم نے تم کو ٹوٹ کر چاہا یہ تمہارا حق تھا
تم بھی ہم کو ٹوٹ کر چاہتے اتنے اموں نہ تھے
ربیعہ ارشد - منڈی ماہوالہ الدین

اقراء مبین، منڈی بہاؤالدین

دل جو ٹوٹ گیا تو فریاد کرو گے تم

ایس، چوکی کے نام

مجھے کہہ رہے تھے کہ "میرے مقدور کی طرح منہ
تیری زلف نہیں جو پہلے بحر میں سنور جائے گی
ایم فاروق - کوٹرادھا کشن

اپنی جان Z، سرگودھا کے نام

وہ رات درو اور ستم کی رات ہو گی
میں رات رخصت ان کی بات ہو گی
ٹھہ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم خند سے اکثر
کہ ایک مفیر کی ہانوں میں میری ساری کائنات ہو گی
لعل شاہ رخ زن - کرک

کسی اپنے کے نام

کسی حد تک جانا ہے یہ کون جانتا ہے
کس منزل کو پاتا ہے یہ کون جانتا ہے
صفت کے دو پل ہیں جی بھر کے کر لو دیدار
کسی روز چھوڑ جانا ہے یہ کون جانتا ہے
لعل شاہ ورغ خان۔ سرک

اسن، میاں نوالی کے نام

ب۔ گفتار اس کے ہونوں سے رسی باتیں
میں یاقوت کی سل چہ کے جہرنا لکے
عبدالوحد بند مال - گراجی

ایچ اینڈ ایچ، ملتان کے نام

حالت دل کسی کو نہ سنانا سافر
 دنیا میں سب ہم راز بدل جاتے ہیں
 کسی کے بچھڑنے سے کوئی مر تو نہیں جاتا
 مگر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں
 عمر دراز کر۔ خاندان

زندگی کو محبت کرنے والوں کے نام

نه ۛم ايئي، نه ساقی ايئا، نه شيشه ايئا نه جام ايئا

بہترین شعرا اپنے پیاروں کے نام

۱۰ اور گزرب۔
۱۱ نہ آیا ۱۲ میرے رنے کی خبر سن کر بھی میرا دل پھٹنے لگا
۱۳ کہ شاید یہ بھی تھے کہ ایک نیا بہانہ ہے
۱۴ روایتاں۔ خان۔ آوازِ نالی
۱۵ پیار بھنا سکی دنیا کو دکھانے آ جا
۱۶ تو کسی اور سے لئے کے بہانے آ جا
۱۷ سلیمان۔ آوازِ نالی
۱۸ جب لوگ جہنوں کی ذکر نہیں کرتے
۱۹ ہم بھی کوئی اپنا ذکر تحریر نہیں کرتے
۲۰ دل جیتا ہے اس کا دھکا پہن
۲۱ کرتی ہے ذراں وہ کچھ دیر نہیں کرتی
۲۲ غریب بازاری۔ گورخانوالہ
۲۳ شکستہ دل میں گرما ہوں ہر ایک سے تم کی
۲۴ یہی تو فی ہے جو آیا ہے بہت کچھ کو جانے کے بعد
۲۵ تحفہ میری سحر۔ سحر
۲۶ باقوں کی کیروں میں قسمت
۲۷ سکے باقوں کی بھی خدا تقدیر لکھتا ہے
۲۸ سادہ۔ سحر
۲۹ یہ دیا تجھے اس صوفی نے آج کی رات
۳۰ ہنسا تو بڑی بات ہے تم دو بھی نہ سوسکے
۳۱ اک۔ نالی۔ گورخان
۳۲ کہیں میں کوئی پہل ہوتا تو میرے ہاتھوں میں ہوتا
۳۳ تو میری خوشبو سوکھ میں تیرے ہاتھوں کو چھو
۳۴ دیا لوہی۔ گورخان
۳۵ دیا لوہی۔ گورخان
۳۶ دیا لوہی۔ گورخان
۳۷ دیا لوہی۔ گورخان
۳۸ دیا لوہی۔ گورخان
۳۹ دیا لوہی۔ گورخان
۴۰ دیا لوہی۔ گورخان

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

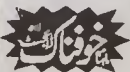
نام

شہر

شعر

شہر

شعر بھیجنے والے کا نام



یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے



یہ کہان کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خونناک" ڈائجسٹ "میں شائع کریں گے۔
اس کہان میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام

شہر

فون نمبر

میرا بہترین شعر

مکمل پتہ